

پیشوں ایں نمبر ۲۶۵۰

دیر آدم شیر آدم شیر

اَحْمَدُ اللَّهُ

کہ چار ماہ کے جب تک المقا کے بعد جریدہ شمس الاسلام کا دوبارہ اجرا ہوا۔ اعدائے اسلام و
منافقین ملت اپنی سازشوں میں ناکام رہئے اور مخالفین کے جشن ہائے مسٹر
مجاہس مائم سے تبدیل ہوتے ہیں۔ وَلَلَّهُ أَكْبَرُ

شمس مایا نہ ال جرمدیہ شمس ال اسلام بھیرہ پنجاب

با بہت ماہ جون و چولانی ۱۹۳۵ء نمبر ۶ د ۷

مدیر معاون
سید نذیر الحق قادری میر سعی

طلائع نمبر ۶ کی کتابت ماہ مئی کے آغاز میں ہو چکی تھی۔ مگر طباعت کا موقع نہ ملا۔ اور
گردش کے احکام کے مطابق نیا ڈکٹریشن داخل کرنے میں وقتیں حال ہو گئیں
ماہ اگست و ستمبر کے پرچے پہنچا طبع ہو کر بھیرہ سے یکم اکتوبر کو روانہ کئے جائیں۔ اسی طرح
انشاء اللہ اکتوبر و نومبر کے پرچے اکٹھے یکم نومبر کو پوست ہوتے ہوئے ہناکہ المقا کے ایام کی تلافی
ہو سکے۔ ہر جریدہ انشی صفحات کا ہوا کریا۔ و مادا فیقی الا باللہ۔

بَيْكَار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطريقۃ فخر العلماء قدوة السالکین زبدۃ العارفین
امام العاشقین مولیانا محمد ذاکر بھوی نور اللہ مرقد
من جانب اراکین حزب الانصار بھیرہ رضاخاں)

اعراض و مقاصد

دل اندر و نی و بیرونی مخلوں سے اسلام کا تحفظ - تبلیغ و اشاعت اسلام
بر اصلاح رسوم (صل) احیا و اشاعت علوم دینیہ

قواعد و ضوابط

ر1) رسالہ کی عام قیمت دیر ڈھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ دی پی پائچ آئے زیادہ ڈھپ ہوتے ہیں جو صاحب پائچوپے یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرمادیں گے وہ معاون خاص مقصود ہوتے۔ ایسے حضرات کے اہمیت کے ساتھ درج رسالہ ہوا کریں ۔
ر2) غیب و مغلس اشخاص اور طلباء کے لئے رعایتی قیمت سالانہ ایک روپیہ مقرر ہے۔
ر3) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چند رکنیت کم اذکم ہم روا ہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

ر4) منورہ کا پرچم تین آنے کے لکھ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے۔ مفت ہنس بھیجا جاتا۔
ر5) رسالہ ہر اٹھی ری یاہ کے پہلے عشرہ میں ڈاؤں میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چھپی رسالوں کی غفلت سے تک رسائل رائستہ میں تاثف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جن صاحبان کو رسالہ نہ ملے وہ ہمیہ کے آخر میں اطلاع دے دیا کریں۔ دربند دفتر ذمہ دار نہ ہو گا۔

جملہ خط و کتابت و توصیل زد

میسح رسالہ شمس الاسلام بھیرہ رضاخاں ہونی چاہئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہنامہ

شامسُ الْإِسْلَام

بھیر (پنجاب)

جلد ۶ بابتِ احمد حوالہ ۱۹۳۵ء نمبر ۱۳۵
معطی ماه بیانیہ اول دین بیانیہ

نمبر شمار	فہرست مظاہمین	صفو
۱	نظم	
۲	معارف قرآن	
۳	آفتاب رسالت کی معکانیاں	
۴	عالم روحاںیت کی سیر	
۵	تاریخ و عبر	
۶	قصیدہ اعجازیہ معد ترجمہ (قسطنطینیہ)	
۷	رشحات ادارت	
۸	اشارات و کتابیات	
۹	حزب الانصار کے وفد کا دورہ بیکسلا	
۱۰	اطلاعات	
۱۱	کشف انتباہیں	
۱	از جناب ستم سعیدی، طویلی۔	۱
۲	معاون مدیر	۲
۳	=	۳
۴	=	۴
۵	=	۵
۶	(ایک خیور مسلم کے قلم سے)	۶
۷	معاون مدیر۔	۷
۸	از ملا د قیانوں۔	۸
۹	(مدیر)	۹
۱۰	(مدیر)	۱۰
۱۱	مولانا سید ولائیت حسین شاہ صاحب	۱۱

جمع کے دن

(دراز جناب بسم عسیدی، ٹوکنی)

صاف تھا مطلع بیکا یک ابر گھر کر گلیا
یہ سماں ٹلمت فرا، اپنا ہی جس کوں کھوں
زور کی بارش فضایں تیر پسانے لگی
اڑ رہا ہے کار تو سوں کا فلاں پیسکنیں
جیسے اجرام فلاں کرتے ہوں ہو ہو کر دو نیم
اُف بیہ آواہیں پر جہر میں تخترانے لے
ہستی حیران ہے سائیں دا جیرت میں ہے
ماں لیتی نظر آتا ہے اوج آسمان
آئی تھی کل بدر میں امداد کرنے کے لئے
اس مسلم بودہ ترا آغاز، یہ اخبار ہے
مسجد جامع میں او صرف نماز، او بھیز
کونڈ کنکلی کوئی مینار پر گرنے کو ہے
آسمان شمس ہر تیر اور مختلف ہے زمین
تیری بریادی سے آخر اس کا کیا سفہوم ہے
کیوں ہیں آفات زمین آسمان تیرے لئے

تو ہے اور برق غصب گویا مسلمان کیوں ہوتے
یا مسلمان ہو کے مسلم نا مسلمان کیوں ہے تو

روز روشن پر شب تاریک ننکر چاہیا
شام غم عاشق کی بایوہ کا مستقبل کھوں
الامان کی دشت صحراء صد آنے میں
یامشین گن چل ہی ہے چرخ پر روز میں
چھڑکی ہو چرخ پر یور و پ کی یا جنگ عظیم
کیا خوم آسمان اپس میں ٹکرانے کے
اور مجھے معلوم ہے جو کچھ دل قدرت میں ہو
عازم میدان ہستی ہے جو فوج آسمان
اج آئی ہے مگر بر باد کرنے کے لئے
بخت بر کشته، مخالف گردش ایام ہے
لکھ کر ہونیکو تری مسجد کے ہیں دیوار اور
ٹوٹ کر مینارا بیویار پر گرنے کو ہے
دونوں عالم میں کہیں تیر اٹھانا نہیں
تجھے سے کیوں قدرت کو ضد ہی، کچھ جو معلوم ہو؛
زرازے تیرے لئے ہیں جلیاں تیرے لئے

معارف قرآن

سُورَةُ الْقَاتِحَةِ كِتْفَيْرٌ الْحَمْزَةُ الْجَيْمَةُ

کَرْجَنْ کے معنی ہیں ایسا انعام کرنے والا کہ بنہوں میں سے کسی سے ایسا انعام صادر نہ ہو سکے اور رَجَمْ کے معنی ہیں ایسا انعام کرنے والا کہ دوسرا بندے بھی اس کی طرح انعام کر سکیں۔

خدا کی رحمانیت کے و نمودنے حضرت ابو اسحیم بن ادھم قدس سرہ سے مقول ہے
ہوئا۔ جب رب کے سامنے مسترخوان پچھا یاکیا اور اس پر تھام اچھالیا، تو ایک کو اڑکر آیا اور ایک روٹی لے آٹا۔ مجھے اس بات سے تعجب ہوا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ کیا وہ پچھا ہوں کہ وہ جھگل میں ایک ٹیکلے پر چاہیٹھا۔ یہاں ایک آدمی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ کوئے ذرودنی اس کے من پر ڈالدی اور قاتر کیا۔

حضرت ذو النون مصری فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے ول میں درخت اٹھی اور گھر سے ملکلک دریے کے کنارے جا پہنچا۔ کیا وہ کھتا ہوں کہ ایک بلا بھیود وڑا جا رہا ہے۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ وہ بچپور و قلیل عکے کتنا ہے پہنچا۔ وہاں ایک مینڈک گویا انتظام میں کھلا تھا، بچپو کو دکڑا اس مینڈک کی پشت پر سوار ہو گیا۔ اور مینڈک نے پلیں پیشہ تیار شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس بھیو کو قلیل کے پرے پار جانا تارا۔ میں بھی شقی پر سوار ہو کر پار جا اڑا۔ بچپو مینڈک کی پشت سے اڑکر ایک درفت کو تیزی سے روانہ ہو گیا۔ میں بھی اس کے ساتھ رہا تھا ہو لیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان لوگ کا ایک درخت کے نیچے خافل پڑا سو رہا ہے۔ اور ایک افعی یعنی کالانگ اس کی طرف فٹتے کو جا رہا ہے۔ بھتی دریں وہ افعی اس نوجوان کے قریب پہنچا تھی دریں بچپو بھی وہیں جا پہنچا۔ اور جلتے ہی افعی کے ایک ایسا لڑاگ مارا کہ افعی مر گیا اور افعی نے مرتے وقت بچپو کے دینک مار دیا۔ اس طرح دونوں کا غاثمہ ہو گیا اور دو نوجوان صحیح سالم رہا۔

دیکھا آپ نے رحمائیت الہی کی کوشش سازی، کیا بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا انعام کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پر رحمت الہی ہی کی کوشش کاری ہے کہ وہ ایسے عجیب غریب طالقوں سے اپنے بندوں کی تگلی و حفاظت کرتا ہے۔

رحمٰن اور حِیم کا فرق لفظ حِمْن صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بولا جاتا ہے۔
اللہ پر بھی بولا جاتا ہے اور بندوں پر بھی یعنی حِمْن اللہ تعالیٰ کا خاص نام ہے اور حِیم کا اطلاق اسکے غیر پر بھی ہو سکتا ہے۔ حِمْن اعلیٰ ہے اور حِیم ادنیٰ۔ ان دونوں کو ایک ساتھ لائنس سے بندوں پر بیڈھن شیں کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اجل شانہ کا افضل عام ہے۔ اس کا احسان ہر وجود کو شامل ہے اور اس کی رحمت بے انتہا و سیعہ ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ حِمْن بہت بڑی صفت ہے اس وسیلے سے بڑے بڑے کام خدا تعالیٰ سے ملنے جاتے ہیں۔ اور حِیم کے ذریعہ چھوٹے چھوٹے کام اور معنوی حاجتیں مانی جاتی ہیں۔ سورمن کے ذکر نے بعد حِیم کے ذکر سے مقصود بندوں کو تعلیم دیتا ہے۔ کہ بڑے بڑے امور اور حاجتیں مجھ سے منکار کر کیونکہ میں حِمْن ہوں۔ اور چھوٹے چھوٹے امور اور حاجتیں بھی مجھ ہی سے منکار کر کیونکہ میں حِیم ہوں۔ پس ہر مسلمان یا ماندار کو اپنا حاجت رواخذ اہمی کو سمجھنا چاہتے۔ اور اپنی ہر حاجت خدا ہی سے طلب کرنی چاہتے۔ خواہ ایک نک کے کنکر کی ضرورت ہو۔ ایک نک نہیں اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو صفتیں بیان کی ہیں۔ ایک حِمْن اور ایک وَحَمَّة مُنْتَاجاً۔ اس چیز کو ذہن میں دیکھ کر دوسروی طرف اس واقعہ پر نظر کرو کہ خدا اور قدوسی نے حضرت مریم علیہما السلام کو ایک رحمت کی تھی۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:- وَحَمَّة مُنْتَاجاً وَكَانَ أَمْرًا مَفْضِلًا۔ اس ایک رحمت کے سبب سے ان کو کفار کی جھڑکی اور ایذاء رسانی سے نجات ملی۔ اب ذرا مسلمانوں کو اپنے مرتبہ اور اعزاز پر خور کرنا پاہتہ۔ کہ ہم لوگ اپنے پانچوں قوت کی غمازوں کی سترا رکھتوں میں کم از کم چوتیں مرتبہ اللہ کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ حِمْن اور حِیم ہے۔ توجہ ایک مرتبہ اس کی رحمت کے ذکر سے حضرت مریم علیہما السلام کو کروہات سے نجات ملی۔ تو اسقدر رکھتے سے عمر بہر ذکر کرنے سے مسلمانوں کو دوزخ سے کیوں نہ نجات ملے گی۔

مگر آہ! ہم لوگوں کو صحیح طور پر خدا کی ذات و صفات کا علم وقین بھی ہو۔ ہم ساری غنم نوازیں پڑھتے

ہیں اور ان میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ تم زبان سے کیا کہ رہے ہیں اور وہ کیسے حُمُن در حیم ہے۔

ملِکِ یوْمِ الدِّینِ ۖ

یعنی اللہ تعالیٰ قیامت اور جزا کے دن کا مالک ہے۔ اس کی تقریر اس طرح ہے۔ کہ نیک و بد، فرمان بردار و نافرمان اور موافق و مخالف میں ضرور فرق ہونا چاہتے ہے۔ اور اس فرق کا موقعہ یہ نیما نہیں، بلکہ قیامت کا دن ہے۔ جزا ہی کے دن پورے طور پر ظاہر ہو گا۔

غور کر کر جو شخص کسی ظالم کو کسی مظلوم پر مسلط کرے اور چھڑاس سے انتقام نہیں لے جاتا۔ اس کا انتقام نہیں لیتا۔ تین عال سے خالی نہیں۔ اُولٰئے یا تو وہ انتقام لیتے ہے عاجز ہے۔ دوسرے ملائکی مظلومی سے جاہل ہے۔ سوتھیم یا اس ظلم سے راضی ہے۔ اور ان تینوں عبیوب و تقاض سے اللہ تعالیٰ پاک نہیں۔ پس ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں سے مظلوموں کا بدلہ لیں۔ اور جب دنیا میں یہ بدلہ اور انتقام نہیں لیا گیا۔ تو آخرت میں لا محالہ ایسا ہونا چاہتے ہے۔ اور یہی مطلب ہے مالک یوم الدین کی صحراء کے دنِ حجتِ خداوندی کا جوش کی صیحت شریفہ میں آیا ہے۔ کہ

در بارہی میں پیش کیا جائے گا، جب وہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھے گا۔ تو اسے کوئی نظر نہ آئے گی ایسی حالت میں نہ آئے گی کہ اپنے عمل کے بدله جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جیران ہو کر عرض کر لیگا۔ کہ خداوند اب میں نے ایسا کو شناسی کیا ہے۔ جسکے بدله میں مجھے جنت داخل ہونے کا حکم ہوا رہا ہے؟ ارشاد ہو گا کہ تو ایک رات سوراً تھا اور سچی نبی کے ساتھ ادھر ادھر کروٹیں بدلتا رہا تھا، اسی اثنایاں تھے نجلوص قلب کہا اللہ پھر تھوڑی پختہ غائب ہو گئی اور تو اس واقعہ کو جو بول گیا۔ لیکن ملکو تو داؤ نگہ آتی ہے نہیں۔ اسلئے میں نہیں بھولا۔ یعنی ایک دفعہ اللہ ہی کہنے سے جنت دی جا رہی ہے۔

نیز ایک اور شخص لا یا جائیگا۔ جب اسکی نیکیوں اور بدیوں کا وزن ہو گا تو یہیوں کا پلہ بھاری ہو جائیگا۔ اور نیکیوں کا پلہ بھارا ہو جائیگا۔ اس وقت ایک پرچہ لا یا جائیگا جس میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا اقرار لکھا ہوا ہو گا۔ اس سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائیگا۔ اور اسکو جنت میں داخل ہوئیکا حکم ہو گا۔ اللہ عزیز کیا شان الہی اور حجت خداوندی ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر کس قدر مہربان ہے۔ ادھر تو خدا کے حیم و کریم کی حجت و عجیش کی کمی نہیں۔ ادھر بندوں کی عصیان شماری و نافرمانی کی بھی حد نہیں۔

افتاب سال کی معانیاں

اعتصام بالکتاب والرقة

مسلمانوں کو دل کے کان گھول کر رہا تھا سن لین چاہئے کہ حضرت محمد ﷺ نے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس بنی نوع انسان کیلئے عموماً و مسلمانوں کیلئے خصوصاً افتاب ہرا ہیت ہے۔ جسکی روشنی میں ہم عروج وار تعالیٰ استھانی بلندیوں میں پہنچ سکتے ہیں، آپ کی محبت ایمان کی زندگی کا سرحریشم ہے۔ آپ کا عشق اصلاح و تبلیغ است کا محور و مرکز ہے۔ اگر ہدفات و محدثات سے الگ ہو کر آپ کے استانہ جلال پر محکم جائیں، آپ سے بیان و فاستوار کر لیں۔ آپ کے اُسوہ حسنہ کو اپناہ بہرنا لیں اور آپ کی اطاعت میں مرضیں تو حمت خداوندی اور نصرت الہی کے وہ ڈنکے چونچ کے کے بعد سرزین عرب میں بجلتے گئے تھے، آج بھی بیج سکتے ہیں مسلمان کے مذاہک سکے ساتھ ختمی و مدد ہے۔

کی مدد سے وفات نے تو ہم تیرے ہیں۔ یہاں چیزیں ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں
پس کتاب و سنت سے تسلیک کرنا ہی مسلمانوں کی تمام کمزوریوں، ذلتتوں، بورپتیوں کا واحد علاج ہے۔ اس سلسلہ کی چند احادیث اور بھی ملاحظہ ہوں:-

عَنْ أَنَسِ قَالَ جَاءَنَا قَلْمَشَةُ رَهْبَطَ إِلَى حضرت انس فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ میں سے تین شخص ازدواج مطرات کے پاس کئے اخضعت صلم کی عبادت کے متعلق پوچھتے ہوئے کہ اسی تینی مقدار تھی، جب انکو حضرت صلم کی عبادت کی خبر دی گئی کہ اتنی تھی۔ اس پر انہوں نے اس عبادت کو کم گمان کیا۔ اور کہنے لگے کہ کیا ہم اور کیا حضرت صلم۔ اگر وہ کم عبادت بھی کریں تو انکو ہزار وار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکے الگ پچھلے سب گناہ معان کر دیتے ہیں۔ ہم عبادت کے زیادہ محتاج ہیں، ہمیں زیادہ کرنی چاہئے۔ پس ان میں سے ایک نے کہا کہیں عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ شب بھرنا تریڑھتا ہوں گا

فَلَا أَتَرْوَ جَمَّابَنَاجَمَّاعَ الدِّينِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا أَقْطِرُ وَقَالَ الْأَخْرَجُ أَنَّا أَعْنَزْلُ النَّسَاءَ
وَكَلَّ الْأَخْرُونَ أَصْوَمُ النَّهَارَ أَبْدَأَ
أَحَدُ هُمْ أَمَا أَنَا فَأَصْلِي اللَّيْلَ أَبْدَأَ
وَكَلَّ الْأَخْرُونَ أَصْوَمُ النَّهَارَ أَبْدَأَ

دوسرے نے کہا میں دن کو ہیشہ روزہ رکھا کر دیکھا۔ اور کبھی بخوبی بھگنا نیسے سے نہ کہا کہ میں عورتوں سے گوشہ گیر ہو جاؤ بھگا۔ اور کبھی بخالح ذکر و بھگا۔

پس انحضرت مسلم اُنکی طرف آئے اور فرمایا کہ تم ہی ایسا ایسا کہہ رہے ہیں؟ آگاہ ہو جاؤ کہ بجد میں

(متყفق علیہ) سنت سے زیادہ ڈرینیو الاهوں اور قسم سب

سے زیادہ متقد و پر بیزرا کار ہوں۔ میں روزہ کبھی رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا۔ نماز پڑھتا ہوں اور کسی قدر سوچی بیٹا ہوں۔ عورتوں سے بخال کرتا ہوں اور ان سے جماعت بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں۔

اس حدیث کا خصل

اس حدیث سے جہاں کتاب و سنت سے تسلک کرنے اور اتباع شریعت کی تائید وہ بابت ثابت ہوتی۔ وہاں دو باتیں اور بھی معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ احکام شریعت میں اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی کرنا بادعت اور خدا کی تائفرمانی ہے۔ خواہ وہ زیادتی سونیک خیال ایسا سے کی گئی ہو۔ اور اس کامبینی ذوق اطاعت ہی کیوں نہ ہو۔ دوسری کہ اسلام میں ترک دنیا جائز نہیں۔ یعنی ایسی عبادت جس سے انسان انتہائی جہد و مشقت میں پڑ جائے۔ کسی طرح جائز نہیں۔ ذرا غور کرو و صحابہ نے صفت اتقاد پر بیزرا کاری، جذبہ اعماق اور ذوق عمل کی بناء پر اپنی طرف سے عبادت میں زیادتی کرنے کا عہد کیا تھا۔ اسکو حضور نے رواز رکھا اور ساتھ ہی تہذید کر دی کہ شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امتی نہیں۔

پس جو مکار اپناوٹی اور نام نہاد دروشن اور خلاف شرع لٹکوٹ بند عوام الناس کو اپنی دروشنی کے پھنسنے میں پھنسانے اور خلق مذاکوہ اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے طرح طرح کے پاکھنڈے... پھیلاتے ہیں، سخت جاہر سے کرتے ہیں، اریاضات شاہد برداشت کرتے ہیں۔ چلے کھینچتے ہیں اور اسلامی تصور پر جوگ درہ بیانت کارنگ پر طہا ناچاہتے ہیں۔ وہ شریعت اسلامیہ کے باقی، اسلام کے وہیں نفس کے غلام، ایمان کے ڈاکو اور حظڑاک بہروپے ہیں جو کی مصنوعی پیشوائی کا انہدام کرنا اسلام کی بہت بڑی حفاظت و خدمت ہے۔ اور ان کے پھنسنے سے عوام الناس کو چھڑانا اعلیٰ درجہ کی ملت نوازی اور قوم پروری ہے۔ اس مضمون کی ایک دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انحضرت مسلم نے کوئی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتِمُ الَّذِينَ
قَلَمَّنَكُنَّ أَوْلَكَنَّ الْأَمَّا وَاللَّهُ أَنِّي لَا أَخْشَى اللَّهَ
عَلَيْهِ وَإِنَّمَا الْمُلْكُ لِلَّهِ أَكْبَرُ وَالصَّوْمُ دُفْعَةٌ وَ
الصَّلَاةُ وَأَرْقَدُ وَأَتْرَوْجُ الْمُسَاءَ مَنْ
رَغَبَ عَنْ سُنْنَتِي فَلَيْسَ مَنِّي وَ-

صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءًا فَرَحَّصَ فِيهِ
فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ مُحَمَّدًا
اللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ مَا يَا إِنَّ قَوْمَيْتَ نَزَّهُونَ
عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعَهُ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَا عَلَمُهُمْ
بِاللَّهِ وَإِنَّهُ هُمْ

عمل کیا اور اسیں آسانی کر دی۔ پس ایک قوم نے اس خصت پر عمل کر دی۔ یہ خبر رسول خدا کو ہوئی تو اپنے نے ایک خطبہ دیا اور بعد حمد و شکار کے فرما یا کہ اس قوم کا کیا عالیہ ہے کہ وہ سیرے عمل کو اچھا ہیں سمجھتی۔ پس بخدا میں ان سے زیادہ احکام ربی کا عالم ہوں۔

اور خدا سے ڈرنے والا ہوں۔

(متفق علیہ)

معیار ایمان درستیقت سلام عمل نبوی کی پوری پوری تعمیل کا نام ہے سیلانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ شریعت نبوی میں ایک ذرہ برابر کمی بیشی کے بغیر اس پر عمل پیرا ہوا۔ اور اپنے تمام اعمال و افکار پر اپ کے اُسوہ حسنہ پر رکھے۔ مذکورہ بالا درود مرتضیٰ کا مفہوم و مفادیہ ذہن لشیں کرنا ہے۔ چنانچہ اس چیز کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان لیا ہے:-

چھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپ سین جو جھکڑا ہوا سین یہ لوگ آپ سے تصفیہ کروں،

چھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا
فِيهَا شَجَرٌ بَدِينٌ هُمْ تَحْمَلُهُمْ وَأَنْتَ
أَنْفُسُهُمْ حَرَجٌ مَا قَضَيْتَ وَمُسْلِمٌ
تَسْلِيمًا (رسورہ نساء)

اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے معیار ایمان تین مراقب نیقین و اعتماد کو قرار دیا ہے۔ پہلا پہلا مرتضیٰ یہ کہ نیقین و اعتماد سے رسول اللہ اور یاقانوں شریعت کو تمام امور میں اپنا حکم سمجھے، ادو سرا مرتبہ یہ کہ زبان سے بھی افرار کرے کرچی۔ اس طرح ہے، تیسرسے یہ کہ اس فیصلہ کے عین مطابق عمل جی کرے یعنی حکام شرع کی ظاہر اور باطن پاہندی و تسلیم کرے۔ شرعی فیصلہ سے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔ پس اسلام اطاعت رسول کا نام ہے۔ اور یہ اطاعت بے چون چورا ہوئی چاہئے۔ اور اعتماد بالکتنا واسطہ سے بھی مراد ہے!

۶۸۴

عالِم روحاً نیت کی سیر تصفیہ قلب کی آنہت

اسلامی تصوف کی غرض و فایمت تصفیہ قلب یا دلوں کی صفائی ہے۔ اسے قلب کی حقیقت معرفت سے واقعیت مل کر ناہر سعادت مدد انسان کا فرض اولین ہے۔ سو جاننا پاہے کہ انسانی جسم کے امداد دست قدرت نے ایک ایسا مصنوعہ گوشت رکھا ہے جسکی حیثیت ایسیہ جہانی سے نہیں۔ چونکہ یہ گوشت کاملاً ایک شریف و نعمیہ ہرگز ہے۔ اسکے حفاظت قدرت نے اس قلب یا جسم سے کی ہے۔ گویا قلب انسانی کی قبر جسم انسانی ہے۔ اور قلب ہے جس باطنی کا دفینہ ہے۔

کسی چیز کو دفن کرنے، مخفی کرنے یا حفاظت سے مقصود دو ہاتھیں ہوتی ہیں۔ ایک مقصود تو یقیناً ہے۔ کہ اس شیئی کی حفاظت ہو، پر اگندگی سے مصون رہے۔ اور اندر ہی اندر اسکا کمال ظاہر ہو اور دوسرا مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ دفنون شیئی کے عیوب نقائص ظاہر نہ ہوں۔ فضایں مگدگی و تعزیز نہ پھیلے۔ بعض ستر باعیب پوشی کے خیال سے اس کو زمیں میں مستور کر دیتے ہیں۔

قدرت کا نورانی ہاتھ اور انسانی ساخت

{ انسانی ساخت میں آب گل کے اور جسم انسانی ایک تودہ خاک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن قدرت کا نورانی ہاتھ اسکے خیر کو کچھ اس طرح مولا و مصغا بنادیتا ہے۔ کہ اسکی تزکیہ و ساخت میں ایک ذرہ برابر بھی خاک تیرہ کا نشان نہیں دکھائی دیتا۔ اور ایک تودہ خاک آدمی یا انسان کا نام پاتا ہے۔ جسکے سر پر "حسن تقویم" کا تاج رکھا جاتا ہے۔ اشرف المخلوقات کا نامہ ملتا ہے، اور کائنات ارضی کی حکومت اور سخیر کائنات کی طاقت ملتی ہے۔ اللہ اللہ کیا کہنا ہے اس تودہ خاک کا۔

انسان کے اعضائے ظاہری و باطنی کے مجموعہ کا نام قلب ہے۔ یہ قلب اپنے تمام اعضاء و حواس کے حفاظت سے گویا ایک اچھی خاصی مملکت ہے۔ بد انسانی کی کل جلانے اور اس مملکت کے انتظام کے لئے ضروری تھا۔ کہ ایک مدرس بادشاہ مقرر کیا جاتا۔ چنانچہ اس انتظام کیلئے قلب جیسے مدرس بادشاہ کا قیام

عمل ہے آیا۔ گویا قلب کی حیثیت ایک مدبر بادشاہ کی مانتد ہے۔ جو بدن کے تمام اعضا و حوارج پر حکومت کرتا ہے۔ اسکے علاوہ اگر غور کیا جائے تو ہزار ہاتھا قدرت اس قلب میں موجود ہیں۔ جسکو انوار فطرت نے پچکا کر سراپا خوبی صن و فن بنایا ہے۔ ان ظلکی سر شتوں کے بعض اجسام کا بیرونی سطحی حصہ سقدر و مفتریب ہوتا ہے کہ اسکا ناظارہ جھوک پیاس کو اڑا دیتا ہے۔ اور انتہا عشق و محبت سے دل و جگر جلکر کتاب ہو جاتے ہیں جس انسان کے حسن صورت کا یہ عالم ہے تو اسکا حسن سیرہ کس قدر لغیب اور جاذب توجہ ہو گا۔

اسے بقعتہ نور انسان! یہ تیری کمیں جھول کیسی ناگھی اور رانی قدر و منزالت سے کمی ندا آقئی ہے کہ تو حسن صورت پر مرتا ہے تو اصلی اور نقی حسن میں تبہی نہیں کرتا۔ تو اپنے ظاہری حسن و وجہت کو بڑھانے کی فکر میں شب درود مستقرخ رہتا ہے مثلاً عدو خوارک و خدا کی خواہش جسے پھر وکی چک دیک قائم ہے۔ اور لباس و پوشاک جس سے وجہت میں افرادی ہو۔ اسی طرح تو ساری عمر آدائیش ظاہری کی دہن میں لگا رہتا ہے اور اسی کو اپنی زندگی کا مقصود سمجھتا ہے۔ مگر نہیں جانتا کہ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرہ کا مادہ بھی تو اپنے اندر رکھتا ہے۔ جسکی ایک ادنی اسی چہلک دنیا مافہما سے بے خبر کر دیتی ہے۔ تو اپنے دل کی صفائی اور سن باطنی کی افرادی سے کیسر نافذ ہے۔

دل کی حفاظت قدرت نے انسان کے اندر ایک ایسا جو ہر لطیف رکھا ہے۔ جو مطلع الافق انسان کا مقدم و اہم فرض یہ ہے کہ وہ دل کی حفاظت کرے۔ گردنی کی حفاظت اور اعضا کی حفاظت سے دشوار ہے۔ اسکی حفاظت کا طریقہ نہایت سخت اور باریک ہے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ اس باب میں پانچ اصل ہیں جنکو یاد رکھنا چاہئے پہلی اصل کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

يَعْلَمُ حَالَتَهُ أَلَاَكُنْهُنَّ وَمَا لَهُنَّ اللہ جانتا ہے آنکھوں کی چوری کو اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے۔

حقیقت میں وہ سب سے زیادہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ ایک دوسرا جگہ فرمایا:-

عَلِمَ مَعَاصِي قُلُوبِكُمْ ضر انتہارے دلوں کی بات جانتا ہے۔ تیسرا فرمایا:-

بَذَاتِ الْعَصْدُ فِرَطٌ یعنی وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

اسی مضمون کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بیلے اور مختلف پیرا یوں میں بیان کیا ہے۔

پس اگر دل میں ایمان کی ایک رتی بھی ہو اور دینی و دینیوی طلاح و نجاح کی بھی بتوپ اور خواہش ہو تو ایک ایماندار کیلئے دل کی حفاظت نگہداشت کرنے کیلئے یہ بات کافی ہے۔ کہ خدا کے علم کی نظر دل پر ہے، اور دل کی بھی ہوئی باقیں جناب الہی میں بالکل کھلی ہوئی اور عیاں ہیں جب ایک ایماندار اسی ت پر یقین رکھے کا کہ اللہ تعالیٰ کی بھی ہوئی باقیں جانتا ہے اور اسے پر یقین راست ہو گا۔ تو وہ یقیناً دل کی حفاظت کر لے گا۔ اور یقین الامکان اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے گا۔

جو لوگ خدا کو علیم بذات الصدر نہیں جانتے، یا اس بات پر یقین و اعتقاد نہیں رکھتے اور یا یقین و اعتقاد اتنا کمزور ہوتا ہے کہ اس پر خواہش نفس قابو بالیتی ہے، میں خدا کی نافرمانی پر دیر ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو نفس و شیطان کے خواہ کر کے اپنی ماقبت برپا کر لیتے ہیں۔

دوسری صل کے پس یقین حکم رکھو کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہی یقین تقویٰ ضرور توں کا فکر و اہتمام کرے، اعمدہ لباس اور عمدہ خواراک کی تباہ میں ساری زندگی بس رکھے اور دل جو تخلیٰ گاہ الہی ہے، اسکو حرص و ہوا سے ناپاک، بد خلقی اور معصیت شعاری سے گندہ اور گناہوں کی غلطیت سے ملوث رکھے۔ یہ کہاں کی غفلتمندی اور انسانیت ہے کہ قلب کو پاک کرنے سنوارنے اور اسکو محیٰ و مصفا کرنے کی فکر نہ کرے۔ اور اس بات سے نہ ڈرے کہ خدا تعالیٰ ان تمام خرابیوں کو جلتے ہیں۔

دنیا کے حسینو! ظاہری زندگی پر یہ نہ دواوا! اور تہذیب و تمدن کا راگ الاضنے دواوا! اگر تم اپنے سینہ میں گناہ گار دل رکھتے ہو۔ تو تمہاری یہ ظاہری بناوٹ و سجاوٹ بیکار ہے۔ تم بدترین طبق ہو اتمہارے قلب کی گندگی اور تعفن سے اخلاق و روحانیت کی دنیا بیزار ہے اور تمہارے دل کی خرابیوں سے منہ سب و اخلاق کو ہمارے۔ ایسے تہذیب و تمدن کو ہبھائیں جو نک دو جو صرف جسم کی آرائش و زیبائش کرنا تو سکھا سے۔ مگر قلب کی صفائی کافروں اہتمام نہ کرے مذہ اور حق کو دھو ناصفائی

مایمیں کجھ دعیر

ویضرِ دم کو دعوتِ اسلام

اسلام کے دائمی شمن جب اسلام کے مقابلہ سے اپنے آپ کو ماجد دیکھتے ہیں اور اسلام کے فدائیوں کی تعداد روز بروز بڑھتے دیکھتے ہیں تو کہہ سیاپی بی کہہ سفیپے "کے اصول پر کہتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت و ترقی میں تواریخی آبداری کو خلی سے۔ اسلام کے متعلق یہ وہ ہوناک غلط فہمی ہے جس نے ہمارے برادران وطن کے دماغوں میں بھی گھر کر لیا ہے۔

باتِ اصل میں یہ ہے کہ جو وقت آفتاب اسلام نے جماز کے پہاڑوں سے طلوع کیا اور اپنی عالم افروز شاعروں کو تیز کیا سمجھدار مختلف اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ اسکی عالمت ادب شاعرین کسی کے روکے نہیں ڈک سکتیں۔ یہ چکے گا اور دنیا کو اپنے نور سے منور کر کے رہے گا۔ چنانچہ دنیا اپنی اگھوں سے دیکھ رہی ہے۔ کہ اس کی عالم افروز شاعرین کس طرح دنیا کے تاریک خطوں اور تاریک قلوب میں اپنا کام کر رہی ہیں۔

یہ اندازہ لگا کر ہیود نے تو اسلام کے مقابلہ میں یہ موثر حرپہ استعمال کیا کہ مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو کر ان میں افتراق و شقاق ڈالا جائے تاکہ انکی بڑھتی ہوئی قوت رک جائے، اور عیسائیوں نے اسلام کے مقابلہ کیلئے بہت سی وسیعہ کاریوں سے کام لیا۔ انہی میں سے ایک یہ ہے کہ تاریخ اور ناول نویسی کے پردہ میں بیٹھ کر اسلام اور بانی اسلام کی تعلقات غلط فہمی کی جائے اور بتلا یا جائے کہ اسلام کی اشاعت تواریخ سے ہوئی۔ اسی افتراض، جھوٹ، بہتان اور تعصب پر ہمارے برادران وطن بھی ایمان لے آتے۔ اور تمام حیال الفین اسلام نے نہ کرتاری کی واقعات سے انکھیں بند کر کے فیصلہ کر لیا کہ ہم حق و صداقت کو اپنے نزدیک نہ آنے دیں گے۔

مگر اسلام کے دائمی شمن اپنی افتخار و اذیوں، غلط فہمیوں ہاو سیسکاریوں اور ابلد فرمیوں سے حق و صداقت کی روشنی پر پردہ نہیں ڈال سکتے اور تاریخی واقعات سے انکار نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام طین کو دعوت اسلام کے خطوط بصیرنا اس اعتراض کا قلع قمع کر دیتا ہے،

اسلام طین کو دعوت اسلام یہ ایک ناقابل انکا حقیقت ہے کہ حضور علیہ اسلام جب کہ مظہر سے مدینہ طینہ میں رونق افروز ہو سے تو

صلح حدیثیہ تک جتگ و جدل سے فرست نہیں اور قریش مکہ و یہود و فساری نے ایک منٹ بھی چینے نہیں دیتے دیا۔ اسلام کی خالف طاقتوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ نہ ہم خود ارام سے بیٹھیں اور نہ مسلمانوں کو بیٹھنے طرف دیں اس وجہ سے داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرست ہی نہیں لی، کہ آپ تبیین و اشاعت اسلام کی طرف دی فراغت کے ساتھ تو جو کرتے۔ صلح حدیثیہ کے بعد جب حرب و ضرب کے تردادات و نظرات سے کسی قدر اطمینان ہوا تو اب حضور نے تبلیغ و اشاعت کی طرف تو جفرمانی۔ اور سلاطین و فرمان روایان کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کرنے شروع کئے۔ جو اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ باقی اسلام تے تواریخی م Rafع میں اور اپنا بدبیر قائم کرنے کیلئے اٹھائی تھی جب اسلام کے دشمنوں نے احتیاط رکھ دیتے۔ اور حالات بدال گئے تو حضور نے بھی تواریخی اور اب وہ مشیر برلن نیام سے نکال لی جو اسوقت سے لیکر اب تک رہوں کو کاٹ رہی ہے۔ اور کائنات انسانی کو اسلام کے قدموں پر جھکا رہی ہے۔ آؤ اور اُس تواریخی کاٹ دیکھو جسموں کو نہیں بلکہ رہوں کو کاٹتی ہے۔ اور سلاطین کے سروں پر جھکی۔ ماں ہاں وہی تلوار جس نے ہمیں میں جھک دیا مسلمان پیدا کر دیتے۔ اور آج بھی یورپ میں چمک رہی ہے۔

قیصر کے تخت شاہی پر نامہ اسلام کی قیصر دمہرقل بیت المقدس میں مقیم تھا

صلح علیہ وسلم کا نامہ مبارک لیکر حصہ ہوئے۔ اور وہ نامہ مبارک حارث عنانی کے پہر دکرو دیا۔ حارث نے نامہ مبارک کو مدھضرت دھیڑ کے قیصر کے دربار میں بیت المقدس بیجیدا۔ مدھضرت دھیڑ جب بیت المقدس پہنچنے تو دربار والوں نے ان کو سمجھا یا کہ تم جب قیصر کے سامنے پہنچو تو صحبت شاہی کے سامنے سجدہ کرنا ہے یا آداب شاہی کا عنوان ہے۔ ان بھلے ماشیوں کو علم نہ تھا کہ وہ ایک موحد سے ہم کلام ہیں۔ جس کا سر سوال کے ایک خدا کے کسی سامنے نہیں جک سکتا۔ مدھضرت دھیڑ نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا منہب خدا کی ذات اقدس کے سو اکسی کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔

جب قیصر کو نامہ مبارک ملا تو اُس نے حکم دیا کہ اگر یہاں عرب کا کوئی آدمی ہو تو اسکو پیش کرو۔ قریش کے تاجروں کا ایک قافلہ تجارت کے سلسلہ میں بیت المقدس کے قریب مقیم تھا۔ اور ایسے قافلہ ابوسفیان تھے۔ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ قیصر کا قاصدان کو جاکر لے آیا۔

در بار شاہی میں اسلام کی ضمیماً پاشی کے بڑے کروفر کے ساتھ قیصر کا دربار شاہی

اپنی پوری شان سے جلوہ گرہے، مال و متاع اور دینی اعزاز دا کرام کے قدم قدم پر نظر فریب جاں پچھے ہوئے ہیں۔ اور تخت شاہی کے چاروں طرف امرا، پادری اور راہب صفت بستہ میٹھے ہیں کہ آج ماںی ترک و افتشام کا حق و صداقت کی بے مائیگی مقابلہ ہے۔

قیصر نے حکم دیا کہ قاصد کو، عرب تاجروں کو اور ترجمان کو بلا ذمہ بجب یہ سب حاضر ہو گئے اور دربار پوری طرح مکمل ہو گیا۔ تو قیصر نے عرب تاجروں سے کہا کہ کیا تم میں کوئی اُس مدعیٰ نبوت کا رشتہ دار موجود ہے؟ اسپر ابوسفیان نے کہا ہے ہوں۔ حکم ہوا کہ تخت کے قریب آؤ۔ پھر قیصر نے باقی ہمراہ یوں سے کہا کہ میں تمہارے امیر سے اس مدعیٰ نبوت کے متعلق چند سوالات کرتا ہوں تم سنتے ہو۔ اگر سی جواب میں یہ جھوٹ بولے تو فوراً مجھے مطلع کر دینا۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ قسم خدا کی اگر نہ یہ خیال دانگیر نہ ہو تو اکہ یہ جماعت میرے جھوٹ کی تردید کر دے گی۔ تو میں کبھی کذب بیانی سے نہ چوکتا۔ مگر اس کذب بیانی کے ووش کو روک بھی نہ سکے اتنا تو کہ ہی دیا کہ ابھی جناب آپ بھی اس شخص کی بابت پوچھ رہے ہیں۔ وہ تو کذاب و مفتری ہے۔ قیصر نے کہا ہے میں نے تمہیں گالیاں دینے کیلئے نہیں بلا یا میں جو کچھ دریافت کروں صرف اسکا جواب دو، زیادہ میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔

اسند لال کا دچکپا مسمی قیصر نے جو سوالات کئے اور انکے جوابات ابوسفیان

مسلمانوں کیلئے بعد اہم ہیں۔ کیونکہ ان سے جہاں ایک طرف حق کے مبتلا شیوں کو راہ بجات تھی ہے وہاں سیلہ افتخاب کی نبوت کا ذریب کے ڈھوں کا پوپل بھی ملتا ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کا مقصد دعویٰ نبوت کر کے اپنے باپ دادا کی گھوٹی ہوئی ریاست ماحصل کرنا تھا۔ لہذا ان سوالات و جوابات کو یہ نایاب غور و فکر سے متوجہ ہو کر سنئے ہیں۔

قیصر۔ مدعیٰ نبوت کا خاندان کیسا ہے؟
ابوسفیان۔ ہنایت شریعت ہے۔

قیصر۔ اس سے ہے بھی کبھی اس خاندان میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟
ابوسفیان۔ کبھی نہیں۔

قیصر۔ اسکے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟
ابو سفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ اس کے پیر و ذی وجاہت ہیں یا مکنور؟
ابو سفیان۔ کمزور۔

قیصر۔ اسکے پیر و بڑھتے رہتے ہیں یا عکھتے جاتے ہیں؟
ابو سفیان۔ بڑھتے رہتے ہیں۔

قیصر۔ کسی شخص نے اسکے دین میں داخل ہو کر اُسے ترک تو نہیں کیا؟
ابو سفیان۔ کسی نے ایسا نہیں کیا۔

قیصر۔ اسکے دعویٰ نبوت سے پہلے تم اس کو جوٹا تو نہیں سمجھتے تھے؟
ابو سفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کبھی وہ پسے عہد کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے؟
ابو سفیان۔ کبھی نہیں۔

قیصر۔ کبھی تم کو اسکے ساتھ جنگ کی بھی نوبت آئی ہے؟
ابو سفیان۔ نہ۔

قیصر۔ نتیجہ کیا رہا؟
ابو سفیان۔ کبھی وہ غالب آیا اور کبھی ہم۔

قیصر۔ اسکی تعلیم کیا ہے؟

ابو سفیان۔ وہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی پرستش کرو کسی کو سکا شرکت بناؤ۔ باپ دادا کی مشکالہ ندیت کو جھوڑو۔
مناز پڑھو، سچ بولو، اور پاکد امنی اختیار کرو۔

ان سوالات کے ختم کرنے کے بعد قیصر نے ہم کا کہیں اس شخص کی خاندانی شرافت کم تعلقانی سائے دریافت کیا
کہ سید ہمیشہ شریف خان ہی ہو اکابر کے ہو رہے تو یہ فتنے کی تھا کہ اس سے پہلے بھی کسی نے اسکے خاندان سے نبوت کا دعویٰ کیا تھا انگریز
ایسا ہوتا تو یہیں سمجھ لینا کہ یا پتے خاندان کے دعوے کی تقدیر کر رہی ہیں یہاں سوال بھی کیا تھا کہ اسکے خاندان میں کوئی بادشاہ ہو گز رہو اگر
اسکا بواب ثابت ہیں تا تو یہیں سمجھ لینا کہ یا پتے باپ دادا کی بھوئی ہوئی حکومت کا طالب ہے پھر نے سوال کیا تھا انگریز کو کبھی اسکے جھوٹا
ہوئے کا بھی تجھڑو اس کا جواب تھا ہمیں اس میں یہ سمجھ لیا کہ شخص انسانوں کے بعد بھی جھوٹ نہ ہو اور جن اپر ہر جھوٹ نہیں فوں اسکا
پھر نے سوال بھی تھا اسکے پیر و ذی وجاہت ہیں کمزور اسکا جواب تھا کہ مکو اس سے نہیں سمجھا کہ وہ سچا یعنی نیوں کے وہ اکثر نہ ہو سکتے ہیں

(رقطنجم)

مرے قادیانی کی مولیٰ محمد سینٹا لوئی کم تعلق جھوٹی پیش نیگوئی قصیدہ حب از مرکہ توڑ جمکہ

۱۸ وَمَا الْعِنْ أَلَا بِالْتَّوْرُعِ وَالشُّقْرِ
وہ عزت تو پر ہیر بکاروں کے ساتھ ہوتی ہے
۱۹ فَسَلْ قَلْبَهُ لَدَ الصَّفَا أَوْ تَكَدَّرَ
او غفلت کی زندگی ایک ذلت ہے
۲۰ إِذَا هُنَّ بَارِزَنَافَاءِنْ حَسَيْنُكُمْ
جس تہمیداں میں ائے تو تمہارے ہمایوں ہو گا
تفقیر (اول) تو ناظرین اختری حرکت دیکھیں کہ پہلے شعر کے اخیر توں مکسور ہے۔ دوسرا کے اخیر تھے
اور تیسرا کے اخیر کسرہ ارشادی۔ قربان جائیں قادیانی شاعری پر ایک ایک شعر پیاڑہ و بیٹھ
پن دھاتی ہے کہ لو صاحب بکیا اختلاف حرکات جائز ہیں؟ بڑے بڑے شاعر اسی مرض
میں مبتلا ہیں سلطان انقلام نے اسے اپنا معمول بنایا تو کوئی بڑی بات ہو گی۔

(دوم) وہ عزت نہیں بتائی کہ کس جانور کا نام ہے۔ شاید اس سے مراد وہ عزت ہو گی جو عدالت کے کمرہ
میں حل ہوتی ہے۔ کتاب البر میں لکھا ہے کہ محمد سین کو ہمارے مقابلہ پر کسی نہیں ملی تھی؛
(سوم) اردو میں ترجیح بھی اس طرح کیا ہے کہ زادت سخت اللفاظ کہا جا سکتا ہے اور نہ مطلب بخیز اماخواہ
دیچاہم ایچیب فقرہ ہے کہ اگر تو اسکی تعریف کرتا ہے تو خبر کر دے۔ اس جملہ شطریجہ میں معلوم نہیں کیا
تلار سر ملحوظ ہے؟

رچنجم، تحدی کی دال ساکن کرتے ہوئے شاید این کا خیال دماغ میں رہ گیا ہو گا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں
کہ اسکو ساکن پڑھا جائے۔ ہاں وہ ایک علم اصول یہاں بھی جاری ہو سکتا ہے۔ کہ ضرورت شعری
ہے۔ فَأَعْلَمُ ویسے ہی بھرپی کر دیا ہے ورنہ اسے ترجیح میں ضرور لیا جاتا حسینیکم سے ملا
مولیٰ محمد سینٹا لوئی ہیں۔ مگر مخاطب پہلے تو مولوی شنا اللہ شفیق اور اب سامنے مسلمان
مخاطب ہیں۔ مصلی میں صحیح عبارت یوں تھی کہ فَسَلْهُ عَنْ قَلْبِهِ أَزَادَ صَفَاءً أَوْ تَكَدَّرَ

لگرا فلم کی سیاقت نے اس کا ستیا نام کر دیا اور ایسی جھونڈی شکل میں کی کہ فواؤ موزیقی اسکی جرات نہیں کرتا۔ اسکے علاوہ ذوق سیم سی امر سے متنفر ہے۔ کہ زاد اور ننگ سے دفعلوں کو بال مقابل ذکر کرے۔

دشتم، اذا الحسن بارزَهَا میں لفظی طور پر بنا تھا ہے کہ ایک مقابلہ میں مولوی محمد حسین بٹا لوی بھاگ آگئے ہیں گر اجتناب میعلوم کرنا مشکل ہے کہ ایسا مقابلہ کب ہوا اور کہاں ہوا۔ بہر حال تین شعر سلام شعری سے پہلیں جس قدر غور کریں ان میں خوبیوں کی وجہ سے قلم اظر آ رہے ہیں کیوں نہ ہونا لطمہ ہی تو بیسیوں بیاریوں میں مبتلا تھا۔ اور وہی بیماریاں اسکی مایپ نازبی ہوئی تھیں اسلئے اگر کوئی چیز کر دے کر ان تین شعروں میں جس قدر قلم جمع کئے گئے ہیں کوئی فواؤ موز شاعری اسقدر جرات نہیں دکھا سکتا تو ہمارے خیال میں یہ ایک معجزہ ہو گا جو صرف غلط گوش اور کے لئے نایاب از ہو سکتا ہے۔

الغرض ان تین شعروں میں یہ بتاتا ہے کہ مولوی شناذر اللہ امترسری مولوی محمد حسین بٹا لوی کو ایک جیت عالم لصوڑ کرتے ہیں اور یہ بھی خیال رکھتے ہیں کہ مولانا دنیا وی وجہت سے معزز زد ممتاز ہیں۔ مگر شاعر اسی کی تزید کرتے ہوئے ظاہر کرتا ہے کہ مولوی محمد حسین دل کا ناپاک ہے۔ دنیا کا کیردا۔ ندوہ پر ہیر گار۔ غافل۔ ذلیل۔ دل کا نکدر۔ اور خیالات کا ناپاک ہے۔ لست نالائق اور براہی جلتے ہیں تم اگر اسے اچھا سمجھتے ہو تو ذرا ہمارے سامنے پیش تو کرو۔ حضرات ایبی ہے مزاںی لطیحہ اجنب پر آج قادری اعلیٰ تعلیم اترار ہی ہے اور جسکے متعلق مشہور ہے کہ اسی شاعری مقابلہ کوئی بھلامانش نہیں کر سکتا۔ ہاں ہاں۔ کون مقابلہ کرے۔ کس کا دل نجخوت سے پر ہے۔ اور کون ہے کہ خواہ مخواہ ایک مجھے آدمی کو برائی کنہ لگ پڑے۔ بھلام مولوی صاحب نے شاعر کو کب گالیاں دی تھیں۔ ذرہ پہے اشعار میں انکا ذکر تو یگیا ہوتا یہوں ہی بلا و جراہی حراب کری۔ کیا یہی شان بتوت ہے؟ اور یہی اس دعویٰ کا ثبوت ہے کہ میں محض انہیں ہوں۔ میری بتوت میں بتوت میں بھجوٹا مھٹتی ہے۔ خور کا مقام ہے کو جسکی زبان جسکا قلم۔ اور جس کا ہاتھ ایک سلام کو سلام است نہیں بھجوٹا۔ اسے آج یہ دعویٰ ہے کہ میرے ہن لاق۔ میری تعلیم اور میری آواز حضور علیہ السلام کے مساوی ہے۔ نشانی اسلامی میں خواہ بہ نعمت اللہ در حرم کا ایک شعر لیکر یہ دعویٰ کیا ہے کہ میری صورت و سیرت حضور علیہ السلام سے ملتی جلتی ہے۔ وہ شعر یہ ہے کہ

صورت و سیرت شجاع پیغمبر + علم حکمش شعارے بیسم

ناظرین ایک طرف شماں ترمذی سلمت رکھیں اور دوسری طرف شاعر کافوٹو رکھیں۔ اور ایک ایک بات پر غور کریں اور انصاف سے تائیں کہ اسی میان نے اہل اسلام کی کمزورات و بیکھر کیا ہے تاں فنگ ماری ہے؟

اداہ مکن یہدیٰ فی وَلِیْفَهُ وَلِقَبَرَ
دیکھتا ہوں شل اسکے بوکشہ کا درمیانیا اور قبریں ای خلیجیں۔
وَلَوْ شَاءَ رَبُّنِیْ کَانَ مِمَّنْ يَصْرَرُ
اگر میرا خدا چاہتا تو مجھے ہیچان لیتا۔

کَذَالِكَ وَحْيُ اللَّهِ يُدْرِي وَمُحَمَّدُ
اسی طرح خدا کی وحی خبر ہے رہی ہے۔
لَهُ خَافِيَاتٌ لَا يَرَا هَامِنُكُرُ

اسکے لئے پوشیدہ رازیں کہ کوئی فکر کر نہیں والا کو کہیں نہیں سکتا۔
سَعِيْدٌ فَلَا يُسْيِيْهُ يَوْمٌ مَقْدَرٌ

سعید سبب يوم مقدر اسکو فراموش نہیں کر سکا
وَيَأْتِي زَمَانُ الرُّشِيدِ وَالنَّبِيْتُ بِعْرَى

اور خدا کا زمان آئے گا اور گناہ جنہیں دیا جائے گا
لَسِيمُ الصَّبَاتِيْ فَيَرِيَا يُعَطَّرُ

اور سیم صبا نو شبول ایکی اور معطر کر دے گی۔
وَمَنْ عَاشَ مِنْهُمْ بِرَهْةً فَسَيُنْظَرُ

اور جو کچھ زمان تتم سے زندہ ہے گا اور دیکھے گا
إِيْبَتُ وَهِنَّ أَمْرًا لِقَضَا أَقْبَرَ

بلکہ کشفی طور پر مجھے دکھلا یا گیا اور میں جیران ہوں
خَيْبَ وَعِنْدَ اللَّهِ هَيْنَ وَالْيَسْرُ

محبیب بات ہے اور خدا کے نزدیک استہل اور اسائج
شیخ۔ ان شعروں میں ناظم نے بتایا ہے کہ مولوی میرحسین بخاری مژده دل ہیں ہستے تو بہت

زور لگا یا مخرد رکی منشاء تھی اسلئے وہ میری تصدیق نہ کر سکا۔ مگر مجھے وحی نہ بتایا ہے کہ وہ بہت

۱۲۱ تَحْسِبَهُ حَيَا وَتَأْتِيَ اللَّهُ إِنْ شَاءَ

کیا تو لست زندہ سمجھتا ہے اور میں بھندا

۱۲۲ وَلَوْ شَاءَ رَبُّنِیْ کَانَ يَسْعَى وَهَذَا يَبْتَغِي

اگر خدا چاہتا تو میری ہدایت قبول کرتا

۱۲۳ وَمَا إِنْ قَنْطَنَا وَالرَّجَاءُ مَعْظَمٌ

ہم اسکے ایمان سے نا امید نہیں جو نے بلکہ امید برہنسے

۱۲۴ وَإِنَّ قَضَاءَ اللَّهِ مَا يُحِلُّ لِلنَّاسِ

اور خدا کا حکم مردراہ کو بھولتا نہیں

۱۲۵ سَيِّدِيْهُ لَأَكَلِ الْيَمَامَ مَقْسُومَ مَحْمَدَ

تجھ پر ہر سے دوست محمد سین کا ماقسم ظاہر کر دیجا
وَيَخْبِيْهُ بِأَيْدِيِ اللَّهِ وَاللَّهُ قَادِرٌ

اور خدا کے ہاتھوں سے نہ کہیا جائیکا اور خدا فاؤڑے

۱۲۶ فَلِسْقُونَهُ مَاءَ الطَّهَارَةِ وَالْأَقْعَدِ

پس پاکیزگی اور طہارت کا یافی لے پڑیں گے

۱۲۷ وَإِنَّ كَلَامِيْ صَادِقٌ قَوْلُ خَالِقٍ

میرا کلام سجا ہے اور خدا کا کلام ہے۔

۱۲۹ وَمَا قَلَّتِهِ مِنْ عِنْدِ لَقَسْيَتِيْ كَرَاهِمٌ

اور میں نے اپنی دل سے اٹکل بات نہیں کی
۱۳۰ أَقْلَبُ حُسَيْنَ يَحْتَدِيْ فِي مَزْنَيْلَهِ

کیا محسین کا دل ہدایت پر اسکتھے سکو گلگاٹ مکان سے

جلد بیری تصدیق کریا۔ گو ناظرین کو یہ اور سکل نظر نہیں ہے۔ لیکن خدا کے نزدیک بالکل آسان ہے۔ تمہیں جبکی عمر دراز ہو گئی وہ ضرور یہ تماشا دیکھ لے گا۔

رتقید اس پیشینگوئی کی حقیقت محتاج بیان نہیں کہ وہ کسی طرح بھی سمجھنی نہیں سمجھی۔ آغاز عمر میں معلوی محمد سین مرزا کے یار غار تھے۔ مگر حب انہوں نے المام شروع کر دیتے تو وہ اتنا ہی اس سے دور ہوتے چلے گئے جتنا کہ مرزا لہ سلامی تعلیمات سے دور ہوا اگلی اخلاق اسلامی تعلیمات میں پیشنا کا نام نہ ہو گیا۔ اور یہ پیشینگوئی مجزوب کی بڑھ سے زیادہ ثابت نہ ہوئی۔ فالب امرza اُنی تاویل کریں گے کہ بعض دعاپ کے سچے اسکی اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ دعا نہ تھی۔ بلکہ خدا کی وحی تھی جس کا پورا ہونا فرمولوی صادب کے حق میں ضروری تھا یہو کہ وہی مذہب تصویر کئے گئے تھے۔ اور پھر انہی کو زندہ کرنے کی پیشینگوئی کی گئی ہے اسلئے یا تو عاجز ہو کر مرزا اُنی یا پ کہدیں کہیہ وحی متشابہات میں داخل ہے اور ناظرین خود سمجھیں گے کہ اس تاویل کا کیا مطلب ہے۔ اور یہاں اقتدار کریں کہ مرزا کی یہ وحی اور یہ پیشینگوئی قطعاً غلط ثابت ہوئی ہے۔ کیا کوئی مرزا اُنی اسجاوں دیتے ہوئے اہل اسلام کی تشقی کرے گا؟

(تصحیح اشعار) مرزا صاحب اُنگریزی ستار کے پاس تصحیح اشعار کیلئے جاتے توہ تاذ صاحب ضرور تبلادیت کر یعنی وغیرہ کا ترجیبہ ماضی سے نہیں کرتے۔ اور نہ ہی یعنی فی اکثر جمکریتہ کیا جاتا ہے۔ کان پیغی هدایتی کا صاف ترجیبہ جو متبار ای الذاہن ہو سکتا ہے یوں ہے اُنکا ضریب اچاہتا تو جبے ہدایت کرتا۔ اور پیغی کی بھرتی فضول ہے۔ کان میقون یہ بصرہ کا ترجیبہ بھی انوکھا ہے۔ کہ مجھے بیجان لیتا۔ الیتھاء معظمد کا فرقہ بھی عجیب ہے کہ اسید کی تعظیم کر رہا ہے۔ مَا يَحْكُمُ الْفَقِیْہ میں ماذلف فیہ ستار ہوتا ہے۔ اسلئہ تصحیح خطا پھر لہ خافیات انہی پہلے صدر میں رکھتا ایراہا کی جائے اور نیکری پہاچاہئے۔ مَقْسُومٌ کو مصدر استعمال کرنا الحکم بتجانی شاعروں کا طرف ہو رہا ہے۔ یوں ماقول ہوتے ہے یہ وہم پڑتا ہے کہ پیشینگوئی انذری ہے۔ پہلے شعروں میں جبکہ ناظم نے مولویہ کی کوبے نقطہ گاہی سنادی ہیں تو اب شاعرانہ مذاق آپ کو سعید کیتے کہ سکتے ہے حالانکہ آپ کی کنیت ابو سعید قیمی۔ یَحْمَلُ اللَّهُ غَلَطٌ ہے کیونکہ زندگی کا تعلق دم عیسیے سے والبستہ ہو چکا ہے۔ وَاللَّهُ قَدْ فَرَحَ شوز ائمہ۔ کیا مولوی صاحب نا بالغ تھے کہ یہاں ذمَان الرُّشْدَ کا مدلیل ہے۔ پھر تجویب یہ ہے کہ واللَّهُ شَبَّ يُعْفَرُ سے پڑتھ ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے بوج سے پہلے جو گناہ کئے تھے وہ معاف کئے جاتیں۔ خور کرنے سے یہاں پر کچھ اور ہی معارف کھلتے نظر آتے ہیں۔

فیکسٹوئے نہ اماء الظہر اسی ہے یہ وہم پڑتا ہے کہ طہارت خانہ کا اپنی مولوی صاحب کو پلاں کر کر لے لائیں گے توں۔ جتنی یا یوں ہیں ہیں؛ بھرا سے بعد سیم العقبا کا فقرہ بالکل بے جوڑ ہے پر بعطر کی تذکرے بھی رقم سے ظالی نہیں ہے۔ بیوڈا اس سے پہنچے اسی فقرہ میں کوئی لفظ مذکور نہیں ہے۔ فسیلہ مکمل میں سکھا ہے، بوقصَّ میظُرُ دار پڑھتے بیکرافت توجہ دلاتا ہے۔ اُردیت کے بعد فِ المِنَام وغیرہ کا مدد ضروری ہے۔ اور ایسا قافیہ تناگ ہو گیا ہے کہ الصَّفَّاء کا همز و بھج مصر عین سلامت نہیں رکھا جا سکتا۔ مَنْ تَظَهَّدَ كَادَ وَرَأَ مَفْعُولَ كَمَا ہے بِعَجَدٍ اور هَلَّ وَأَيْسَرٌ کے تناسب نے شاعری می تناگ توڑاں ہے۔ بہر حال ان اشعار کو سلطان القلم کی طرف منسوب کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو خود شاعریت سے کوئے ہیں۔

دیکھئے پہنچ وہ شعر درج کئے جاتے ہیں جو زبان حال نے اس وقت بر جستہ لفاظاً میں کر شایع کر تھے۔ مرا اپنے شک اپنے تدقیقیں کریں گے لیکن رکھیں کہ قصیدہ مرزا سے بڑھکران پر بھی تتفقی نہیں ہو سکے گی۔

فصل و تکنیک فیما ادعاہ ان محمد و حسین بیوی و بیوی خل و اتباعہ

یَحَادِثُ قَوْمًا حَوْلَهُ يَتَبَيَّقُ
تَوَهُدُنَ مَوَلَّكَ السَّعِيدِ تَخْتَرُ
مَتَّى مَآدَمَ حَفْوَاعَلَةُ الشَّكَنَ
یَبَارِزُنِ فِي الشِّعْرِ إِذَا ذَالَكَ يَسْطُرُ
عَلَيْهِ فَقُلْتَ أَسْمَعْ هُوَ الْمَيْتُ يَقْبَرُ
لِتَحْدِيَهُ الْأَمْرَ الْقَوِيَّ فِي بَصَرٍ
يَانَ حَسِنَنَا يَخْتَدِي يَدِكَ شَنَرُ
خَطِيئَةٌ يَعْلَمُنَ وَالَّذِي يَغْفَرُ
إِلَى مَنَ الْأَمْرَ حَمْمَقَ كَسَّا
فَإِنَّ عَسِيرًا الْأَمْرَ لِلَّهِ أَلْيَسَرَ

أَنَّ الْبَلْغَاءَ الْمُرْسَلَ وَالشَّاغَةَ أَذَا
يَأْتِكَنَ قَدْ قَدْ قَدْ شَعَرَكَ أَوْ لَا
تَقُولُ دَلِيلٌ دُوَابِطَالَةٌ وَالْعَنَى
جَهْوَلٌ خَلُومٌ كَبِسٌ يَقْدِرُ سَعَاءَ
إِذَا سَاقَتَ الْأَوْمَ وَالْجَوْ وَالْأَذَى
حَمِيتَ يَاتَ اللَّهُ مَسَاشَةَ حَكْمَةَ
ذَوَحَى الْبَيْكَ اللَّهُ إِذَا ذَالَكَ ثَانِيَا
يَتَوَبُ عَلَى آيَدِيْدَقَ مُسْتَعْفَرَ اللَّهُ
فَقَدْلَتُ الْأَيَادِ قَوْمَ أَسْمَعَ الْقَوْلَ مَصْفِيَا
فَلَمَّا حَسْبُوْهَ لَيْلَاقَتْ لَوْبِكَمْ

وَلِكُنْ مَقِيْ تَابَ الْحُسْنِ وَأَبُو السَّعْدِ
هَلَّتْ وَهَذَا الْوَجْهُ اذْدَاكَ قَدْ وَهَى
فَإِنْ لَكَ اللَّهُ عُوْنَى يَا نَائِكَ صَادِقَ
وَلَوْكَنْتْ حَيَا عِنْدَ نَالِيْوَمْ شَاعِرَ
إِلَيْهِ فَقَوْمٌ قَوْمٌ أَهْلُ حَدِيْشِهِمْ
يَمَادِيْلِكَمْ يَرْجِعُ الْقَوْلَ تَعْدَهُ
الْأَسْنَى أَبْلَغَتْهُمْ بِرَسَالَتِي
وَالْأَفَانِيْ صَادِقَ الْقَوْلَ طَاهِرًا
بَاتِ كَذَابَ الْقَادِيَايَا فِي اَطْهَرَ

خلاصہ مطلب اشعار جوابیہ

ار سے جا کر ناظم سے اور اسکے مریدوں سے کہد و چیک وہ اپنی جماعت میں شیخیاں پا رہا ہے۔ کتم نے اپنے دوست محمد سین بٹالوی کی قویان کرنے سے اپنی ناظم کو ناپاک کر دیا ہے، چنانچہ تم نے کہا ہے کہ وہ محمد سین ذلیل و اہمیات انحصار ہے۔ اور جب کوشش کرتا ہے کہ دل کی صفائی کرے تو اس میں اور کوئی درست بڑھتی ہے وہ ظالم و جاہل ہے اور اسکی کیا مجال کمیرے مقابلہ میں نکل کر شعر کرے۔ اور جب تسلیم ہو کچھ کہنا خطا کہ لیا تو مریدوں سے کہد یا کہ وہ مر جکا ہے اسلئے تاپ مقاومت نہیں لاسکتا وہ گمراہ ہے ہاں اگر خدا چاہتا تو میری اطاعت کی اسکو توفیق دیتا۔ ابھی ناظم ہمی کہہ رہا خطا کہ اسکو اسکے خلافے وحی کی کہ محمد سین تیری اطاعت کر گیا۔ اوزنائب ہو کر گناہ بخشوائیگا۔ پھر کہا کہ یہامر ضرور ہو کر رہے گا۔ گوئی مسئلہ سمجھتے ہو مگر خدا کے نزدیک آسان ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کب مولوی محمد سین بٹالوی نے ہر زادیت قبول کی اور کب ایسے گناہوں کی معافی مانگی۔ ناظم مر گیا اور اسکی وحی اکارت گئی۔ اور اس شیخی نے اسے بچا دکھایا۔ فواب کیسے کر سکتا ہے کہ میرا کلام خدا کا سچا کلام ہوتا ہے۔ آج اگر ناظم زندہ ہوتا تو ہم پوچھتے کہ بتائیے جواب کو وحی کیا ہوئی؟

اور ہمیں آجکل کے الہامیت مسلمانوں پر سخت افسوس ہے کہ وہ اس وجہ کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے اور کیوں نہیں زور دیتے اور کیوں نہیں کہ خلیفہ محمد اسکا بواب دیتا ہے۔ بہر حال

ہم نے تواعلان کر دیا ہے کہ مرتزائیو اسکا جواب بہت جلد ارسال کر دو ورنہ ہم صاف کہہ سکیں گے کہ اس پیشہ نیکوئی کا جھوٹ بالکل ظاہر ہے۔

عذر گناہ کی تراز گناہ

کچھ مرتزائی یوں کہتے ہیں کہ مولوی محمد سین بٹالوی اندر سے مرتزائی ہو گیا تھا۔ مگر ان کو ذرہ شرم نہیں آتی کہ وحی کے یہ لفظ کروہ آپ سے ہاتھ پر تائب ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے گا کیسے بچے ہوں گے۔ دل کی تو بھی خوب کہی۔ یوں تو سارا جہاں مرتزائی تصور ہو سکتا ہے۔ یہ تو خدا کی دعوی ہے کہ دل کے بھی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ناظمِ ہجی اس پر قابض ہو گیا ہے۔ کیا یا شاکی بات ہے کہ ادھر تو حضرت مسیح کو زندہ مانتے سے شرک لازم آتا ہے اور ادھر ناظم خدا کی اوصاف سے موصوف ہو کر پھر بندہ کا بندہ رہتا ہے۔ یعیبِ منطق ہے۔ مولوی شناوار اللہ صاحب امر تسری نے ایک فتح اپنے ایک دوست سے اثنائے گفتگو میں یوں کہا تھا کہ مرتزائی بدقائق تو ہمیں پارس ہو کر مکری ہے۔ بد دعا یہ تھی کہ میرے مخالفین تباہ ہو سکے اولاد ہو سکے۔ قادیانی پھر پر یوگرے کا دہ خود تباہ ہو گا۔ اور جس پر وہ گر کیا وہ بھی تباہ ہو گا۔ مگر خدا کافضل ہے کہ میری اولاد دراولاداً ہے کہ ہمیں دوسرا مکان لینا پڑتا ہے۔ ایک ظالیف نے کہا کہ مولوی صاحب بت قول مرتزائیہ آپ اندر مرتزائی بیوت کرنیوالوں میں داخل ہیں۔ یہ رازتب ظاہر ہو گا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ابھی تک اس راز کو پوشیدہ رکھنے پر آپ کا معابرہ ظلیفہ قادیانی کے پاس موجود ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ ابھی تو میرے ساتھ ایک ہی مبارہ ہے، ہوا تھا کہ کبھی مجھے سید بنایا جاتا ہے اور کبھی اندر سے تائب تصور کیا جاتا ہے۔ اگر ایک اور مبارہ ہو جاتا تو ممکن تھا کہ مجھے مرتزائی پر و مرشد ہی تصور کر لیا جاتا۔ بہر حال ایسے ناپاک عذر ایک بولا ہے کی دہنیت سے بڑھ کر ہیں۔ کسکی وجہ مگری تھی اور اسکی تجویز نے اسے روٹی میں کھی گوندھ کر کھلا یا تھا۔ جب تو بی بی بی بی بی بی بی بی تجویز کا پڑا تھا کہ ہائے ماں ہوتی تو گھنی کا پارا دھا کھلاتی۔ مگر جب مرتزائی آیا تو فوراً بول پڑا کہ اسے بیوی بھی اندر سے مان لکھا ہوتی ہے۔ فقط

رشاد دارت حضرت مولانا طہ و احمد صدیق علامت

آج جبکہ امت مسلم کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے۔ اسلام نظام داخلی دریم بڑھ ہو رہا ہے، جماعت قوی وحدت فی کے صرف اغا طنز بانوں پر رہنے ہیں، دین حضرت پے درپے پاروں طرف سے غیروں اور دوست نامہ نہیں کے ملے ہو رہے ہیں اور عفاف مدار طلاق عقامہ حضور صفحہ تھی سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں کسی برد مجاہد کا طاغوتی طاقتوں کے سامنے سینہ پر ہو جانا۔ حق و صداقت کی آواز بلند کرنا حقیقتی اور سچ عقائد کا اپنی جان و مال سے تحفظ کرنا تمام سیاست کا تعلق ہم پر ہو جانا۔ اور اپنی زبان و قلم سے دشمنان اسلام کے کمپ میں کھلبی ڈال دینا یقیناً قابل صدر ہزار تعریف و تحسین ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو یہ سر بلندی نصیب ہو۔

ناظرین ترک اسلام خصوصاً اور باشندگان بخاب عموماً ایجھی طرح جلتے ہیں کہ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کی خدمت دین اور اصلاح ملت میں ایثار سعی مسلسل ہے، جسکا ثبوت حریف انصار کی تین سالہ ہوس دینی خدمات میں جنکو حزب الانصار کی گواں قدر خدمات اور روشن کارناموں کا علم ہے۔ ان کی نگاہوں میں مولانا مددوح کی اسلامی در دیندی یحید و قیمع ہے۔ اپنی خدمات سے ادا ازہ ہوتا ہے کہ آپ کی ذات دین حق کی خدمت کیلئے مخصوص کر دی گئی ہے۔

ناظرین پسکنکرا نہایت رنج وال المحسوس کریں گے کہ مولانا مددوح تین ماہ سے صاحب فراش ہیں، آپ کو یہی بواسیر کی شکایت تھی، پھر معاشر نسقیم میں رحم ہو گیا۔ بندہ ہیں آپ نے اسلامیات کی شیفتگی کی وجہ سے علاج کا چند اس فکر نہ کیا اور بدستور دینی خدمات میں صروف ہے چنانچہ اس حالت میں کہ ایک ماہ سے سوائے دو دو ماہ کے نام خوار کچھوٹی ہوئی تھی اور اس قدم ہی نتیل سکتے تھے، فیکسلا کا سفر کیا اور بستر علاحت پر پڑے ہوئے شیعوں کے مقابلہ میں وہ کام کر دکھایا جسکی کتنی تسبیحی، نجیں سے امید نہ تھی۔ اس طرح آپ نے اپنی محنت کو تحفظ اسلام پر قربان کر دیا اور اپنی بیماری کو بچیدہ اور تشویش انگیز اپنے ہاتھوں بنالبا۔ بالآخر تمہارا تمدن وہ نے آپ کو مجبور کیا کہ آپ اپنا علاج کر لیں۔ مقدم فکر اپنی محنت کا ہونا چاہتے۔ اگر زندگی اور محنت ہے تو دینی خدمت کیلئے عمر پڑی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ نے ہمارے مشورہ کو قبول کیا۔ اور اب آپ

جاندھر شہر میں اپنا علاج کرا رہے ہیں۔

درسہ عزیزیہ جس میں ۰۶ طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں، شمس الاسلام اور حزب الانصار جسکا تین سوریے ماہوار خرچ ہے یہ اپنی کے دم سے چل رہا ہے۔ آپ کی طویل بیماری کی وجہ سے حزب الانصار کی مالی حالت سخت خڑو ہیں ہے۔

تھانہ زین کرام سے پہنچو راستہ دعا ہے کہ وہ بخوبی قلب مولانا مددوح کی صحیتیابی کی دعا کریں کہ اشد تعالیٰ اس خادم الاسلام کو جلد از جلد صحت یا ب کریں۔ آئینہ تم آئیں۔

مرزا ایمت پر علامہ کرم محمد اقبال کا تبصرہ

مرزا ایت مذہب کے پیر و مکنی نسبت مسلمانوں کے تمام فرقوں اور علمائے کرام کا مستفہ فیصلہ ہے کہ وہ دائرہِ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ثابت ہے جو اپنی جگہ مل ہے۔ آفتاب کے تاریک ہونے میں شہم ہو سکتا ہے مگر مرزا ایوب کے دائرةِ اسلام میں شہم کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دیگر فرقہ نوں بلکہ ایک خطرناک سیاسی عوت ہے۔ مرزا ایمت اسلام کیلئے ایک منقل خڑو ہے۔ اسکی تغیری اسلام کی تحریب پر ہوئی ہے۔ مرزا ایت مسلمانوں کے مسلمانوں کو کافر قرار دیکر گوای شرکیت محمدیہ کو نسخ کرنا پاہتے ہیں اور اپنی خانہ سازی بثیٹ کر کے مسلمانوں سے روح ایمان سلب کر لینا پاہتے ہیں۔ مرزا ایت ہمارے آفاسے نامارضے اللہ طیب وسلم کے تمام فضائل و کمالات پر پرانی پیغمبر کی اپنی خانہ سازی بثیٹ سنوا ناپاہتے ہیں۔ پس مرزا ایمت اسلام کے خلاف ایک مکمل جنگ ہے۔

لیکن جن انگریزی تعلیم سے متاثر مسلمانوں کو اسلام کی اساسی تعلیم کا عالم نہیں، جو اسلام اور اپنی اسلام کی وحدت و خلائق کے جذبے میں محروم ہیں۔ اور حکما سارا اسلام فقط رواداری ہے، مرزا ایمت کو کبھی ایک اسلامی فرقہ سمجھتے ہیں اور حکومت کی بھی ہی کوشش ہے کہ مرزا ایت مسلمانوں کی میں شامل نہیں۔ اس پندرہ حکومت پرست مسلمان سرکار کا راجحان طبع دیکھ کر اسکی ہاں میں ہاں ملا ہیں۔ انکا مذہب ہمیں اپنے آقاوں کو خوش کرنا ہے۔

ایسی حالت میں علامہ سرمحمد اقبال کا مرزا ایمت پر تبصرہ کرنا ایسے گم کردہ را مسلمانوں کیلئے چرا غہرائیت کا کام دیگا۔ علامہ موصوف نے جس جگہ مانہ بلاعنت کے ساتھ مرزا ایمت پر تبصرہ کیا ہے وہ اپنی کا حصہ ہے۔ آپ نے اس نازک وقت میں مرزا ایمت پر تبصرہ کر کے اسلام کی ایک ایک

بڑی خدمت سے انجام دی ہے۔ اور اس نے آپ کی عظمت و وقعت میں چار چاند لگا دیتے ہیں۔

انگریزی تعلیم یافتہ، فریب خور وہ حقیقت حال سے نابدز اور رواداری کے ملین مسلمان اگر عذر لئی زبان سے نہیں تو اپنے ایک مایناز و محوب رہنمائی زبان ہی سے صورت حال کو سنتے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ جو اپنے تحریکی کے باعث دنیا کے اسلامی خانہ شہرت کے مالک ہیں۔ کاش! علماء موصوف کا عالمانہ و حکیمانہ بیان مرزا بیت نواز و کمی انکھیں اور وہ اس فتنہ کی ہونا کیوں اور بر بادیوں سے واقف ہو جائیں۔

آج کی اشاعت میں ہم علماء موصوف کے بیان کو اپنے معزز معاصر احسان کے نکریہ کے ساتھ درج کر رہے ہیں۔

پیام اسلام کی خدمت میں

ہمیں "پیام اسلام" جیسے تبلیغی اور اصلاحی پروپریٹیں "مسلم اور اسکی عامم آزادی"۔ والا منہموں پڑھ کر بے انتہا حیرت و تناستہ ہے کیونکہ مغرب میں حقوقنسوان کا طوفان اُمداد ہوا ہے اسکی تباہ کن لہروں میں سے ایک لہر آپ کا مضمون معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازبیں سب سنتے بڑی شکایت تو یہ ہے۔ آپ نے آزادی نسوان کے جوش میں مسلم جماعت کی تمام آیتوں پر بیان پھیپھی کر تمام عورتوں کو آزادی دیدی ہے کہ وہ مرد کی ہمشدی اور ہمکلامی کا فخر حاصل کریں۔ یہ پورا پی اندھہ نقلیہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آپ اپنے سی گمراہ کن نظر پر ٹھنڈائے دل سے غور کریں گے تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ ام کی صاف و صریح تعلیمات اور قانون قدرت کے خلاف جنگ ہے۔

اس پر آپ نے غصب یہ کیا کہ اپنے بیان و حکمی کی تائید میں محمد خلافت کی مقدوسیت توں کی تقدیس مانی اور عزوت و خلقت پر ایک ستاخانہ حلہ بھی کر دیا ہے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:-

اور کچھ نور میں ایسی بھی قسمیں جو حکم خدا کو ازدواج بھی کے ساتھ مخصوص سمجھ کر شبہات سے پاک اور ایسا سے بے باک ہوئے کی وجہ سے مردوں میں وقار کے ساتھ میتھیں۔

اس فتنہ کی بہت بڑے پائے کی عورتوں میں سے ایک حسین بن علی علیہما السلام کی بخت سکنی تھیں۔ وہ علماء اراد بادا اور شتر اکے ساتھ تھیں اور ان سے پرده نہ کرتی تھیں۔ ایک

شوہر مصطفیٰ بن ذیبر نے انہیں ٹوکا تو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حسن و جمال ہیں
خنثی فراہمی ہے میں بھی پسند کرتی ہوں کہ لوگ اسے دیکھ کر اسکے فضل کا اعتراف
کریں۔ میں اسے چھپائے کیلئے تیار نہیں۔

کیا یہ گستاخانہ کلمات کسی مسلمان کے قلمب صفحہ قرطاس پر آسکتے ہیں، ہرگز نہیں
کیا آپ یہ الفاظ کسی مستند تاریخ سے دکھا سکتے ہیں؟ خدا را ان تقدس مآب ہستیوں پر حرم
کریں۔ دنیا میں آپ ان کو کیوں بنام کرتے ہیں۔ آپ عورتوں کو رونقِ محفل بناؤ کر اپنی ہوس
رانی کے جذبہ کی تسلیم کرنا چاہتے ہیں۔ شوق سے ایسا کریں مگر اسلام کے نام پر ایسا نہ کریں
کیا اسلام کا یہی پیام ہے۔ کر عورت کا حسن و جمال انجمن کی ملک بجاۓ۔ آہ! ۷

ہمارے بھی ہیں ہیربان کیسے کیے

سخت حیرانی ہے کہ جو سال ۱۹۰۵ میں موجودہ ازادی بھیسا عالمانہ، حکیمانہ حقیقت آموز
اور ملال و میرزاں مضمون شائع کر کے سیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ اسے "مسلم اور اسکی ازادی"
جیسا الفود اور مضمون کیسے شائع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دیں کرو۔ مسئلہ جواب میں
افراط افریط سے مغلتب رہ کر صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔

صوفیاً کرام میدان عمل میں آئیں

آج ادبی روایت پر فتح حامل کرنا چاہتی ہے، دین تحریک پر چاروں طرف سے جعلے ہو رہے ہیں
ناموسِ معمولیٰ صلغی خڑو میں ہے۔ جھوٹے مدعاں بیوت پیدا ہو کر آپ کی شرعیت کو منسوخ
کر دینا چاہتے ہیں۔ اپنی علیٰ الاعلان توہین ہو رہی ہے۔ آج اسلام دشمنوں کے ہاتھوں عالمِ نزد بدب
میں ہے۔ اور بے کس و بے بن مسلمان ہیں کہ عالم غربت و ناداری میں باطل طاقتوں سے ٹکرائے ہے
اہیں پس کیا ضرورت نہیں کہ شرابِ معرفت کے یخود اور بن الہی کے سچے عاشق، امانتِ محمدی کے
حقیقی پاس میان صوفیاً کے کرام اور بجادۂ نشیان میدان عمل میں آئیں۔ اپنے فرض کو بیجان کر راہ
حق میں شیر خد کے نوہنہاں کی طرح کٹ مرنے کا ہمیہ کر لیں۔ اپنی مجاہدات شان سے ناموسِ رسول پر
حروفِ نہ آئے دیں اور اپنی روحانی قوت سے مادی طاقتوں کو پار و پلارہ کر دیں۔

محترم بزرگو! اپنی روحانی طاقتیں کس رو زکام آئینگی۔ خدار اگر بڑھو اور حضرت غوثِ عالم
کی طرح دین کو زندہ کر دو۔ آج اسلام کو تمہاری مجاہدات سفر و شیونی ضرورت ہے۔ اپنے گرے

ہوئے وقار کو سنبھالو۔ اٹھو بائل کی دھیان بکھر دو۔ آج گرتے ہوؤں کو اٹھانے کا وقت ہے۔

مِسْتَرِ مُحَمَّدٌ انور شاہ اور مُحَمَّدِ اسْلَمٖ شاہ غور کریں

یہ دونوں حضرات سلاؤالی سے ہمیں لکھتے ہیں کہ میں اور ایک اور سید صاحب محمد اسلام شاہ، تریس شیعوں سے متغیر و گئے تھے اور شیعہ جماعت کے پیغما بر دیکھ کر یعنی موضوع اور فلسفہ روایات بیان کرنا۔ راگ سوزخوانی، ڈھول اتنا شاہ اور سینہ زنی۔ ہم نے انکی مجالس میں شریک ہونا چھوڑ دیا اور ہم ان عقاید کو بہت بڑی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ مگر آپ کا استھنار "مجالس ماتم ماه محرم کے متعلق شیعہ محبہ دین عظام کے فتاوے" پڑھ کر ہمارے شکوک رفع ہو گئے۔ ان فتاویٰ کو سے ظاہر ہو گیا کہ مندرجہ بالا عقائد مذہب شیعہ میں باعث معصیت اور ناجائز ہیں۔

اس بناء پر آپ دوبارہ شیعہ ہو گئے۔ سوال یہ ہے کہ ہم نے آپ سے کب کہا تھا کہ آپ سنی ہو جائیں۔ چاہے آپ آری ہو جائیں کون روک سکتا ہے۔ اس ضمیمہ کی اشاعت سے وجہا را مقصد خدا وہ تو حاصل ہو گیا۔ یعنی آپ نے تسلیم کر دیا کہ نذکورہ بالاعفانہ مذہب شیعہ میں ناجائز ہیں۔ الحمد للہ کہ آپ نے سچائی کو تسلیم کر دیا۔

جادو وہ جو سر پر چڑھکر بولے

اب اسکے بعد آپ چاہے سنی رہیں چاہے شیعہ آپ کو اختیار ہے توجہ اور حیرانی ہے کہ آگے جکڑا آپ انہی خلاف شریع اور کاجواز قرآن سے ثابت کرتے ہیں اور ہمارے سامنے روضۃ الصفا و مدارج النبوة کے حوالے پیش کر رہے ہیں۔ یہ حقاً وہی وہیالت ہے معلوم ہو اکہ آپ حق و صراحت کا منہج رضا چاہتے ہیں۔ مگر اسکے لئے بھی علم وہی کی ضرورت ہے۔ اس سے آپ کو رہے ہیں۔ جب تک آپ نے قرآن کی آیت فصل کت و جھہا کا ترجمہ ابراہیم کی یوسی نے اپنا منہ پیٹ لیا۔ یہ ترجمہ کر کے آپ نے بھی قرآن نہی کامنہ نوچ لیا ہے۔ کیا کہتے ہیں آپ کی نادانی کے۔ خدا ایسے نادانوں سے اسلام کو پناہ دے۔ جو اپنی سینہ کو بی کے لئے قرآن کو باز کچھ اطفال بنائیں۔

آپ نے روضۃ الصفا اور مدارج النبوة سے چار جو الشیش کر کے سینہ کو بی کا جواز ثابت کرنا چاہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فارسی زبان قطعاً نہیں آئی کیونکہ آپ نے قرآن کے ترجمہ کی طرح انکا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ سچھ تمام والے غلط درج کئے ہیں۔ حضرت فاطمہ خاتون جنت کا سر پیٹنا۔ آپ کا ایک گستاخانہ افتراء ہے جب اہل بیت کا دھوئی کرنا اور ساتھ ہی خاتون جنت پر افرار بھی یاد رکھنا

تثبیت کرنے والوں بھی کو زیب دینتا ہے۔

ہم ہر ان ہیں کہ اپنی اس لغویت و جہالت کا لکھا جواب دیں سو اے اسکے کہ آپ کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عقل و سمجھ عطا فرمائیں تاکہ آپ حق و باطل میں تمیز کریں۔ آپ نے اپنے عتاب نامہ میں ایک بھی ایسی بات بیش نہیں کی جو اہل علم کی توجہ کے سبقت میں سکے۔ واذا خاطبہب هم الجاہلوں قالوا اسلاماً کے مطابق آپ کے عتاب نامہ پر نظر خوارت، ڈالتے ہوئے گزر جائیں۔ مگر ہمیں اپنی خاطر منظور تھی اسلامیہ یہ چند سطور حوالہ قلم کر دی گئی ہیں۔ واسلام علی من اتعیج الہمدی۔

مولانا ظہرو راحمد صاحب محبی کی علامت اور

شمسِ اسلام کی اشاعت میں ناگزیر التوا

جریدہ ہذا کی کتابت ہو جکی تھی۔ اور اس کی طباعت کے منازل باقی تھے کہ دس کٹ جس طبیعت صاحب سرگودھا کی طرف سے ایک قانونی فروغ کی شدت کی بنابر مولا ظہور احمد صاحب کے نام نیا ڈکٹریشن داخل کرنے کا حکم صادر ہوا۔ مولا ناما دروح عرصہ چار ماہ سے بعارضہ بواسیروں کے علیل ہیں۔ اور ڈیڑھ ماہ جانشہر میں ہومبیسٹیک علاج کیلئے مقیم ہے۔ مولا ناکی تشریف آوری فضحت کے بغیر ڈکٹریشن داخل نہ ہو سکتا تھا۔ کارکنان جریدہ اسنٹیبی کے عالم میں خدائے قادر و قیوم کی درگاہ دست بدعا ہے۔ شکر ہے کہ اللہ کریم نے مولا ناما دروح کو صحت عطا فرمائی ہے۔ مرض کے اثرات اگرچہ بیانی ہیں۔ مگر امید ہے کہ مولا ناجلدی خدمات اسلامیہ کیلئے مصروف ہو سکے۔

نیا ڈکٹریشن داخل کرنے کے بعد جریدہ شائع کیا گیا ہے اسکے صفات بڑھا کر اس مادہ جون و جولانی کے دو فرماں فایم مقام فراور دیا جائے۔ قارئین کرام نے جریدہ کے استمار میں بورحمنت برداشت کی اسکے لئے کارپر دازان جریدہ معافی کے طالب ہیں۔ والغدر عند کرام الناس مقبول۔

ماہ جون کے رسالہ کا سودہ پہلے کھا جپا تھا اسکے ساتھ کشف التبیین شائع کیا ہے جس کی حضرت مولا نا سید ولائیت حسین ہمسار دیوری شیعوں ایکٹ از مکروہ جل رسالہ "وزر ایمان" کا محققاً ز جواب یا ہے حضرت شاہ عبدالقدیر کو زرض میں صراحت کیا چاہیے اس پادت کا سچا و پاکینہ نہیں اللہ تعالیٰ اپنے تاویر میں اخکسار شیخ

میر شباب ممبئی کی بصارت فیصلہ سے محروم

امیر حسنه کے "شباب ممبئی" میں جناب مدیر صاحب نے "ملائکات" کے سفر میں حضرت مولانا ظہور احمد صاحب امیر حیا عثت صرب الافتخار بھی و کو شخص اسلئے گردن زد فی طیبر ایا ہے کہ انہوں نے اجتماع حج کی روئی داشتائیں کرنے میں عالیجنااب پیروز اده صاحب محسن الدین صاحب سیال شریف کا اسم گرامی بغیر کسی اعزاز کے شایع کیا ہے اور اسکو لابردا فی سے لکھا ہے۔

اُن لغویں بیجا اور میل اعتراض کو دیکھ کر تھیں ہنسی بھی آئی ہے اور رونا بھی۔ ہنسی تو اس طرح کہ میر شباب کے بھیان میں مدیر صاحب کو بھی معلوم نہیں کہ شر رات کوں لکھتا ہے۔ حالانکہ فہرست مضاہین ہمیشہ شذرات نائب مدیر کے قلم سے دکھائے جاتے ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب نے جوش انتقام میں یہ دیکھنے کی تکلیف گوارا نہیں لکھی اور اپنے استدلال کچھ بھولے سے بصارت سے محرومی کا پتھر نکال کر مولانا ظہور احمد صاحب کے سر پر دے مارا۔ یہ ابھی ایڈیٹر اندھہ دھواسی ہے۔ کر کے والوں اور یکٹا جاۓ مونچھوں والا۔ ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں مودباز التماں ہے۔ کروہ اپنی آنکھوں کا علاج کریں۔ تاکہ کلیعہ خصیت کو ناقص بدنام کرنے سے بچے فہرست مضاہین میں عمل مضمون نگار کا نام لکھا ہوا دیکھ لیا گریں۔

مدیر صاحب کو معلوم ہو ناچاہتے کہ مولانا ظہور احمد صاحب عرصتین ماہ سے بیمار ہیں اور ادارت سے عمل اعلیٰ خارج ہیں۔ انہوں نے مضمون پڑھا بھی نہیں کیونکہ آپ جاندے ہیں زیر علاج ہیں۔

مدیر صاحب لکھتے ہیں:-

فضل مضمون نگار غالباً اس سے بے خبر نہ ہو گے کہ تیس لاکھ رام مولانا حسرت سوہانی صاحب۔

حضرت مولانا معین الدین صاحب اور حضرت مولانا صیب الرحمن صاحب دخیرو بندگان

ملت بھی حج کو گئے تھے۔

یہ کیسے کہا کہ ہمیں ہر معزز زائر بیت اللہ کے سفر حج کی جنزوں فی چاہئے۔ رسالہ کا دفتر نہ ہوا بزم شماری کا حکمکہ ہو گیا کہ اس کا مادری سب حاجیوں کی فہرست سے باخبر ہے۔ حضرت ہم نے اسال کے حج کے شاندار اجتماع پر ایک اجمالی تبصرہ کیا تھا کہ فہرست جو حاج شائع کی تھی۔ اگر ہم فہرست جمیع شائع کرتے اور بچران محترم بزرگوں کو نظر انداز کر دیتے تو واقعی گردن زد فی تھی۔ علاوہ ازیں فہرست

مشائیر کی نقل ملک کے نامور اخبارات مثلاً تدبیر بھروسہ غیرہ سے لی گئی تھی۔ اب دیکھیں آپ کس کس پر بستے ہیں۔

میر شباب نے مساجد کی فہرست میں مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کا نام بھی لکھا ہے۔ حالانکہ مولانا محمد وح اسال جو کو تشریف نہیں رہ گئے۔ یہ میر صاحب کی باخبری کی دلیل ہے معلوم نہیں مولانا نے ہندوستان میں بیٹھے بیٹھے کیسے جو کر لیا۔

میر شباب اس بات پر زیادہ خفا ہیں کہ ہم نے جناب پیرزادہ محمد حسن الدین صاحب سیال شریف کا اسم گرامی اختصار اور لاپرواں سے لکھا۔ لکھتے ہیں:-

اللہ! اللہ! ازملنے کے بھی کیارنگ ہیں وہی ظہور احمد صاحب جو کل تک اس ستاد نیاز کے دا بستگاں عقیدت میں سستھے۔ اور اس حلقوگوشی کو طرہ صدا فخار و مریضیاز خیال کرتے تھے۔ آج اسقدر بدل گئے کہ اس درگاہ کے مقندر سجادہ نشین صاحب کے خاندان کے چشم و چراغ فریضہ جو ادا کر کے آئے ہیں تو ان کا نام نامی تک محض رویسی کی جیہنٹ پڑھ جاتا ہے۔

اسکے جواب میں عرض ہے کہ احقر مدیر معاون کو صاحبزادہ صاحب موب صوف سے ندو تھافت حاصل ہے اور نہ ہی انکے عزم جو کا علم عملہ ادارت میں سے کسی کو تھا۔ شباب کے مطالعہ سے اب علم ہو گا کہ صاحبزادہ حسن بن مولانا جناب پیرزادہ محمد حسن الدین صاحب سیالوی تھے، پیر ملک کے نامور اخبارات کی فروگذشت تھی کہ کچھ سے کچھ لکھ دیا اور پرکٹے گئے مولانا ظہور احمد صاحب۔

اچھا صاحب مولانا ظہور احمد صاحب تو زبردستی صرف اتنے جرم پر کہ جناب پیرزادہ محمد حسن الدین صاحب کے نام کے ساتھ "صاحب" کا لفظ نہیں لکھا، قابل دار سمجھے گئے ہیں۔ مگر حکیم علی محمد صاحب سرپرست شباب کی محض رویسی کے متعلق کیا ارشاد ہے جنہوں نے سروکاشات آفایے نامدار صلحاء اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بغیر حصہ اللہ علیہ وسلم "نے لکھ کر روزہ خیزگ تناخی کا از لکا کیا ہے۔ ملاحظہ ہوا سی شباب کا صفحہ ۶ جہاں صرف محمد بن عبد اللہ لکھا ہے۔

میں الرام ان کو دیتا خناقہ صوراً اپنائیںکل آیا۔

اللہ! اللہ! وہی حکیم علی محمد صاحب جو کبھی سروکاشات کی غلامی پر فخر کیا کرتے تھے آج اتنے بدل گئے کہ حضور سرور عالم صلحاء اللہ علیہ وسلم کا نام نامی و اسم گرامی کو محض رویسی کی جیہنٹ پڑھا دیا۔ نیز وہی علی محمد صاحب جو کبھی مولانا ظہور احمد صاحب کے مخلص احباب میں سے تھے آج اسقدر بدلت

کہ اپنے تمام تعلقات مجبت کو جلا کر بلا وجہ ان پر حملہ کرنا اپنے اخبار میں گوارا کر رہے ہیں۔ سمجھتے ہے:-
جس نے نال سمجھا پاں اُس دی ذات نہ جانان

معلوم ہوتا ہے کہ علی محمد صاحب کے نزدیک حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے
جناب پیرزادہ صاحب کا درجہ زیادہ ہے۔ ہمیں انکی یہ کچھ یعنی
..... دیکھ کر اتنا فی ذکر ہوا۔ جس سے کسی طرح چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کرتے۔
علی محمد صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ مولانا ظہور احمد صاحب آپ سے زیادہ سیال شریعت
کے استاذ نیاز کے وابستگان عقیدت میں سے ہیں اور اس حلقة بگوشی کو اپنے لئے طرف خواستھی
سمجھتے ہیں۔ مگر ساختہ ہی فرق مراتب کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔ آپکی طرح نہیں کہ جناب پیرزادہ صاحب
کی اندھی تحقیقت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجتب و تحقیقت کو قربان کر دیں۔ اللہ تعالیٰ
ایسی اندھی مجتب و تحقیقت سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں۔

میرزا سے قادریان کا مناظرہ سے فرار اہل اسلام کی شاندار فتح

حضرت قبلہ حافظ محمد قمر الدین صاحب سجادہ شیعین صاحب سیال شریعت نے میرزا کے
قادیان سیال محمد احمد صاحب کو فیصلہ کرنے مناظرہ کا جلسہ دیا تھا۔ مناظرہ کے لئے ۵ اصفہر کی تاریخ
مقرر ہوئی۔ اور شاہی مسجد لاہور میں مناظرہ کامقاوم مقرر ہوا۔ حضرت قبلہ سجادہ شیعین صاحب
مع علمائے کرام فاشخانہ پیغام کرنے ہوئے ۵ اصفہر کو لاہور میں روشن افروز ہوئے۔ میرزا قادریان
بھی علاقہ سندھ کے دورہ سے واپس ہو کر اسی روز لاہور ہبھیجا۔ مگر مناظرہ کی ہمت شریا گرا سی
روز قادریان چلا گیا۔ مجاہدین اسلام مظہر و منصور واپس آگئے ہیں۔ اہل اسلام پر
اسی واقعہ سے میرزا سے قادریان کی بطلالت واضح ہو جاتی ہے۔ (منیجہ)

ضروری گذارش {۱}، جن اصحاب کی سیعاد حزیداری ختم ہو چکی ہے۔ برآ کرم زرجنہ
بذریعہ منی آرڈر و اندر سارے کارمنوں فرمائیں۔

{۲}، جن اصحاب کی خدمت میں بامیہ قبولیت رسالہ پہنچ رہا ہے۔ وہ بھی اپنا زرجنہ بذریعہ
منی آرڈر و اندر فرمائیں ورنہ اپنے عندر سے بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں۔ (منیجہ)

اشارات و کنایات

حرارت شخصیت پرستی

(از غفران ملاد قیانوں سے بعتلم خود)

آپ ہجراں ہوتے کہ یہ حرارت شخصیت پرستی کیا بلاء ہے۔ سو سے ہکیم و ملا دینا نوس اور
ڈاکٹر اب ڈیٹیٹ دلوں اس بات پر ترقی ہیں کہ گرمی کے شمار اقسام ہیں اور ہر ایک کافی
واشر بالکل جدا گاہ ہے۔ مثلاً ایک گوکشنل ہیٹ یا حرارت علی۔ یہ وہ... گرمی ہے کہ جب اس کا
اثر سی تھرڈ کلاس کھوپڑی پر پڑتا ہے تو وہ ایک مفت کلاس کھوپڑی بجا ہے۔ اور انسانیت کا
باغی دماغ بڑی طرح اُب پر لامہ ہے پھر ایسا انسان با تو دہری بندر کوئی کالج کھول لیتا ہے اور یا حالاً
سازگار ہوتے ہیں تو مرتقی بچ جاتا ہے۔ ناظرین یاد رکھیں کہ اسکا علاج بڑی میں ہبہت اچھا ہوتا
ہے۔ اس حرارت کی ایک شاخ ہے حرارت شخصیت پرستی۔ اسکو حرارت شہرت و عزت
بھی کہتے ہیں۔ جبکو حکماء فلسفی سے حرارت عزیزی سمجھ لیا ہے۔ ایک گوکشنل ہیٹ کا مقصد اپنی
اوہ شخصیوں ہوتا ہے اور حرارت شخصیت پرستی کا مقصد کسی کی خوشامد و چاپلوسی کر کے کچھ سپیے ٹھوڑے
لینا ہوتا ہے۔ جو اڈیٹر یا دیوبند اس حرارت کا مستقل طور پر شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ زیرے بندر
ہی بچاتے ہیں۔ تقدس کی ڈنڈگی بچا کر عصیر آپ ان سے جو چاہیں کر لیں۔ ذرا غور سے سننے ایک
معاشر کے فکر مند حکیم و اڈیٹر کے دماغ پر اس حرارت شخصیت پرستی کا سب سی طرح حملہ ہو لے
ایک بناوٹی تقدس ناب کا حق نہ کے ادا کرنے ہوئے یوں قصیدہ خوانی کرتے ہیں:-

..... کے نام نامی و اسم گرامی سے شاید ہی کوئی مسلمان ایسا جو واقع

نہ ہو، ورنہ خلقدہ بکار بچا بچا کی ذات سخودہ صفات سے واقع اور حضور کی روحانیت کا

مقرر معرفت ہے۔ سرزی میں بچا بچا میں کون ایسا مسلمان ہو گا جاؤ کی بیعت میں نہ ہو۔

آپ خالی خولی پر بنیں ہیں۔ بلکہ مذاکرے فضل درکم سے صحیح معنوں میں سجادہ نشین اور

عالم باعمل ہیں، آپکے تھرٹلی کا زمانہ معتقد ہے۔ جب زینت دہ ممبر ہوتے ہیں تو اپسے معلوم

ہوتا ہے جیسے کہ ایک بقدر نور اہل زمین کو منور کر لے گیا ہے پھر چبریں سے پنج اڑا یا

تمام سامعین پر خدا کی رعب و دبدبہ چا جاتا ہے۔

اُبکی روحاںیت پر غوش کروڑوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور کوئی بدبنت ایسا ہی اونگا جسے آپ سے فیض روحاںی نہ اٹھایا ہوا وہ مریغ ہوں گو تاکہ سب پہنچ چکے تھے اور نام اطمینان و فائز لاعلاج کر چکے تھے۔ اُبکی توجہ علمی سے بالکل تقدیرست اور صحیح و سالم ہو گئے۔ کوئی مشکل سے مشکل کام ایسا نہیں ہوا جو آپ نے خدا تعالیٰ امداد سے آسان نہ کر دیا ہو۔

ہتھ تیری حق گوئی کی دُم میں جھوٹے پروپیگنڈے کا نمدا۔ سچائی کا کیسا ناطقہ بند کیا ہے۔ اور جذریہ صداقت کو کیسے رکید رکید کر... ایک پیر سانوں کا کلہ پڑھا یا ہے۔ اگر اب بھی ہندستان کے تمام سماں عموماً اور زمیندار اخبار کے ایڈیٹر مسلم لیگ کے صدر جمیعۃ العلماء کے صدر، تمام احراری، جو شیع آبادی اور ہند جدید کے ایڈیٹر خصوصاً حضور کی روحاںیت کے مقفر و معترف رہوں اور دہزادہ ہر مرید ہونا شروع رکریں تو تمہارا جائے گا تمام اہل زمین اونچے ہو گئے ہیں جکو بقعہ نور آسان سے نیچے اترتا ہو انظر نہیں آتا۔

محترم صاحب نے زور توہہت کچھ لکایا کہ اپنے مددوچ کو خدا تعالیٰ سند پر ٹھہرا دیں۔ مگر شریعت کے ڈنڈے کا ذرخنا۔ اسلئے اپنے جذبہ شخصیت ورز پرستی کو روک کر رہنے کے میرے خیال سے انکو آئندہ اپنے رسالہ میں مسلمانوں کے سامنے یہ تجویز پیش کرنی چاہئے۔ کرانک مرید اُنکی ایک ایک لفڑیا پہنچھریں رکھ کر اسکی پوچھا شروع کر دیں۔ ملا دقیانوں اسکے جواز کا فتویٰ دیں یعنی۔ کیونکہ شخصیت پرستی سے دقیانوں سیت کاہست دنوں میں ملاپ رہے۔ اسکا کچھ تو سماڑ ہونا چاہئے۔

بھائی صاحب سمجھی بات تو یہ ہے کہ اگر اس قسم کی حرارت شخصیت پرستی کا انسد اونکی کیا لیا تو ملا دقیانوں کو خیال ہے کہ بھرمنہی میں عنقریب ایک طفان نوچ خانی واقع ہو جائے گا جس میں سیاہی، حقیقت، صداقت، حق پرستی اور حق گوئی سب غرق ہو جائیں گی فلہذا اس شخصیت پرستی کے نثار کو ابھی سے بند کر دینا چاہئے۔

”پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی“

ہائے روٹی ابادگہ کہتا ہے یہ خفیر فقیر پرقصیر کہ زمانہ تقبل میں بڑے بڑے لیڈر یعنی قوم سے حکیم صاحبان کہا کرتے تھے کہ ملا لوگوں نے جنکو نہیں بھی اصلاح میں جمعراہ بھی کہتے ہیں۔ مذہب کو روٹی کہانے کا اور سبیٹ بھرنے کا ذریعہ پہنچایا ہے۔ مابدلت کی تھیں یہ تھے نہ آئی تھی کہ مذہب کس قاعدہ کی رو سے ایکدم مذکر سے مؤشت نہگئی یعنی روٹی۔ لیکن مسلمانوں کو ایسا

کی غیبیں اور اصول درایت کی تدقیق سے مشتق ہوئیا ہے۔ کہ جماعتی ملاوگوں نے واقعی مذہب کو پیٹ بھرنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ اور یہی بات بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو مذہب پیٹ بھرے وہ ازلی، ابدی، الہامی، خدا تعالیٰ، وغیرہ وغیرہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ اور یعنی عقیدہ وہی ہے جسکے ذریعہ روشنی رہے۔ دلیل ملاحظہ ہو:-

تانڈلیانوالہ میں ایک مولوی صاحب بندوق العلامہ امام مسجد ہیں جنکو اپنے خاص سے سلمان انگوپنی امامت کو قائم رکھنے کی خاطر بیکا کافربنا نیکاد فہم ۲۰۱ کی رو سے پورا پورا اختیار حاصل ہے۔ وہ اپنے ذلت نامہ میں لکھتے ہیں:-

فلاں فلاں صاحب مجھے وہابی سمجھتے ہیں، میرے پیچے نماز ہمیں پڑھتے۔ سنابے کہ سرکار نے بھی میرے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ حضرت صاحب میرا عقیدہ خالص خفی ہے ذہبتوت یہاں کہ میرے نزدیک فلاں فلاں وغیرہ قطعی مرتد ہیں، کافر ہیں، میں انہیں بدترین سمجھتا ہوں، آپ خدا کے نے لوگوں توکھیں کہ وہ میرے پیچے نماز پڑھیں، جمعہ میں دنذکورہ بالا کافر دوں کی (انکی تردد بزرگ کروں گا)۔ رکونکر روٹی کے تحفظ کا معاملہ ہے، پھر کہتا ہوں کہ وہ قطعی کافروں میں اور آپ سمجھتے ہیں۔ انکو ضرور تکھیں کہ وہ مجدد غریب پر رحم کریں۔

وکھی آپ نے پیٹ کے فکر کی بلبلہ ہٹ۔ ہائے روٹی، ہائے روٹی۔ ماتم کرو، سینکو ٹو ٹو ہائے روٹی ٹو ٹو۔ ایسے عقیدہ کو پھرستے مارو جو مسجد کی امامت کا تحفظ نہ کرے۔ عرض ثابت ہو گیا کہ جماعتی ملاوگوں نے مذہب کو روٹی کملنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ فلمہذا یہ چنگلے آپ لوگوں کی آگاہی کیلئے مدل بدلائل شلقی و مبرہن براہم ساطعہ لکھ دیتے ہیں تاکہ ذکورہ بالا نظریہ انہیں سے صاف آجائے میں چلا آئے۔ فقط ازیادہ والدعا۔

بندہ لا دیاناوس

ڈاکٹر خالد شیلڈر ک پیسہ اخبار میں کہ ہم یہ خبر پیسہ اخبار میں دیکھ کر ڈاکٹر خالد شیلڈر ک صاحب پیسہ اخبار میں کھڑے سے کس طرح اور کیسے سلا گئے۔ یہ تو ہم نے سنا تھا کہ بیگان کی عورتیں مرد و نکھلی بنالیتی ہیں۔ مگر یہ آج ہی معلوم ہوا کہ ڈاکٹر خالد شیلڈر ک صاحب تک بھی پیسہ اخبار میں سما جاتے ہیں۔ بہت خوکرنے کے بعد سمجھیں آیا کہ اصل میں اس عنوان کا مطلب یہ تھا کہ ”ڈاکٹر صاحب“ موصوف پیسہ اخبار کے وفات ہیں۔ جلدی میں لکھ دیا۔

کہ ڈاکٹر صاحب پیسے اخبار میں۔ امید ہے کہ ناظرین ہمارے دیانی مقدس کی بندپروازی نکھل رہی حقیقت شناسی، بے بصیرتی اور کور دعائی کی راد دینگے۔ اور پیسے اخبار کے ایڈٹر صاحب ملا صاحب کے مشکوہ ہونگے۔ و بالشدۃ توفیق۔

ملا یامنہ بد حواسی لارج ہم آپ کو ملا یامنہ بد حواسی سے روشناس کرتے ہیں۔ حزب النصار کے تبلیغی و فکری تدبیر نہ کر ہم ٹیکسلا کئے تھے۔ جو وقت ہم ٹیکسلا کے تین ہزار سالہ آثار قدیمة دیکھ کر وہ پس آ رہے تھے تو راستے میں مولانا ظہور احمد صاحب نے آثار قدیمہ کے کچھ حالات سنائے۔ ہمارے ساتھ ایک شہنشاہ اے بزرگ مولوی صاحب بھی تھے جو خیر سے بخیج بھی واقع ہوئے ہیں۔ مجہت سے پوچھا کر یہ حالات آپکو کس نے پکائے ہیں۔ بھی واء پکانے کی ایک ہی کھی ہم تو بس لوٹن کبوتر ہی بن گئے۔

اسکے بعد مولانا ظہور احمد صاحب نے فرمایا کہ یہ ایشیا کی تہذیب کے مٹے ہوئے آثار ہیں اس پر مسلم صاحب موصوف نے پوچھا کہ ایشیا کس کو کہتے ہیں؟ مولانا نے بتایا کہ ایشیا میں ہندو اور عرب وغیرہ شامل ہیں۔ ارشاد ہوا کہ آپ نے ہندوستان وغیرہ کا تو ذکر کر دیا۔ مگر یہ نہ بتایا کہ ہمارا پنجاب ایشیا میں داخل ہے یا پورب ہیں۔ یک نہشہ دو شد۔ کہا گئے ہیں اس ساری کی اور لا عالمی کچھ ٹھنڈرات کی کھدائی کے تعلق مولانا ظہور احمد صاحب نے فرمایا کہ اس پر گورنمنٹ نے ہزاروں روپیے صرف کر دیتے ہیں۔ بیساٹھی کے ساتھ بخیج صاحب پنجابیاں ایجاد ہیں کہتے ہیں کہ جلی گورنمنٹ انہی سے کیا نہیں تھی ہے۔ دو نہشہ تین شد۔ ہیں ناہمارے مسلم صاحب اس قابل کا انکوٹھا کراہ ہو رکے عجائب خانہ لے کر رہا ہے۔ اور پھر ملارموزی صاحب جو بپال سے انگلی زیارت کو آئیں۔

حزب النصار کے وفد کا دورہ ٹیکسلا

مسلمانوں کو خدا سے قدوس نے اپنا پیاری بنایا ہے۔ جس کا اور حصہ پچھو ناصوت تبلیغ ہے اور سماق درمداد ہے فرض یہ ہے کہ وہ دین خفک کے قیام و استحکام سے ایک منٹ بھی غافل والا پرواہ نہ ہو۔ لیکن ہمارے اندر بندبہ خدمت احساس فرض، تبلیغ، فیروز قوت اور استحکامظام کے نہ تھے۔ لیکن وہ جست ہم درس فرض کو کہا تھا نہیں بجا لاسکتے۔ ہماری اس گمراہی سے داخل فرقے

اچھی طرح واقع ہیں اور اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے کیستے وہ ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ چنانچہ شیبوں کے تبلیغی مرکز نے رستہ الاعظیں لکھنؤ نے یہ دیکھ کر ہمارے لئے علاقہ جگہ وہزارہ میں ایک وسیع میدان موجود ہے، اسکو پہنچنے کو شمشوں کا آماجگاہ بنالیا۔ اور اپنے ایک سرور مبلغ کو شیکسلا میں استقل طور پر مقرر کر دیا تاکہ وہ وہاں کے سید ہے سادھے پر جوش مسلمانوں کے دین و ایمان پر آسانی کے ساتھ داکر ڈال سکے۔

شیعہ مبلغ کی کوششوں کا نتیجہ ہوا کہ وہاں کے چند سربراہ ورہ لوگ شیعیت کے دام میں سچن گئے۔ شیعہ مسلح کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور اس نے مقامی علماء، کومناٹری ٹیکنوجی دیہیا جسکے تیجیں دومناظرے بھی ہوئے۔ مگر شیعہ اخباروں نے خلیل مچانا شروع کر دیا۔ کہ علاقہ جگہ وہ ہزارہ تمام کا تمام شیعہ ہو گیا۔

یہ دیکھ کر حزب الانصار کے ارکان مجبور ہوئے کہ وہ اس علاقے میں اپنا تبلیغی و فد بھیکر حالات کا بھیشم خود مطالعہ کریں۔ اور سنیوں کی رہنمائی کریں چنانچہ حزب الانصار کا تبلیغی و فد جو حضرت مولانا ناظم ہوراحمد صاحب امیر جماعت، مولوی منیر شاہ صاحب، مولوی عبدالرحمٰن صاحب مسیانوں اور خاکسار پر مشتمل تھا۔ مورضہ ۲۴ اپریل کو اجنبی اسلامیہ بجاوال کے سالانہ جلسے فارغ ہو کر ۲۴ رکورات کے ہائے شیکسلا پہنچا، سربراہ اور وہ مسلمانان شیکسلا استقبال کے لئے موجود تھے۔

اس تبلیغی و فد کی آمد کا علم جب سنگ حانی کے تھانیدار صاحب کو ہوا تو شہر کے مسلمان بلکہ نادر شاہی حکم دیا کیا ہاں کوئی تقریب نہیں ہو سکتی اسلئے مولویوں سے کہو کہ وہ چلے جائیں۔ مولوی حکیم محیوب عالم صاحب نے جواب دیا کہ ہم اس بارے میں خود کچھ نہیں کہ سکتے، آپ خود مولوی صاحاری سے کہہ دیجئے کہ وہ چلے جائیں۔

اس لفٹنگ کا علم جبوقت حضرت مولانا ناظم ہوراحمد صاحب کو ہوا تو آپ نے مسلمانان شیکسلاست فرمایا کہ فواہ آپ لوگ ہمارے وعظیں یا نہ سین مگر تم ضرور تقریبیں کریں گے۔ ہمیں تبلیغ اسلام اور تحفظ اسلام سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی، تو گوئی نے بھی دل و جان سے ابھی آناوگی کو نااہر کیا۔

۲۴ اپریل کی شام مکو قربیاً دن بھے خود تھانیدار صاحب تشریف لائے اور حضرت مولانا مدد و حسپ ذیل لفٹنگ کو ہوئی۔

خانیدار صاحب۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟

مولانا۔ سنی مسلمانوں کے عقاید کا تحفظ اور تبلیغ اسلام کرنے۔

خانیدار صاحب۔ بنے شکستہ بیان اسلام اچھی چیز ہے۔ مگر اسکی یہاں ضرورت نہیں کیونکہ میں ابھی آیا ہوں۔ آپ وعظ کر کے چلے جائیں گے اور مجھے فضاد ہو جائے گا۔

مولانا۔ یہاں تبلیغ اسلام کی سخت ضرورت ہے اور فضاد کا کوئی خطرہ نہیں۔

اتنا ہبنا تھا کہ خانیدار صاحب کے غصہ کا پارہ ایک سوداں ڈگری تک ہو جگی۔ اور انتہائی مغروڑا نہ انداز سے کہا کہ اچھا میں جانتا ہوں تم کل تقریریں کرنا اور میں تھیں دیکھو نکار تم کیسے تقریریں کرتے ہو۔ تم جلتے نہیں کہیں خانیدار ہوں۔ مجھے گوئٹھ نے خانیدار بنا لیا ہے اور مجھ سوخون کر دینے کا حق ہے۔ مولانا مددوح نے بہتر سمجھا کہ ذرا ہوش و حواس درست کر کے لفڑاؤ کیجئے لیکن خانیدار صاحب نے ایک نہ سنی اور چلتے بنے۔

دو سو کے زدن میکسلا کی جامع مسجد میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد پانچ چھ ہزار کے قریب تھی۔ سب سے پہلے مولوی عبدالرحمن صاحب کی اتحاد اسلام پر نہایت پرمخت تقریر ہوئی۔ پھر مولانا ظہور احمد صاحب نے ایک نہایت ہی ولار انگیز تقریر کرتے ہوئے شیعی پر ویڈنڈے کی قلعی کھولی۔ اسکے بعد اتفاق کی تقریر ہوئی، اور سب سے اخیر میں مولوی منیر شاہ صاحب کی۔

خانیدار صاحب پوس کی مسلح گارد لئے ہوئے مسجد سے باہر موجود تھے۔ اور بار بار اپنی پستول کا منبر کی طرف کرتے تھے۔ جس وقت مولانا ظہور احمد صاحب تقریر کئے کھڑے ہوئے تو سن اگیلے ہے کہ خانیدار صاحب نے خود احمد صاحب سے کہا کہ جا کر اس مولوی کو گرفتار کر دو۔ اُس نے کہا بغیر کسی وارثت کے بلا وجہ کیسے گرفتار کرلو۔

الفرش پہلا جا سہ نہایت کامیابی اور جسم فوجی کے ساتھ ختم ہوا۔ اور جمعہ کے روز دوسرے جلسہ کا اعلان کیا گیا۔

دوسرے جلسے کے متعلق جبی خانیدار صاحب نے اپنا انتہائی زور صرف کیا کہ کسی طرح جلسہ نہ ہو سکے۔ لیکن جلسہ ہوا اور ایسا عظیم الشان کر جسکی نظری ملنی مشکل ہے۔ دوسرا جلسہ بعد نہ ازاں بعد جامع مسجد ہی میں ہوا حاضرین کی تعداد پیندرہ سو لہ ہزار کے قریب تھی کیونکہ میں میں کوئی سے قرب دیوار کے مسلمان آئے تھے۔ تمام علاقہ کا یہ نمائندہ اجتماع تھا۔

پہنچے مولوی عبدالرحمن صاحب کی تقریر ہوئی۔ اسکے بعد مولانا ظہور احمد صاحب نے دیکھنے

نہایت ہی پرمغز بصیرت نواز اور باطن شکن پیرا یہ میں خلافتے از بعو کے فضائل کو بیان کیا شیعوں کے اعتراضات کی قلعی کھولی اور مسلمانوں کو صراطِستقیم پر فاعم رہنے کی ہدایت فرمائی جیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی باطن شکن تقریب سے شیدت کو مت کے طلاق اتار دیا اور سنیوں کی ذلکی انکھیں کھول دیں۔ مگر کمال یہ ہے کہ آپ کی تقریب نہایت ہی مہذب اور مشتمل پریا ہے میں ہوئی جو حکمت و معنات کا پہلو لئے ہوئے تھی۔ آپ کی تقریب کے بعد خاکسار کی اور مولوی شاہ صاحب کی تقریب میں ہوئیں اور جس سے خیر و خوبی سے ۷ بجے شام خستام پذیر ہوا۔

دونوں جلسوں کی تقریبیں اسقدر کامیاب اور پر تاثیر بخش ہوئیں کہ نیکی کے شیعوں کی زبان سے اسنت و مر جا کے غفرے بلند ہو رہے تھے۔ شیعوں کو یہ کہتے سن اگیا تھا۔ کہ ہم نے لج تک ایسی مہذب اور شریفانہ پرمغزا و محققانہ تقریبیں نہیں سنیں۔ واقعی پر تقریبیں کاملاں نہیں تو اور کیا تھا۔ کہ شیعہ بھائیوں کا دل دکھا کے بغیر شیعیت کی بھی قلعی کھول دی اور سنیوں کے عقاید کا تحفظ بھی ہو گیا۔

جن ناسازگار حالات میں حزب الانصار کا تبلیغی و فدہ پہلو اور ہر لحاظ سے کامیاب ہوا۔ انکو دیکھ کر بیغین ہوتا ہے۔ کہ تائید ایزدی ہمارے شامل حال تھی۔ اور یہ حزب الانصار کا ایک رکشنا کار نامہ علاقہ پھیپھی وہزارہ کے مسلمانوں کو بیاد ہے گا۔

سمجھیں نہیں آتا۔ کہ آخر تھانیہ اور صاحب کو سنیوں کی تبلیغ سے اسقدر دشمنی اور ضد کبوٹی کا انہوں نے نہیں اور تبلیغی جلسوں کے روکنے میں اپنا انتہائی زور صرف کر دیا اور اپنی طاقت کی پوری پوری منائش کر ڈالی۔ معلوم نہیں انکو سنیوں کی تبلیغ سے کیا چڑھتی اور انکو ہمارے وعظ میں کوشا ہوا افظار کا تھا جو ایسے بدحواس ہوئے کہ الہی توبہ پہلے جلسے کے دوسرے دن بدحواسی کے عالم میں مولوی محبوب عالم صاحب سے پوچھتے ہیں کہ مولوی محبوب عالم کا کیا نام ہے۔ میں اس کی رپورٹ کروں گا۔

معلوم نہیں کہ حکومت نے انکو تھانیہ اور بنا یا ہے یا نادر شاہ درانی جیقت یہ ہے کہ ایسے ہی جاہل، نادان، نا عاقبت الدشیش اور مغزور ارکان حکومت، رائی و رعا یا میں کشیدگی پیدا کرتے ہیں بد انسانی پیدا کرتے اور جذبات کو شتعمل کرتے ہیں اور بچرقانون و امن کے محافظ بن کر گولیاں چلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو حکومت کو بدنام کرتے ہیں۔ اور اسکے مار آستین ہیں۔

عصب خدا کا سنگ جانی کا تھانیہ ارشیعوں کو تو تکلی اجازت دے دے کوہ جلے کریں

تقریبیں کریں، اور جلوس نکالیں اور بھیسے بھائی مسلمانوں کو اپنے نادی کے ساتھ راہِ حق سے منع کرتے رہیں۔ مگر غریب و مظلوم سینیوں کو اتنی اجازت بھی نہ ہو کہ وہ اپنی مساجد میں اپنے مسلمانوں کے عطا یہ کا تحفظ اور تبلیغ اسلام نہ کر سکیں۔ یہ مذہبی رکاوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔

میکسلا کے تمام سنی مسلمان اسکے ہاتھوں نالان ہیں۔ کیا سنی حاکمت برطانیہ کی وفادار رعایتیں پھر شیعوں کی بجا طرفداری کے لیے معنی ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ متحابیہ، صائب کے حوصلے نہ بڑھ دے اور انکو ہدایت کر دے کہ وہ سنی اور شیعوں کو ایک نظر سے دیکھیں۔

اطلائعات

حرب الانصار کی تبلیغی کلاس کا افتتاح

یکم جنی سے تبلیغی کلاس کا افتتاح ہو چکا ہے۔ جسکے لئے مولوی سید نذری الحق قادری میرٹی کی خدمات مواصل کی گئی ہیں۔ اس کلاس میں مدرسہ عزیزیہ سے فی الحال ان درس طلبہ کو دیا گیا ہے جو مبلغ و مذاقہ نہ کے قابل تھے۔ چار سے پیش نظر تبلیغی کلاس کو صحیح معنوں میں دارالمبلغین بنانا ہے اور ابیسے مبلغ و مذاقہ سید کرن لئے جو قرآنی بصیرت کے مالک ہوں کسی حد تک اسلام کا خود بھجو گئی نہ ہوں، موجودہ علوم و فنون اور حالات زمانہ سے بخوبی واقف ہوں، مبلغ و مذاقہ ہونے کے ساتھ مدرسہ مذکور اور مصلح بھی ہوں، اسلامی خصائص و معارف کو صحیح معنوں میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ پیش کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں، ظاہر ہے کہ عظیم الشان ادارہ مالی امداد کا کتنا محتاج ہے جو میں رضاہی کے پروافون سے قوی امید ہے کہ وہ تبلیغی کلاس کی مالی امداد کیلئے انتہائی فیاضی کے ساتھ اپنا دست کرم پڑھائیں گے۔

درس قرآن تبلیغی کلاس کے ساتھی جامع مسجد بھیرہ میں روزانہ درس قرآن کا شہر کے عام مسلمان شرکیں ہوتے ہیں۔ اسکی واحد غرض یہ ہے کہ طلبہ میں قرآن ہمی کا مادہ پیدا ہو، عام مسلمانوں میں قرآن کا صحیح عام عمل آجائے۔ وہ قرآن سے وابستگی اور شیفتگی پیدا کریں۔ اپنے مرکز حیات و ترقی کو دیکھ لیں۔ اپنے حنفیزادے کے صحیح معنوں میں مالک بن جائیں۔ اور ایک عام قرآنی فضنا پیدا ہو جائے۔

اطلاع } رسالہ کا یہ نمبر ماہ جون و جولائی کے نمبروں کی بجئے ا
۸ صفحہ کا شائع کیا گیا ہے۔ ماہ اگست و ستمبر
کا رسالہ ۹ صفحات پر ماہ ستمبر کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو گا۔ قارئین مطلع
غلام حسین منیر

بہیں -

بمب کا گولہ مولا ناسید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ کا جو فیصلہ مسئلہ کو سد
شیخ گوردا سپورنے کیا ہے۔ اس نے قادیانی تکبیر میں کھلبی
ڈال دی ہے۔ جناب محمد اکبر صاحب ڈسٹرکٹ شج بہاولپور نے ازروے سے شرعیت اسلامیہ
میرزا سے قادیانی اور اس کی امت کو اپنے تاریخی فیصلہ میں خارج از اسلام قرار دیا تھا۔ مسٹر
کھوسلے نے شواہزادہ و حلقائی کی بنیاد پر میرزا یوں کے تردود سرکشی۔ چیزوں دستی۔ اور غیر میرزا یوں
پر وحشیانہ نظام کی تصدیق کر دی ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال۔ سر مرزا ظفر علی سابق شج بہاولپور
مسٹر کے۔ ایں گاہ۔ علامہ عبد اللہ یوسف علی و دیگر نامور مسلم لیڈروں نے قادیانی تحریک
سے میرزا کا لہماڑ کر کے میرزا یوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر زور دیا ہے۔
قادیانی خلیفہ آج ٹل بددعاویں کے تبریزلا رہا ہے۔ اور اپنے اباگی سنت کے مطابق مسلم زعماً
کو سب و شتم کا نشانہ بنارہا ہے۔

الحمد للہ کہ آج سے سات سال پہلے حزب الانصار نے قادیت کے خلاف جس منظم
جد و جہد کا آغاز کیا تھا۔ آج تمام ملک اس کا ہم نواہ چکا ہے۔ حزب الانصار کے غریب و مخلص
کارکنوں کی مسامعی رنگ لارہی ہیں۔ اب مزورت ہے کہ فتنہ رفض کی حقیقت بھی دنیا پر اشکارا
کر دی جائے۔ تاکہ مسلمان ان ماراستین فتنوں سے بچ کر اپنے عقاید و دلیان کی کشتی کو
سالم سلامتی پر لاسکیں۔

لودھ۔ مولا ناسید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کا فیصلہ ڈریکٹ کی
صورت میں طبع ہو چکا ہے۔ خواہشمند حضرات دو پیغمبر کے حساب
سے دفتر حزب الانصار بھیرہ سے طلب فرمائیں۔ جو صاحب ایک بادو
شخ طلب کرنا چاہیں۔ وہ محصول ملک کے لئے ایک آنے کے ٹکٹ بھیج کر
معنی طلب کریں۔

هذا كلام من ربكم هد و حمد

از تصییف ما هر عقول و سنت قول خاوی فرع و اصول محیی السنّة قائم العبد
حاج الحرمین مولینا استید الشاه ولایت سین عنانیں یور (صوبہ پرانہ)
مذکوت ظلال مکار مدد فیوضہ بحرۃۃ التقلیدین

كتہ التلیسیں کشف میں

المعروفہ

آل سادی

جلد اول

حسب ارشاد

حضرت مولینا مولوی نبوہ احمد صاحب بھوی امیر حزب النصار

و مدیر سسیل الاسلام (بھیرہ پنجاب)

کارکنان حزب الال نصار نے جریدہ سسیل الاسلام کے ساتھ

طبع کرایا

مذکور ایکسٹر (پرسنل ترکیلی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ابى العالى على احسن النظام و اوضع مسائل الدين
بتغزيل الكتاب لميين و جعله عاشق الحبلى للفروض و افعانظلام
الاوهم و المخلوق والسلام على من خصه بالرسالة الشاملة العامة
والنبيه الكاملة التامة من بين الانام وجعل الدخول في جنة عالم قلوف
دانيه من وطاباتياع للخاص والعاصي والبغاء من زاد حامي قهها عين انيه
مربوطا بحسنه اقتدائها وان خف على الكفرة اللئام و على خلقه اهل الشدين
المهدىين امام المسلمين خير الناس بعد اكتشافه بالتحقيق سيدنا ابو بكر
الصديق وقاتل الغرة الاشرار دامع الكفرة البغارة سراس المهدى واساس التقى
معز الاقياء من الاشقياء افضل سائر الاصحاب اعدل الاصحاب
امير المؤمنين سيد ناعم بـ الخطاب و جامع القرآن منبع العرفان
اكل المختندين امير المؤمنين سيد ناعم ثان ذى النورين و صاحب
فضائل جليله خصائص جليله خاتمه خلفاء الشدين ناصر اهل الدين
اسد الله الغالب على ابني طالب وعلى البر و احبابه و اهل بيته و
جميع اصحابه الذين شمروا عن ساق الجدود بالغواص الجد و الجهد
لتبييز الحلال والحرام و توهين ااعداء الاسلام الى يوم القیام

اس کے بعد واضح ہو کہ صفات شیعہ ہر ہم اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے مسلمانوں نے اپنے بیانات
ٹھیک ہوئی ہے کہ محض اپنی روایات موضوعہ واقوائی مرغوفہ مختلفہ کو اپنی تصنیف میں بظیر تفصیل عوام
ذکر کیا رکھتے ہیں اور اس پر طرفیہ ہوتا ہے کہ وہ مفتریات کتب اہل سنت کی طرف منسوب کی
جاتی ہیں جس کا آخری تینجیہی مکاتب ہے کہ بیمار سے بعض جاہل عامی بوجہ اُن شبیبات و اہمیت کے پنچ
ذہب حق سے سمشتاب ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک رسالہ سمی پر روایات جس کو فلمت کفر کہنا بجا ہے

حضرات امامیہ کی طرف سے جس کے مصنف نے شاید غایت حیا کی وجہ سے اپنا نام تک ظاہر زکیا
ہے یا مخلص گیا و پئنہ میں شایع کیا گیا ہے۔ جس میں مطاعن حضرات خلفاء رشیہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کثرت
سے مندرج ہیں۔ اور اسے مؤلف نے غایت تدبیر و امانت سے اثبات مطاعن کا کتبہ لہست
سے دعا ای کیا ہے اور اتنا غالا صفا مختمعات ملاحدہ کو منسوب بالی مدت کر کے غایت تلبیس سے
کام لیا ہے۔ اور کہیں اقوال علماء بالی مدت و عبارات کتب میں تحریف کر کے منقول عنہ کاظم حوالہ
دیا ہے۔ الغرض طرح طرح کے مکايد و حل سے وہ رسالہ مملو ہے۔ ہاں ایک طرز خاص اُس کے
مؤلف نے یہ اختیار کیا ہے۔ کرد و فرنی شخصوں کو سنی شیعہ قرار دے کر یا ہم مناظرہ کر لیا ہے
اور بھراں خیالی سنی کو وہی شیعہ بنالیا۔ اور اس طرز و انداز سے دو باتیں محو ذخاطر مؤلف
معلوم ہوتی ہیں۔ اولاً تسلیم دل ہزین کجہب شیعوں کے حضرات قلد و کعبہ کو بالشاذ علامہ لہست
سے مناظرہ لے جو راست نہیں ہوتی تو تغیر خیالی مناظرہ سے ہی دل ٹھنڈا کر لو۔ مگر کہیں شبہم چانسے سے
پیاس جانی ہے۔ اور رضا پر اسی کے ضمن میں مجتہدین امامیہ کو غیرت دلانی بھی مقصود ہو کہ جب
آپ حضرات نے مجتہد العصر و علامۃ الدہر ہو کر یہ شبہ اختیار کیا ہم لوگ عوام شیعہ تو بڑے
جو شوش و خروش کے ساتھ بڑی بڑی مدت و سماجت کر کر آپ لوگوں کو سنبیوں سے منقطع
کے لئے بلا میں اور جب مناظرہ کا وقت آئے تو آپ حضرات محالفت کے مقابلے جان چڑیں
جس کی وجہ سے ہزاروں طرح کی ذاتی، اخلاقی پرتفی ہیں۔ لوگوں کے سائنسی ذلیل درست وہ باپڑتا
ہے۔ چنانچہ چند واقعات اضلال عمد فکر کر و سہما نبیو و انبالہ وغیرہ کے شاہد حال ہیں۔ تو تغیر
اب ہم لوگ اپنا جی اسی خیالی مناظرہ سے خوش کر لیا کریں گے۔ اور آپ لوگوں کو مناظرہ
کے لئے لاکر نقسانی مایہ و شماتت ہے سا یہ کام سرمه نہ اٹھائیں گے۔ اور دوسرا کیدی ہے کہ اگر
قلم کے پیرا یہیں کتاب تصنیف ہوگی تو جہاں اپنی تفریح طبع کی ہی خاطر قصہ ایم بر جز و اعف لیکر بیرون
اس کو دیکھا کریں گے۔ آخر یہ دیکھنا بھالنا پچھہ نہ کھو ضرور شیطان اپر پیدا ہی کرے گا۔ اور یوں تو لوگ
علمی سعادت سمجھ کر ہٹنے کے کنارہ کش ہوں گے۔ مگر ہمارے مؤلف صاحب نے لکھ
فریغونِ موسیٰ نہیں سنائے۔ اور آپ نے کبھی اپنی ابافریب، مل تنابیوں کا مزونہ پچھاہا۔
بہر کیف ہم حضرت کے گوش انداز کئے دیتے ہیں ۷

بہر رنگ کے خواہی جاس بر پوش ہو من انداز قدرت رامی شناسم
تصنیف و تالیف ایسی چیز نہیں ہے کہ ہر ایک بوالہوں اس کی تمنا کرے۔ اور ہر ایک
لاف زن مصنف بننے کا دم بھرسے خیر فرائے
قدم رکھنا سنبھل کر مغل نہیں ہے اس پڑھی اچلتی ہے اسے میجاہ کہتے ہیں

اب ناطقین باتمکین کی خدست میں گزارش ہے کہ مؤلف نو رایمان نے دو فرعی مناظر
قرار دیئے ہیں ایک علی رضا شیعی دوسری محی الدین سنی۔ محی الدین نے سنیوں کی طرف سے کچھ
تقریر کی ہے اور اس کا علی رضا نے جواب دیا ہے۔ سو میں اس کتاب مسٹی بکشہن التلبیس
المعروف بالہادی میں محی الدین کو علی رضا کی جگہ فرض کر کے جمیع ہنفوات علی رضا کو محی الدین
کی تقریر قرار دوئا۔ اور مولا ناسیف اللہ کی طرف سے پھر اس کا دندان لٹکن جواب عرض کروں گا۔
اور بعض مقام میں جو علی رضا کی پوری تقریر سلسلہ تحریر میں نہ آسکے گی اس کو سیف اللہ کی تقریر
میں سوال و جواب کے طور پر کھوں گا۔ مغرض مؤلف نو رایمان کے کسی شبہ کو انشاء اللہ فوگداشت
نہ کروں گا۔ وَمَا تُوفِيقَ إِلَّا بِاللهِ وَهُوَ حَسْبُنِي وَنَعِمُ الْوَكِيلُ وَإِنَّا عَبْدُ الْمُذْنَبِ
الذِّلِيلُ الْمُفْقَرُ إِلَى رَحْمَةِ رَبِّهِ الْكَرِيمِ الْجَلِيلِ الْمُتَّسِكُ بِالثَّقَلَيْنِ وَلَا يَتَحَسَّنُ
عَافَاهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدَّارَيْنِ وَتَوَفَّاهُ عَلَى حَبْرٍ وَحَبْرٌ سُولَهُ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ
وَحَبْرُ الْهُوَ وَحَبْرُهُ وَاهْلُ بَلْيَةِ الْمُصْطَفَيْنِ الْحَسَلِيَّنِ نَسْبًا وَلِخَنْقَيِ السَّنَنِ
مَذْهَبًا وَالْدِيَوْرَى مُوْطَنًا وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّدِ الْأَوْلَيْنِ
وَالْآخَرِيْنَ وَالْهُوَ اَصْحَابُهُ الطَّاهِرِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ

مَحْمَدُ الدِّينِ شَعْبُ عَدْوَيْنِ مَوْلَيُّهُ مُوسَى سَيِّدُ اللَّهِ كَمُّ مَلَاقَتْ

وَبِأَمْمِيْنِ كَفَتْ كَوْ

مَحْمَدُ الدِّينِ سَلَامُ عَلَيْكُمْ مَوْلَانَا عَلَيْکُمْ سَيِّدُ مَبَارِكُ بَادِ مَحْمَدُ الدِّينِ مُولَانا صاحب
مبارک بادی و جد نوسم تیجیہ بوجھنے۔ مگر یہ تو فرمائیے کیا اسلام علیکم کا علیکم ہی جواب ہے؟
مولانا ایسے منجع کیوں ہوتے۔ خیر پا تو تم جانتے ہو گے کہ تھار کو سلام کا یونہی جواب دینا چاہئے
مگر شاید آپ اپنے کو اس جواب کا مستحق نہیں سمجھتے، باں ہمہ اشتباہی کو قبول نہیں۔ کیونکہ
اہل سنت کا تو سب سب اشتبہن لکھر و قو شہر سلمہ ہے۔ مگر تمہارے جامع عباسی کے
باب چار میں ہے۔ کہ اگر سنی شیعہ بھی ہو جائے تو بھی حکم اصلی کافر کار کھتا ہے "داز بدر الدین" ہے۔

۱۵ بحروف الف لام برسم شیعہ ۱۲ میڈ غفرل
لکھ جامع عباسی کی عبارت یوں ہے۔ فضل دو مردم برذکیہ علیکم روزہ ایذا صحیح نیست و ایشان دہ اندر داے قوہ،
دوسرا شخصیہ کو کافر صلی برودہ باشعہ بعد از طلوع فجر مسلمان شود روزہ آن روزا ز صحیح نیست دا ل قول، اماہر گاہ شخھے متذہب
و انتہیہ کنبرا ولادت نہیست قضاڑ روزہ و ابھی کرد لایام مردتا ز فوت شدہ بجا آورد۔ اگر سنی شیعہ شوٹکم کو صلی برکت کر قضاڑ روزہ برو و نہیست شد

بھر تو آپ بالاتفاق سنی و شیعہ اس جواب کے مستحق ٹھیرے۔ افسوس نہ آپ گھر کے رہے
نہ گھاٹ کے سہ نہ خدا ہی ملائے وصالِ صنم مہذا دھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔
محی الدین۔ اچھا باب مبارک باد کی وجہ بیان کیجئے۔ یہ بے جوڑ مبارک باد کیسی؟
مولانا۔ یہ مبارک باد ملت تبرائیہ و امت ابن سبائیہ کی لال بھی میں نام لکھانے کی ہے۔
محی الدین۔ خیریت تبرائیہ تو مذہب شیعہ کو کہتے ہوں گے۔ مگر امت ابن سبائیہ سے کیا
مراد ہے؟

مولانا۔ جب تھیں ابھی نک اپنے اصل اصول و باقی مذہب کی بھی خبر نہیں تو پھر اتنا جلد شیعہ
مذہب میں جانا کیا اپنور تھا۔ جھانی اب مذہب کا معا لمہرہت ناک ہے۔ پہلے تم پوری اصل حقیقت
تو دریافت کرنے ہوتے۔ مگر تم نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور جھبٹ پٹ دام شیطان میں
اکھی۔

محی الدین۔ خیراب آپ ہی بتا گئی۔
مولانا۔ اچھا ذرا گوش ہوش سے سلف کر جب زمانہ کرامت نشانہ حضرات خلفاء رشیعہ رضوان اللہ
 تعالیٰ علیہم میں بفضل باری اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور کفر صلالت کا منہ کالا۔ اور شوکت اسلام
کے آگے اُن بطالین و کذابین کا کچھ بس نہ چلا تو ہرہت سے اہل کمر و فساد و بعض عناد پیرا یہ
اسلام میں اگر درپے خانہ براندازی و فتش پر داری ہوئے۔ آخرون کہ ہر وادث قابل عدم ہے
بتفتنلئے ہر کمالے رازوی لے یوں جو اختتام خلافت حقہ راشدہ کا زمانہ قریب آتا گیا
اسباب تنزل بھی مہیا ہونے لگے۔ تھیز مانہ خلافت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ میں کچھ لوگ مصر کے
بانگی ہو گئے۔ تب تو اس وقت کو اُس گروہ خارث پڑوہ نے مقنمات سے سمجھا۔ اور سبے
پیشہ سنتی کر کے وہ لوگ اطراف و جوانب خصوصاً کوفہ و لواحی عراق سے داخل مدینہ طیبہ
علیٰ صاحبہا الصلوات السلام ہونے لگے۔ اتفاق سے جب ہی بشیدت الہی خلافت ثالثہ کا خانہ
ہو گیا۔ اور زیب بخش مسند خلافت حضرت خاتم النبیان والرشدین سیدنا امیر المؤمنین
علیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہد و رضی عنہ ہوئے تو ان مکار مفسدوں نے الظہار مقاصد فاسدہ و مکایب
کا سدہ کا موقع پایا۔ اور اپنے کو محباں اہل بیت و شیعیان علیٰ کہنا شروع کیا۔ اسی جماعت

کے اور کبھی نہ کہیں صادق شعد نظر یہ نے قسمات ہی کھدی رہے۔ کہ اگر لوگی ناصی کسی مومن سے متعدد
یا کاخ کی خواہش کرے تو وہ بھی کہے گی کہ تم خلفا پر تبرکوں بیوی طیار ہیں۔ یعنی اپنے اصل عبارت بحث متعین الکھی گئی ہے۔
یہس جب تبرک عزت و ابر و نک قربان ہے۔ اور اسی قربانی کے لئے بھر تبرکے اور کسی اصول مذہب کو سلیم
کہے یہ نہیں۔ تو پھر ایسے مذہب کے مذہب تبرکی ہوئے میں کسی کو نہیں اترد ہو سکتا ہے۔
سے احتراز کیا۔ ۱۲ مئی۔

لَهُ خسروان مآل کا ایک گروگھنی عبید اللہ ابن سبابیہ وہی صنعتی تھا۔ جسے فن مکرو
تلہیس میں اپنی شانی کہنا بجا ہے مکاری و دغا بازی، غداری و حیله سازی کا بانی و مبانی تھی اتنا تھا۔
اس کمخت پر دین نے یہ جیل زکالا کہ جس کسی کو ذرا بیو قوف و ضعیف الایمان دیکھتا ہے قدر
الاستعداد اُس کو تزعیج محبت اہل بیت مصطفیٰ و خاندان نبویہ دیکرتا۔ اور حضرات خلفاء
شیخ رضی اللہ عنہم کو طرح طرح سے متهم تھیا تا۔ جب یقینیدہ فاسدہ لوگوں میں مستقر ہوتا دیکھا۔
تو پھر یہ رنگ جما پا کر جناب امیر افضل الناس بعد ختم الائیمان ہیں رعلیہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام
اور وحی و خلیفہ بلافضل رسول باصفا۔ آپ نے حیاتِ شریف میں حضرت علی کو خلیفہ و ولی بنایا تھا۔
مگر اور خلفاء از راهِ خصب خلیفہ بن پیٹھے۔ اور یہت سی روایات موضوعات اثبات خلافت و
وصیت مرضیویہ و منقصت خلفاء میں لوگوں کو سنائیں اور قضیہ فدک کو جو پہلے ہی ملے ہو چکا
تھا متنسک تھیہ ایسا۔ اور اسی طرح مشاجرات صحابہ کو اس امر کا شاہد ہے۔ اور ہر ایک کو اس
امر کی تاکید کی کہ بوقت لفتگو میری نام کبھی ظاہر نہ کرنا۔ ہم نے تو فقط بمنظیر خیروں ای تم کو حق بات بتائی ہے
آخر پیغمبر کی کہ بوقت لفتگو میری نام کبھی ظاہر نہ کرنا۔ ہم نے تو فقط بمنظیر خیروں ای تم کو حق بات بتائی ہے
عہم پر شکر یا ان علی رضی اللہ عنہم میں لعن و طعن ہونے لگی۔ خلفاء شانہ و اکابر صحابہ رضی اللہ
ان بے نیوں سے اپنی بیزاری ظاہر کی۔ اور ہمیتیوں کو ڈرایا دھکایا۔ اس کے بعد اس کمخت

لَهُ صاحب منہی الکلام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ مگر شنیدہ کہ جوں آن یہودی شقی و کوراٹن غوی کشمہ خود دی
کہ مخدیہ تبع دین محمدی از شرق خلافت خلفاء را شدیں رسم پیدا کر لے (اسے قوله) اوزاع مکاہ و حبل بر کے نکست اسلام
و فتح کفار لدnam را تکمیل و سوچے برآں مترتب نشد اغفار را دے فتنہ انگریز چنان کہ صاحب جمع البحرین اعزازات بآن کرده در
لیاس اسلام درآمد و ازندہ بی یہود بحسب ثالاہر تو پڑھو احتیاں نہ دو بآذموالات مرفقوی ظاہر کرد و داد طلود آن رفت
و آنکو دریو دیت اعتماد خود را دربارہ یو شرح وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہر مبکر دیر اے حضرت امیر تجدیر داد اول
کے کقول نہ پڑیت امامت بلافضل آجنباب بر زمان آورد ہمیں۔ کذاب و یہودی خانہ خراب است و نیز
اول کسے کہ رسم تبرادر عالم پیدا کر دیکھت کخلافت شملہ و اعون و انصار شان لائق تو لایستند بلکہ معادات ایشان
از خود ریات است و مخالفین حضرت امیر کافر انہ و بہر و از ایمان مار دہیں ملعون ابدی و مردود سرحدی است و از بخواہ
کہ بالائیں آدم در اطراف و اکناف عالم شہرت تمام یافہ کہ مذہب رفقن با خدا ای یہود اشکیار است۔



یہودی نے جب دیکھا کہ لوگ اس عقیدہ فاسدہ میں راسخ ہو گئے تو اپنے اخض الخواص و شاگرد خاص سے بہت عمدہ و پیمان کے بعد یہ بیان کیا کہ جناب امیر سے وہ انور صادر ہوتے ہیں کہ طوف بشتر سے خارج ہیں۔ اور یہ خواص الوہیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں طول فرمائے ہے۔ بلکہ حضرت علی ہی خدا ہیں دُعْوَةُ بِاللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرْكَزٌ
تَّهْنَاءُ کے ماند آں بر ازے کزو سازِ مجصف لہما۔

یہ بڑھتے اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہو چیز آپ سے نے اس یہودی نامہجا را اور اسکے اتباع نابکار کے جلا دینے کا حکم فرمایا۔ تب وہ برآہ منکاری بہت گزہ و زاری و قوبہ و شرمداری سے پیش آئے۔ آخر خلیفہ برحق نے ان اخوان الشیاطین کو مع ان کے پیر و مرشد کے شہر بدر کر دیا۔ اور مدانوں بھجوادیا جب وہ خبیث وہاں یہو چیز تو پھر اپنی خاشت مرکوزہ و شرارۃ مکونہ کی اشاعت میں لگا۔ یہاں تک کہ اس کا ذہب باطل عراق وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شایع ہو گیا۔ خذلۃ اللہ تعالیٰ و اتباعہ و تبعیدہ و اشیاعہ۔

ادھر حضرت امیر المؤمنین کو بوجہ مہات ملکی وزارع باہمی اس ملعون کی طرف کچھ توجہ نہ ہوئی۔ ورنہ اسی وقت ان خمیشوں کی عقائد جنہیہ کا استیصال ہو جاتا۔ اب محلہ اس یہودی جمیٹ کی تشکیکات و تبلیبات کی وجہ سے لشکر یاں جناب امیر کرم اللہ و جہہ کی چار جا عتیں ہو گئیں۔

اول فرقہ کا نام شیعہ اولیٰ تھا۔ جو اس یہودی کے ذام میں نہ آیا وہ فضلیت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا ترتیب خلافت فائل رہا۔ اور جسے تمام صحابہ و ولیٰ بیت رضوان اللہ علیہم کو معظم و محترم اور اپنا مقداد و پیشوں سمجھا۔ اور کسی کی ادنیٰ تتفیص کو بھی جائز نہیں رکھا۔ اور اسی فرقہ سے جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ نے عین راضی و خوش تھے۔ اور رسمیتی لوگ ملقب بالسنت و جماعت ہوئے۔ فرقہ ثانیہ شیعہ تفضیلیہ ہوا کہ اگرچہ وہ حقیقت خلافت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا فائق تھا۔ مگر جناب امیر اسی کو سب پر تفضیل دینا و افضل سمجھتا رہا۔ اور یہ فرقہ ادنیٰ تلامذہ ان سب سے ہوا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے ان کی تہذیب کی اور فرمایا کہ اگر کسی سے ہم نے سننا کہ مجھے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دیتا ہے۔ تو میں اُسے انسی کوڑے حد تھمت کے لگاؤں گا۔ فرقہ ثالثہ تیرا بیہ شیعہ تھا۔ جس نے جناب امیر کو صی و خلیفہ برحق و قام صحابہ رضی اللہ عنہم و لعن اعداءہم کو فاسق و خائن بلکہ کافر و منافق کہا۔ اور اسی کے تبعین میں اب شیعہ اثناء عشرہ میں فرقہ اللہ جمعہم و شیعہ میں قلوہم بمحروم اور صوات اللہ و مسلمہ علیہم و علیہم قدر حسنہ

ملک یعنی جب دشمنان معاہنے اپنے کوشیجان علی کہنا شروع کیا۔ تو اس سنت نے اس نقب سے احتراز کیا۔ ۱۲ صفحہ۔

و جمالہ آئین۔ اور فرقہ رابعہ والوہیت جناب امیر کا قائل تھا مسی پر شیعہ غالیہ
ہوا۔ لفظ اللہ تعالیٰ فی الداریں۔ (تفہ) کہو میاں مجی الدین اب تو نہیں است ابن سبیل
کا حال معلوم ہو گیا۔ پھر ایسا باطل مذہب اختیار کرنے کیا عاقل کام ہے؟
مجی الدین۔ یہ قول مشہور حضرت علی علیہ السلام کا اظہر ای ماقال و کائنات کی
من قائل آپ کے نزدیک درست صحیح ہے یا نہیں؟

مولانا۔ بیشک صحیح ہے۔

مجی الدین۔ پھر بالفرض یہودی نہیں محسوس ہی ہری کیا اگر وہ کوئی حق بات کہے تو قابل تسلیم
نہیں ہو گی؟

مولانا۔ کیوں نہیں۔

مجی الدین۔ جب دلائل قوی سے حضیت مذہب شیعہ ثابت ہو گئی تو پھر کیا یہودی نہیں ہیں
ہی موجود ہوا تباخ حق چاہئے۔ اور دوسرے کاس کو ہم کب مانتے ہیں کہ سب خلفاء رشیث کو حضرت
و سبی برحق نے مکروہ سمجھا۔ اور برا کہنے والوں پر آپ نے انکار فرمایا۔ یہ سب سنیوں کے دھکوں
ہیں۔

مولانا۔ اگر تمہاری کتابوں سے ہی ثابت ہو جائے تب تو ماونگے۔

مجی الدین۔ ضرور۔

مولانا۔ تآپ س تعدد ہو کر سنو۔

(۱) انجیل البلاغہ میں یہ مقول جناب امیر کرم اللہ وجہہ کا مرقوم ہے۔ انہی مجمع قوم اُمان اصحابہ
یہ سبouن اہل الشام ایام حرب یہود بصفیں قال امیر المؤمنین فانی اکرہ الکمان
تکونه اسی بین۔

(۲) کشف الغمہ مصنفہ علی بن عییہ اثنا عشری میں جو معمدین شیعہ سے ہے مرقوم ہے۔
بیشل الاماما ابو جعفر علیہ السلام عزیز حلیثہ السنین ہل یجوز رفتالغنم
قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الساوی انقول هکدن
فوثب الإمام عن مكانه فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق

۱۷ دوایتہ ثابت ہو یا نہ ہو گریئے صحیح ہے کماروی عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کلمہ ایک لکھتے صنانہ المون
جیسیت وجد ہا اپنوا حق ہے ۱۴ منہ غفرانہ اللہ

۱۸ ملدار دستانی درجت امامت تصریح تو تفسیع برآن کردہ کہ انجی صاحب کشف الغمہ ذکر کرنے کے نہ مقبول
و مطبوع فرقین سے باشد و متہی الكلام) والمرد رو قضا برار ۱۴ منہ

فَنَلِمْعِقْ لِلْمَلْصِدِ يُقْلِفَ الْأَصْدِقَ اللَّهُ قَوْلُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (اِذْ وَالْفَقَار)
 یعنی امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ و عن آباء الکرام سے تینین سیف کا حکم پوچھا گیا۔ فرمایا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تواریخ و مذکوری سے مزین فرمایا تھا، سائل نے کہا رجشا یہ راضی تھا، آپ ایسا کہتے ہیں (یعنی ابو بکر) کو ملقب صدیق پکارتے ہیں، یہ سنکر حضرت امام اپنی جگہ سے الجھل پڑے اور فرمایا بے شک وہ صدیق ہیں ہیں بے شک وہ صدیق ہیں ہیں۔ جو شخص ان کو صدیق نہ کہے خدا سکی بات دنیا و آخرت میں پھی نہ کرے۔

(۲۴) تفسیر مجعع البیان جو شیعوں کی معتبر تفسیر ہے۔ اس میں آیہ کریمہ وَالَّذِي جَاءَ بِالْصَّدْقَ وَصَدَقَ بِهِ أَوْ لَئِكَ هُمُّ الْمُتَقْوُنُ ہے کی تفسیر ہوئی ہے۔ قیل الذی جَاءَ بِالْصَّدْقِ رسول اللہ و صدق بہ ابو بکر عن ابی عاصہ والکلبی یعنی صدق کے لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کی تصدیق کرنے والے ابو بکر۔ پس جن کو حدا تعالیٰ استحق فرمائے اور اسکے صلاح و تقویٰ کی گواہی دے۔ اسکو بُرًا کہنا جس قدر شیع ہے۔ اہل ایمان سے غافل نہیں۔

(۲۵) صاحب فضول جو اکابر شیعے ہیں حضرت باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بجماعۃ خاضوی ابی بکر و عمر و عثمان الانخیزوں نے انہم من المهاجرین الذین اخر جوامن دیلہ هم و اموالہم یبتغون فضلان من اللہ و رہنماؤنا و ینصرؤن اللہ و رسوله قالوا لا۔ قال فاذتم من الذین تبوؤ الدا سار و الایمان من قبلہ هم یجبون من هاجر اليهم قالوا لا۔ قال اما انتم فقد برئتمان تكونوا احد هذین الفریقین وانا اشهد انکم لستم من الذین قال اللہ تعالیٰ والذین حاویا من بعد هم یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بابا ایمان ولا تحجعل فی قلوبنا

۱ اس روایت سے جھٹڑ حضرت ابو بکر کا صدیق ہونا معلوم ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ مقتدیے دین اور امام الائمه تھے۔ نیز یہ کہ امام باقر کا ارشاد از راه تلقین نہیں مختصر۔ کیونکہ آپ اس وقت اپنی خاص حادثت میں تھے و زیر رلوی کوڑک تلقین و قتل امام پر اعتراض کی ہرگز جرأت نہ ہوتی۔ ہاں یہ کہ مکتبہ ہیں کہ بزرگی و حق پوشی کا فقط اکسر پر خاتم ہے۔ شیعیان اگر ایسے ڈر بُرک نہیں ہوتے تو امنہ غرض

۲ حضرت امام باقرؑ کی بدعا کا اثر ہے۔ حضرات شیعہ کذب و افتراء میں طاق اور جھوٹی بن ترکیب میں مشتاق ہوئے ہیں، امام عصرؑ

غلال اللذین آمنوا و سبیل اکٹھ رئوف رحیم در (ذو الفقار) یعنی فرمایا امام باقر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جو خلفاء رشیث کی بدگونی کر رہے تھے داگروہ حضرات ان مہاجرین میں جنی خدا تو صیف فراتا تھا ہے نہیں ہیں تو کیا تم ان مہاجرین سے ہو جو اپنے گھروں سے اپنے والوں سے خداوند تعالیٰ کے فضل و رضا کی طلب میں نکالے گئے اور (جہیشہ) خدا و رسول کی مدكرتی ہے ان لوگوں نے کہا نہیں۔ یعنی ہم اس کے مصادق نہیں ہیں، پھر امام نے فرمایا کیا تم ان لوگوں میں ہو جنہوں نے مہاجرین کے قبل اس گھر دمینہ، اور ایمان کو اختیار کر رکھا تھا اور اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کو دوست مار کھٹکتے تھے۔ جواب دیا نہیں۔ تب امام نے فرمایا تم آپ ہی ان دونوں جماعتوں سے (مہاجرین والنصار کے جن کی تعریف قرآن مجید میں مذکور ہے) الگ ہو گئے اور میں کوہاڑی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں نہیں ہو۔ جن کی شان میں قن سجادہ فرمانی ہے کہ وہ اپنے اگلوں کے لئے کھتے ہیں۔ اے ہمارے رجہبیش دیکھئے ہمیں اور ان بھائیوں کو جو ہم سے ایمان میں سابق ہیں۔ اور نہ ڈال ہمارے دلوں میں کہنا ایمان والوں کی طرف سے۔ بے شک تو بڑا فتنہ والا ہم رہا ہے۔

(۵) جامع الاخبارین برشیعوں کی کتب معتبرہ سے ہے مطور ہے۔ قال النبي من سلفه
 فاقتلوه ومن سب اصحابي فالجلد وله (از بر الدین) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فراتے ہیں جو ہمیں برائے اسکی گرد مارو۔ اور بومیرے صحابہ کو برائے اُس کے کوڑے لگاؤ۔
 (۶) اطراق اصحابہ کے آخر ہجرت امامت میں سوید بن غفلہ سے یہ روایت منقول ہے۔ میں ایک
 شیعیت شیعہ ۲۷

۱۷ حدیث اصحابی کا الجوم بایم اقتدر تیرمیز اہتمام جو شفق علیہ میں المتقین ہے (رواہ مسلم) ص ۲۷۴ فی المخارق
 فی غیرہ، جب اس سے تمام صحابہ کی توفیق اور ان کا مقدار اسے امت ہوتا تھا، تدکھا تو رواۃ شیعہ نے اکی دو چھلہ بکاری
 قتل یا رسول اللہ میں اصحاب کیا ایں تینی زرہ ان سے کوئی پوچھے تو کہا تھا رے زدیک جب شل انکار تو ہیں نبوت کے
 نہیں اماست ہی کفر ہے۔ تو اسی بحسب اصحاب و سب رسل اتابہ میں کیوں نظر قلی کی کی سیں یا تو اپنے عقدہ کو غلط جو
 یا اپنی تاویل و تحریف کو باطل مانو۔ جعل اخترفت کو اتنا رہی لیتی کہنا کیا دشوار تھا اگر اپ کا مقصود ہوتا، اگر اسقدر رسول
 و جواب کی لاطائل ضرورت لاحق ہوئی۔ غیر مبنی اور اختراعی معنے محو نظر کھکھ کلام کرنا افعش الفحوا کی شان کے بالکل خلاف
 ہے۔ علاوہ اسکے تبلیغیں بھی تقاضہ شیعیان غیر مفید ہے۔ کیونکہ ان کے زدیک اسی بیت سے فقط انہیں اشاعت مراہد ہیں
 اور اسی بیت کو تو خدا جانتے نہیں وغیرہ کن کن محترم قلب سے یاد کرتے ہیں۔ سپس جب اہمیت میں شیعوں نے تخصیص کر دی
 چھرا لیتی کے برمیانے سے کیا حاصل ہوا، امام شفیع اللہ
 ۱۸ بعض علماء شیعہ نے از امام سے پختے کیلئے سوید بن غفار پر جرح کر کے اسکو غیر معتبر کہہ رکھا کی نسبت صاحب فتنہ ایک
 ذمۃ تھے ہیں، و ملاحظہ ریں ہفوات تلعصبات باعث کمال و حشرت میشوہ نہ رکھہ دو ماں غلط درکتاب جمال خالصہ لا قوال و علی ابن احمد
 عفیۃ س...، صادر تکمیلیں اطراف و سباب اللہ در مدرج اور کوہ از جملہ اولیا سے جناب مرتضوی و خاص اصحاب میں

قوم کے پاس سے گزر اجوابو بار و عمر کی بدگونی کر رہے تھے بیس نے اسکی خبر جناب امیر کو دی اور عرض کیا کہ اگر وہ لوگ یہ نہ سمجھتے ہیں کہ اس کام کیلئے آپ نے ہی اپنے کو بیٹ اور ان کو منہ بنا رکھا ہے تو وہ ہرگز ایسی بھڑاست نہ کرتے۔ اور اس کروہ کا سردار عبداللہ بن سبا تھا۔ جسے اول تباہ شیخین کی بینا دہلی تھی۔ یہ سُنْکر جناب امیر نے دستِ تھجباً افرا میا۔ ”خدا کی بناہ خدا رحم کرے ان دونوں رشیخین پر“ پھر اس نے اور میرا بادھ پکڑے ہوئے داعلِ سجد ہوئے۔ اس کے بعد منیر پر چڑھے اور اپنی سفید داڑھی پکڑ کر دنے لگے۔ یہاں تک روئے کہ آنور شیش مبارک پر بیٹ پڑھتے اور آپ ادھر ادھر دیکھتے رہے۔ حی کہ لوگ بھی ہو گئے۔ اُس وقت آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ ”اس قوم کا کیا حال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بھائیوں کے اور آپ کے دو دیگر اور دو باروں کی اور قریش کے دوسرا در اور مسلمانوں کے دو بیاپوں کی بدگونی کیا کرتے ہیں۔ اور بیس اس قوم کی بدگونیوں سے بیزار ہوں۔ اور میں ان کو اس بدگونی کی سزا دوں گا۔ یہ دوں حضرات دشیخین، خدمت نبوی میں کمال و فادری اور سعی کے ساتھ حافظ رہے۔ اور انہوں نے راہِ حسد ایں کوششیں کیں۔ امر بالمعروف ہی عن المنکر کرتے رہے۔ فصلِ خصوصیات اور نادیب کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اُن دونوں کی رائی کے برابر نہ کسی کی رائے کی وقعت تھی اور نہ آنحضرت کو ان دونوں کی ایسی کسی سے محبت جس کی وجہی تھی کہ آپ احکام خداوندی میں ان حضرات کی بخشش کو ملاحظہ فرماتے رہے۔ اور آنحضرت نے ایسی عالت میں اتفاق اُن فرمایا کہ آپ اور تھامی مسلمان شیخین سے راضی و خوش تھے۔ اس پر بھی اپنے معاملات و عادات میں ان حضرات نے نہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ بعد وفاتِ شریف سمجھی آنحضرت کے حکم اور رائے سے تجاوز فرمایا۔ یہاں تک کہ اُس طرح ان صاحبوں نے انتقال کیا جس دا ان پر رحم فرمائے۔ اُس ذات پاک کی قسم ہے جسے دا ان کو اگایا اور جانیں پیدا کیں۔ ان دونوں صاحبوں سے اُسی شخص کو محبت ہو گی جس میں ایمان ہے۔ اور اُسی کو عراوت ہو گی جو بدلفیب ہے دیں ہے۔ بے شک شیخین کی محبت عین عبادت ہے۔ اور ان سے بعض رکھنا خرد جاز دین یا دا زبر الدینی)

(۱) اور دوسری روایت اسی کتاب کی یہ ہے۔ لعن اللہ مِنْ اضْمَرَ لَهُمَا الْكَحْسُونَ الجَمِيلُ وَسْطَرُ ذَالِكَ اَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى شَمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى شَمَاءِ سَلَالِي اَبْنِ سَساْفِيدِ رَوَةِ الْمَدَائِنِ وَقَالَ لَا تَسْأَكْنِي فِي بَلْدَةِ اَبْدَأَ اَعْنَيْ جو شخص شیخین سے بھر جس عقیدت کے دل میں کچھ اور رکھتا ہو خدا اُس پر لعنت کرے اور تم اسے عنقریب دکھلو گے (یعنی جناب امیر کے حسن ظریف اور اثرِ خود کو جھڑات شکنہ ہے۔

عبداللہ ابن سبک کے پاس آدمی بھیجے اور اس کو مدان کی طرف نکلا واریا۔ اور فرمایا اسے ابن سبک، تو کبھی میرے ساتھ ایک شہر میں نہیں رہ سکتا۔

ان روایات اور خصوصاً پچھلی دور روایتوں سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوئے۔ جن سے بشرطِ انصاف مذہب تشیع کا خاتمه ہی ہو گیا۔

(۱) حضرت شیخین کو برا کہنے والا اور ان سے برآگمان رکھنے والا بقول جناب میری علوون و مردوں ہے۔

(۲) تبریزیوں کا مجاہدی و تبریز کا موجہ و مبدرا بن سیاہ یہودی ہے۔

(سر) جناب شیر خدا نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت از راہ تقبیہ شد کی تھی ورنہ اپنے زمانہ خلافت میں ڈروں تقبیہ سے تعریف کرنے کی حاجت ہی کیا تھی ورنہ کہنا پڑے گا کہ معاذ اللہ لفظ تو شیر خدا کا پاؤں۔ اور کام وہ کریں جس سے پیرزال کو جھی شدم آئے۔ شیخین کا رعب و خوف اپنے زمانہ خلافت میں بھی آپ کے سویدے قلب سے نگیا اور وہی ڈر پھوکوں کی تائیں عمر بھر کرتے رہے۔

غور زبان اللہ۔ اگر یہی شیر خدائی ہے تو ایسی شیر خدا فی کوہی سو سلام۔ فی الحقیقت اوس کجہت نفوذ باللہ۔ فی الحکومۃ الدنیا و الہم لکم سبُونَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ جَلِیلُونَ صُنُعاً۔

(۳) جناب امیر کاشیخین کے ساتھ بد ظہی رکھنے والوں پر لعنت کرنا از راہ تقبیہ نہیں ہے۔ ورنہ یہ لعنت آپ ہی کی طرف عائد ہو گی اعادہ اللہ من ذالک۔

(۴) جس طرح نبی مقصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام مقصوم کو اپنا جھائی فرمایا اسی طرح امام مقصوم کرم اللہ وجہتے جن کا کلام مثل کلام نبی غیر متمکن الکذب ہے برا درنی علیہ وعلیٰ آنحضرت الصلوٰۃ والکمل التجیات قرار دیا۔ پس حدیث اخوت سے حضرت شیخین پر افضلیت متفقی ثابت نہ ہو گی۔

(۵) خلیفہ ہوا حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا بکلمہ نبوی تھا۔ ورنہ لسکے کیا متعے کر جب وہ حضرت ہر ایک بجز و کل میں متبع ارشاد نبوی تھے تو انہوں نے امر خلافت میں ارشاد نبوی کا کس طرح خلاصہ کیا۔ اور جب خلافت میں ناجائز تحریری تو اور امور جمینی علیے اخلافت تھے کیسے حق ہوئے۔

(۶) جناب امیر کو خلیفہ نہ بنانا بھی با مر حضرت خیر البشر خاصہ اللہ علیہ وعلیٰ آن وسلم۔

۱۷ اس سے بھی تقبیہ بطلان ثابت ہوا اور یہ سچے معلوم ہوا کہ جناب امیر نے از راہ تقبیہ بیعت و اتابہ شیخین نہیں کی تھی۔ کیونکہ یہ خود ان کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے۔ اس وقت جھوٹ بول کر بقول خود ہوں

- (۸) حضرت زہر ارضی اللہ عنہا کو فدک نہ دینا یہ ارشاد نبوی تھا نہ از ر وے غصب۔
- (۹) حضرات شیعین سلام انوں پر اسد رہب شفیق و حسیم تھے اور مرحوماء بنت محمدؓ کی شان ایسی خالب تھی کہ جس کے باعث حضرت ابوالاًمَّہ کی جانب سے ابو مسلمین کا معزز خلاف اپنیں عطا ہوا۔ اب حضرات شیعہ کاؤن پر ظلم و قعدی و حقوق اہل بیت کے غصب کا انتہام لگانا خود جانب امیر کو بلا ضرورت دروغائی کا الزام دینا ہے۔
- (۱۰) حضرت شیعینؓ کی رائے ایسی صائب اور بارگاہ رسالت میں ان کی ذات خستہ صفات ایسی مقبول تھی جن کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے تسلیم نہیں کی جاتی تھی۔
- (۱۱) انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرات شیعین کی سی کسی سے محبت نہ تھی۔
- (۱۲) انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوقات شریف حضرات شیعین سے خوش رہے۔
- (۱۳) کلم سلمان جن میں حضرت امیر بھی شامل ہیں حضرات شیعینؓ سے راضی رہے۔
- (۱۴) حضرات شیعینؓ بعد وفات سروکائنات صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ من زر و منافق نہ گئے تھے۔
- (۱۵) حضرات شیعینؓ جس طرح حیات نبوی میں دائرة ارشاد نبوی سے کبھی باہر نہ ہوئے۔ بعد وفات شریف بھی ان کی بھی حالت رہی۔
- (۱۶) حضرات شیعینؓ دنیا سے ایمان کامل اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔
- (۱۷) جانب امیر نے ان کیلئے دعا رحمت کی مشیوں کی طرح لعنت نہ کیا کرتے تھے۔ بلکہ لعنت کرنے والوں کو ملعون و مردود بارگاہ الہی سمجھتے تھے۔
- (۱۸) محبت شیعینؓ مومن کامل ہے اور ان کا شمن شستی خاذل۔
- (۱۹) محبت شیعینؓ عبادت ہے اور ان سے بعض موجب ضلالت۔
- (۲۰) جانب امیر کرم اللہ وجہہ کی رشیش مبارک بہت لمبی پوڑی تھی نہ کہ مدعاں والا اہل بیت کی طرح خشنی یا صاف چوپٹ۔
- اُرے بھائی محب الدین پرستی بھی ؟ غالباً ب توبہ یعنی ہو گیا ہو کہ حضرات شیعہ جو صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیعین رضی اللہ عنہم کی جانب میں الفاظ تھا نہ وسیعہ نہ استعمال کرتے ہیں بلکہ ان پرعن کرنے کو واجب بلکہ افضل العبادات سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حق ایقین مجلسی کے باب فصل^۱ میں درباب ضروریات نہ بتبیع لکھتا ہے۔
- ”وجوب بیزاری از ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید و مسیح خلق اے بنی امیہ بنی عباس کر دعویٰ رامست و خلافت بننا حق کر دند و لعن و براثت از طلحہ و زبیر و عائشہ و ابن ملجم“ اتنی مختصر اچھے مجلسی لکھتا ہے۔

و در باب بیان است از ابو بکر و عمر و اعزام ایشان و سائر اعداء و خالقان ایشان احادیث متواریه وارد شده است که هر کسی زاری ایشان بخوبی شیعه نمیست بلکه دشمن نمایست "منتهی".

لکن حق و قاخت اور خسروان کی بات ہے جو کے حق میں حضرت علی ایسا عالم ماکان و مکون (فی زعم الشیعه) و مخصوص محض دعائے خیر کرے۔ اور ان کو کامل الایمان و محظوظ بارگاہ رسالت فرمائے ان کو یہ ابن سبیانی برآ کہیں اور بھروسی متابعت کریں یعنی

این خیال ست و مجاز و جنون"

لکعنة الله على المكاذبين۔ یلیو مجلسی حق ایقین میں لکھتا ہے۔

و از حضرت باقر منقول است کہ نمیت شیعہ مانگر سیک اطاعت خدا کند و این ادایں درس زار از حضرت صادق روایت کردہ است کہ نمیت شیعہ مانگر کسے کہ بزرگان دعویٰ شیعہ کند و مخالفت کند اراد راعمال ولیکن شیعہ ماکے سنت که موافق کند

باما بزرگان و دل و متابعت کند آثار مارا عمل با غال ماندا یہ و اینہا سنت شیعائی، انتہی محبی الدین بے شک آپ کی اس تحقیق سے ثابت ہیں ہو گیا کہ حضرت شیعین بلکہ کسی صعبی پر عن و طعن کرنا فاطح احرام ہے بلکہ ان پر عن کرنے والا اور انہیں برآ کہنے والا حسب ارشاد امام مخصوص مردود و عین وشقی خارج از دین ہے۔

مولانا۔ پھر تم ہی الفصاف سے کہو کہ حرام کو حلال بلکہ وجہ و عبادت سمجھنے والا کون ہوتا ہے محبی الدین۔ ایسا شخص تو کافر موجہ نہ ہوتا ہے۔

مولانا۔ پھر ایسے مذہب کو اختیار کرنا جس کے اصول میں کفر داخل ہو کیا ایمان والے کا کام ہے۔

۱۷ متواریات میں تخلاف و تہافت عجائب نامہ مذہب شیعہ سے ہے۔ ایک متواری روایت سے تو بقول مجلسی نعمت شیعین ثابت ہوتی ہے اور درسری سے مرح شیعین، روایات سابق ذبح البلاع و غیرہ سے مارجع شیعین وغیرہ اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہیں۔ اس تخلاف کا جواب شیعوں کے پاس کچھ نہیں۔ بجز اس کے کہ روایات مدح کو تقدیر پر محل کریں اور جناب امیر سے لیکر کل آئندہ کو بُرُّ دل اور در پر یوں کہیں عالم الکل احتال تقدیم بالکل بے بنیاد ہے۔ کلام اتفاقاً منہ غفران

۱۸ اس پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حرام قطعی کو حلال جاننا البتہ کفر ہے ورنہ یوں تو سنیوں میں بھی کتنی چیزوں کو جنمیں حنقی حلال کہتے ہیں اور شافعی حرام فرماتے ہیں، اس قاعدہ سے مردے سب کے کافر جانہا چاہئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ذبح البلاعہ شیعوں کے بیہاں متواری قرآن سے زائد صحیح ہے اور اگر اہلیت کو بھی مخصوص خطا سے محفوظ سمجھتے ہیں تو جب قول مخصوص سے بطریق تواتر شیعین کی حرمت ثابت ہوئی تو اس کا منکر ضرور کافر زندگی ہو گا جملہ اہل سنت کے کیہاں اختلاف فروع ظنیہیں ہے نہ اصول متواری تقدیمی میں قند بر ۱۷ منہ غفران،

محی الدین ہو سکتا ہے کسی متصب شیعہ نے اس کو جائز و واجب لکھ دیا ہوا و رجہلا سے شیعہ میں پوجہ متصب نہیں اس کا عام رواج ہو گیا۔ اور کسی مرد و قول کا جہل میں موجود ہو جانا دلیل حقیقت نہیں ہے۔ دیکھئے تفریض داری وغیرہ کو کیا عملاء اہل سنت جائز کہتے ہیں؟

مولانا معاذ اللہ۔ علماء اہل سنت تو ان خرافات کو از قبیل بت پرستی سمجھتے ہیں۔

محی الدین۔ مگر ہزاروں جاہل بلکہ بتریس شدید کرنے والے سنی شیعوں سے زیادہ تعداد داری کا اہتمام کرتے ہیں تو کیا اس وجہ سے اس کو مذہب اہل سنت کہیں گے۔ غرض جہلک شیعہ کے تبرائی ہونے سے اصل مذہب شیعہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صلی ما پ الفرق مذہب سجنی و شیعہ میں بحث خلافت ہے۔ اگر خلافت خلفاء شیعہ نا حق ثابت ہوئی تو پھر ہماری جیت ہے۔

مولانا۔ یہ تو ہماری ناقصیت کی باتیں ہیں۔۔۔ اچھا کہ وہ خلافت کے بارے میں تمہاری

کیا رائے ہے۔

محی الدین۔ ہم تو کہتے ہیں کہ خلافت سے یہ مراد ہے کہ جس کام کے لئے خداوند عالم نے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ و علی آله و صحبہ وسلم) کو بھیجا ہے۔ اس کی نیابت کے لئے بعض حق تعالیٰ کے احکام ہو سچانے اور بھیلانے کے لئے جنہا کی سچی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے۔ فور ایمان پر مکانے کے لئے حق العباد، حق الشہتابے کے لئے یمنیات سے بچانے کے لئے وغیرہ وغیرہ مولانا۔ پھر اس سے شیعوں کا مطلب کیا ثابت ہوا۔ ان امور میں قوانین اللہ تعالیٰ حضرات خلافے شیعہ رضی اللہ عنہم ہم تھیں اول نکلینے۔ طفین کی سیر و تواریخ ملاحظہ فرمائیے ان ہی حضرات کی طفیل آج ایران، خراسان وغیرہ میں علی علم کی دہوم ہے۔ پس جس سے امور متعلقہ خلا

۱۷ ابطال امامت میں یہ نہایت بسیط و متنیں کتاب مسمی پیطرقة۔ اکرام مصنفو امام اشکلین مولانا خلیل الرحمن صاحب اشیموی سلمہ اللہ القوی مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم ہمارا نپور ہے جسکی خوبی کو دیکھنے سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ شاائقین ضرور اس لا جواب کتابے فائدہ اٹھائیں جلد اول کی قیمت ۸ روپے مذکور ہے۔

۱۸ جب تقدیم جناب امیر و دیگر ائمہ پر فرض خواجه کی وجہ سے وہ حق گوئی سے باز رہے۔ خلافت غصب ہو گئی فکر چین گیا۔ خلفاء نے طرح کے مقام اور مفاسد پیدا کئے۔ قرآن میں تحریف ہوئی۔ بلکہ جناب امیر کے منتهی کجھ کوئی کلام اتحاد نہیں بھاگا۔ بلکہ یہ شیخ خلفاء سے شیعہ کے ہم نواز و پیارا رہے۔ اُن کے مذاہم کے روکنے کی بھی جرأت نہ کی۔ پھر اپ کیے نائب رسول اللہ تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ حق میں کفار کے ہاتھوں برداشت کی اذیتیں سہیں۔ اور پھر یا زندگیں۔ اور جناب امیر خلفاء کے خوف سے حلال کا آپ کی موت وحیات آپ کے ہاتھ میں مٹی۔ اُن غاصبین و ظالمین کی قوت بازوں جائیں۔ ان هن الشیعی بحباب ۱۲ منہ غفران۔

انجام پاویں اور عاصہ اہل اسلام اسکو خلیفۃ الرسل کر لیں وہی خلیفہ ہے۔ مفہوم ای کلام کے موافق بھی خلافت پھیلیراٹ پر ری نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے ورثی مستحق ہوتے۔ اور اگر یہ دیکھا جائے کہ جو بیان ہے بس تک جناب امیر نے اپنے فرائض منصبی یعنی حق نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز ادا نہ کیا بلکہ پھیشہ بزم شیعہ ان ہی ظالمین غاصبین کی مندی کی بھی باشیں کرتے رہے تو ہر قلمکار کہ سکتا ہے کہ آپ ہیں ہرگز اُس وقت تک نیابت رسول اللہ کی صلاحیت نہیں تھی۔ جو جایکہ آپ کو نائب رسول اللہ کہا جائے۔

سبحان اللہ! بقول آپ کے نائب تو بنے تھے تبلیغ احکام و تعلیم حقوق ایش و حقوق العباد کے لئے اور کیا اخفا۔ نیابت تھی وزیر ایمان جنم کانے کی۔ اور ترقیتی پھیلائے کہ ظلمت نفاق کو جلا دیدیا۔ خلافت تھی مہیات سے بچانے کی۔ اور خود ہی اس میں مبتلا ہو گئے۔ اور خلفاء کے جو رکے ہم کا سرو ہم پھیشہ بنے رہے۔ بھلاکوئی کہے تو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی ایذا رکھنے کے خوف سے ان کے منہ دیکھی بات ہی۔ اور اظہار حق میں ذرہ برا بر بھی کبھی فرق آئے دیا۔ حضور اقدس اور جناب امیر کے طریق میں کو بطور شیعہ دیکھئے تو لا ریب ایہ کہیں گے خلف میں بعدهم خلف احسانو الصلوٰة وَ اتَّبَعُوا النَّاھُوٰتِ یاد آتی ہے۔

محی الدین بہر کیف۔ اچھا یہ فرمائی۔ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں کسی کو اپنا جانشین و دصی کیا ہو۔ تو بے شک ہی شخص تھنخ خلافت تھا۔ لیکن کہ ایسا امر عظیم حضرت رسول خدا نے صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حکم خداوند عالم کے صرف اپنی رائے سے ہرگز نہ کیا ہو گا۔ پس اگر کمکم خدا وصیت کی اور کسی کو اپنا جانشین فرار دیا۔ تو کس کی مجال ہے کہ اس کے خلاف زبان کھوئے۔

مولانا۔ بے شک آپ کی خلافت کی توقع نوادے مسلمان سے بھی نہیں۔ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کیا ذکر۔ باقی رہائی فرض کر لینا کہ اگر اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہو۔ تو یہ جزوں مغض و خط صرف ہے۔ امکان فرض مجال کو امکان مجال لازم نہیں۔ اگر تمام ارشادیں ممکنہ کا وقوع ضروری ہو۔ تو آج شیعوں پر کیا کچھ ذہباہی آئے۔

۱۔ مذاہدات کرنے والوں کا ظاہر ہے۔ آپ اپنا اصلی غیر معرفت قرآن تو چھپا چیختے۔ اور خلفاء زندگی کا معرفت قرآن یعنی سمازوں میں پڑھتے رہے۔ اپنی مذاہدی کہوئی اور قیامت تک الاحوال کر دڑوں سمازوں کی مذاہدیں ضائع کیں۔ استغفار اللہ من غفران

۲۔ جب زکوٰۃ کو اپنے قربت مندوں کے لئے آپ نے عرام کر دیا تاکہ کسی کو یہ کہنا کہ موقع نہیں کہ صاحب ابتدئ لوگوں کا بیٹھ جس کے لئے زکوٰۃ کا حکم جاری کیا ہے تو یہ مکن ہے کہ آپ نے اپنے داماد کے لئے جانشینی کا حکم دیا ہو۔ جس میں دعویٰ نبوت کو تحسیل سلطنت و ملک گیری کا ذریعہ بنانے کا احتمال قوی ہے۔ مسند غفران۔

محی الدین۔ یہ فرضی و دہمی بات نہیں ہے بلکہ شیعی و صیت نبوی کو حکم ربانی و آبیت قرآنی
بحق جناب امیر علیہ السلام ثابت کرتے ہیں۔ آپ کے یہاں کوئی حدیث ہے کہ اصحاب نبی
میں سے کسی کے لئے اُنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صیت کی تھی؟
مولانا۔ وہ کوئی آیت ہے اور کس پارہ میں اور کس قرآن کی سینیوں کے قرآن کی یا شیعوں نے کے
محی الدین۔ کیا اسی و شیعہ کا قرآن علیحدہ عالمجہد ہے؟
مولانا۔ کیا تمہیں خبیر نہیں۔ سینیوں کا قرآن تو ہی ہے جس کی لا کھوں جلد ہیں موجود ہیں اُسکے
ہزاروں حافظ صحابہ کرام سے لیکر اس وقت تک ہوتے چلتے آتے جس میں نبھی تغیر ہوا۔
اور نہ ہرگز کبھی ہو سکے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ویسا ہی بلا فرق موجود

۱۷ حدیث کا حال تو تبیح معلوم ہو گا۔ خلافت نفلاتے راشدین فوجہ اللہ صلی اللہ صلی قرآنی سے ثابت ہے شیعوں کو
اگر قرآن کی خبر نہیں تو ہم سے سخنقال اللہ سچا نہ ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا اندکم و علما و الصلحت
لیست خلفانہم فی الارض لکا استخلف الدین من قبلہم ولیکن لهم دینهم الذی
اشرقی لہم و لیبیل لختم من بعد خوفهم امنا یعبد و نتی لایش کون بشیئاً
و من کفر بعد ذالات فاول الشاف هم الفاسقوں۔ یعنی حق تعالیٰ نے وقت نزول آیت
موجودہ ایمان و عمل صالح والوں کے چنان افراد سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو دنیا میں صد و خلیفہ بنائے کا۔
اور اسے دین مرضی کو حکم اور تنکن کر دے گا۔ اور ان کو خوفت گی جگہ امن عطا فرملے گا۔ وہ ایسے ہیں کہ سیری
ہی عبادت کرنے نہیں اور سی چیز کو سیرا ساجھی نہیں بناتے۔ اس پر بھی لوگ ناشکرو کریں تو وہ فاسق ہیں۔
اس آئی کریمہ کو سورہ کعبہ اور وفاقات سے مطابقت کر دیں اپنیں بجز خلفاء راشدین کے اور کس کو سنبھیں
کس کا دین حکم اور تنکن ہوا۔ کس کے وقت میں ایسا امن نصیب ہوا۔ سجنان اشدا جن کے دین کو حق سجنان پسندید
و مرغی فراہے۔ جن کے ایمان کامل کی خدا تعالیٰ شہادت دے۔ اور ان کے منکرین کو کافر و فاسق کے لظ
سے یاد کرے۔ ان کو رد افضل و خوارج ایسے مدعاوں اسلام اور دین کے فدائی غاصب وغیرہ خدا جائے ان کو
محترم القاب سے یاد کریں۔

یہ ظاہر ہے کہ خلفاء راشدین کے جس دین کو تنکین و استحکام حاصل ہوا وہ بخوبی اہل حدت کا مذہب ہے۔ ہمارا تو
عقیدہ ہے کہ خلفاء راشدین کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام اس آئیت میں داخل ہیں اور جناب امیر کا بھی وہی مسلک اور دین تھا
جو خلفاء راشدین کا تھا۔ اگر شیعوں کو دعویٰ ہے کہ جناب امیر کا اصل دین اور مذہب وہی مخالفین کی خاص شیعہ کو تنقیح
دی گئی۔ اور جسکے عارض شیعہ اب قابل ہیں۔ تو آپ کے بزرگانہ مذہب کو آپ کے وقت میں فروع کب نصیب ہوا اور
تمکین کہاں حاصل ہوئی جگہ اس عجاہ دوھرے فرماتا ہے۔ ہمیشہ بیکی طرح اسکے چیزیں کی کوشش اور صیت کی جاتی ہی
غرض پر لیں ممکن ہے وہ بزرگانہ مذہب ہرگز جناب امیر کا اصل مذہب نہیں بلکہ یہ سارے غرفات ابن سیا اور اسکے متبوعین
و شیعوں دجال سیرت کے افراد وہاں ہیں۔ حاشا جناب عن ذالات اور خلائق مخواہ اُسی بزرگانہ مذہب کو
آپ کا اہل مذہب قرار دینا بالیقین آپ کو مصدق آئی کریمہ سے خارج کرنا ہے۔ لخواز بالذم من ذالک۔

ہے۔ اور جملہ جس کا خدا حافظ ہواں کو کون بھاڑک سکے۔ برخلاف شیعوں کے کہ وہ قرآن کو
ناقص و معرف نہ تھے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیاض عثمانی ہے۔ بہتیری آئینیں جو ثابت مذہب شیعہ
مختیں بوجہ عدالت جناب امیر کے نکال دی گئیں اور صلی کلام اللہ جس کو جناب امیر نے جمع کیا
سختا۔ اس کو جمی شیعوں کی قدرت سے جناب ابوالاممہ دباٹھے اور پھر امام فاتحہ عینی سیدنا امام
محمدی موعود رضی اللہ عنہ و عن آبائہ الکرام سردارہ سُرَّمنَ سَرَّایِ میں سینیوں کے خوف سے
لیکر غائب ہو گئے اور تمام امت کو مگر اسی میں ڈال گئے جب قیامت کے قریب حضرت کا
ظہور ہو گا اس وقت شاید شیعوں کو صلی قرآن جس کو حق سجانے نے بکمال رحمت اپنے
بندوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا تھا فصیب ہے۔ اور اس وقت جتنے معتقدین تحریف قرآن
حضرت امام میں حاضر ہوں گے وہی تو اصلی قرآن کے ذریعہ شاید شجاعت پاؤں و رہاں تیرہ
سو برس کی مدت میں جتنے معتقدین تحریف مرے و اصلن جہنم ہوئے ہوں گے اور تا اوقت ظہور
امام غائب کتنے اسفل از افليس میں جائیں گے۔ چنانچہ مجلسی حق المیقین میں لکھتا ہے:-

مُغْنِ هُنْمَمْ أَنْكَهْ حَمْجَ كَرْ مَرْدَمْ رَأَيْرَ قَرَاتْ زَيْلَنْ ثَابَتْ وَبَسْ - بَرَاسْ أَنْكَهْ فَثَانِي بُودْ وَشَمْ
امیر المؤمنین و چوں خواست کر مناقب الہی بیت و مثالب اعداء ایشان را از قرآن
بیندازد اور ابراء سے جمع قرآن ہفت یار کر دیاں سبب قرآن کے حضرت امیر المؤمنین
بعد ازا وفات حضرت رسول جمع کرد اب انکہ اعلم طبق بود بکتاب و سنت قبول کر دند

۱۷ شاید یہی وجہ ہے کہ ایام غیبت رام محمدی کے اکثر شیعوں کو مجلسی نے بخار و حق المیقین میں یہودیہ
کے مثالک مکھابے ۱۲ منہ غفرانے۔

۱۸ اس لفظ سے معلوم ہوا کہ جناب امیر نے بھی دوسروں ہی سے یکجا جمع کیا تھا۔ حالانکہ وہ لوگ حضرت متنقہ
کو خلیف برحق تسلیم کر چکے تھے۔ پھر وہ جانا جائیں کہ آیات منافی لمبیت مثالب اعداء لمبیت کیوں دینے گے۔
اور جناب امیر نے پھر کہاں سے لیا اور اگر اس قسم کی آیات آپہی کے پاس تھیں جا لانکہ یہ لفظ جمع کے مخالف ہے۔
اور اپنے ذاتی علم را ابیسے ان کو داخل قرآن کر دیا تھا۔ لہاگر جا سعین قرآن نے اپسے کے خاص جمع کر وہ قرآن کو نہیں زیاد
ان پر کیا الزام ہے یونکہ قرآن کا ایک بکا لفظ متوافق ہے اور ایک شخص کی ختمیہ نہ ترازیں۔ غرض افسوس
کی آیات جن کی بجز جناب امیر کے اور کسی صحابی کو خبر نہ ہو وہ بجز اسکے کو اعلیٰ عقل کے نزد یک شخص آپ کی ساختہ پر واقع
سمجھ جائیں تمام مسلمانوں کے ہدایت کا ذریعہ کب ہوئی ہیں اور عام مسلمانوں کو ایسی خنزیریہ کی کیا حاجت ہے ۱۲ منہ غفرانے۔

۱۹ اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر عثمانیوں کو پیارا قرآن دیتے تھے مگر ان کو لوگوں نے نہیں لیا۔ بلکہ جب تو یہ سے جب
حضرت عمر کو اپنے ندیا تو یہ عثمانیوں کو کیا تھا۔ اور ایسا بھی ہے دروغگوار حافظ بن اشد اور اہل علم تو جانتے ہیں کہ درصل
قرآن مجید حضرت صدیق کے وقت میں جمع و جکاح خادار یا تی سارے خرافات شیعوں کے طبع را درہیں۔ ذرہ خیال تھے
کرو جب جناب امیر خلافت صدیق میں ہی غیر معرف قرآن مجید کو چھپا بیٹھتے تھے اور امام غائب کے نہرو پر اس کااظہر ہو تو
رکھا تھا پھر عثمانیوں کو کیوں دینے کو تباہ ہوئے۔ اور کیا جب کران لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ آپ جب صلی قرآن کے نہرو
کا وقت خلافت عمری میں ظاہر کر چکے ہیں جیسا تو وہ بیگنے ہیں کوئی دوسرا حرف نہیں دیں گے۔ ایسے حرف قرآن کی اسلام
ادر مسلمانوں کو کیا حاجت ہے ۱۲ منہ غفرانے۔

و جوں عمر خلیفہ شد از حضرت امیر سردار اس طلبید کا آنچہ راخواہ زبان بردار دو آنچہ راخواہ بار
باعظ کئند حضرت نداد و فرمود کر سمن نیکند آن مصحف را مگر مطہر ان از فرزندان من
و ظاہر نئے شود آن تاقائم ازاہل بیت من ظاہر شود و مردم را برخواندن عمل نمودن باآن
پیدا کرد "انتہی۔ اور بحث آئی تطہیر میں لکھتا ہے:-

اگر این سخن صورت داشتہ وقتی محنت سے شود کہ از مصحف چیز سے ساقط نشدہ
باشد و مسلمون بیت "انتہی۔

اسی طرح بہت جگہ حق المیقین میں کلمات ملحدانہ بکاہے۔ پس کسی عاقل کے خیال میں
آگتا ہے کہ آیت وصیت جناب امیر کو حس پر کل دار و مدار ہے حضرت ذی الانورین رضی اللہ عنہ
عذ نے قرآن میں رہنے دیا ہو گا۔ اسی پر ایت ہنتم وغیرہ کو قیاس کر لیجئے جس کی حرمت کے حضرت
فاروق تو قالی ہوں اور اس کی حلت کی آیت کو قرآن میں رہنے دیں۔ غرض وصیت بحق جناب
امیر و حلت متعدد کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کا دعویٰ کرنا دعوے تحریفت از آن کے ساتھ
پہیں البطلان ہے۔ کمالاً ایخفی۔

محی الدین۔ خیر و شیعی جو کچھ کہتے ہوں مگر ہمیں تبیہ بن ہو گیا کہ موجودہ قرآن مجید بالمعین
کلام الہی ہے۔ ہاں حذف آیات منزلہ بیشان جناب امیر کی نسبت کچھ نہیں کہ سکتا شاہزادی ایسا

۱۷ بہیں تبیہ چھوڑ کر کیوں نہیں کاربے ۱۲ منہ
۱۸ فرزندان جناب امیر کی تقسیم مطہر و غیر مطہر کے ساتھ کچھ معیان والا کے اہل بیت ہی کر سکتے ہیں۔
نحو زبان اللہ ۱۸ منہ غفران اللہ

۱۹ شیعیہ اذری عقل سے کام نوا خیال نوکر و جس قرآن کو خدا نے مسلمانوں کے لئے دستور العمل بنایا چکا
خدا اس کو قوبناب امیر چھپا بیٹھی اور ایسا چھپا کیا آئا۔ بعد کو جیسے اس کے اظہار کی اجازت نہی فقط ایک بات
بنادی کہ رام قائم قبیل قیامت اُس کو ظاہر کر لیجئے اور اس وقت کے مسلمانوں سے اُس پیل کر لیجئے آپ نائب
رسول اللہ کس دن گئے ہوئے تھے۔ کیا یہی نیابت ہے کہ آپ قرآن کو چھپا بیٹھیں اور مسلمانوں کو اس پیل کرنے
دیں۔ کیا یہ دیانت ہے کہ جناب امیر اور ائمہ ما بعد کو قرآن پیل کرنے کرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ جو ہزاروں ہر کس
کے بعد ایک ظاہر ہوئے والے شخص کے سرثار دیا۔ کیا ساری شیعات جنگ جمل و صفين ہی کیلئے حقی اظہار دین و
تبییع قرآن کیلئے اظہار شیعات کی ضرورت نہیں تھی۔ افسوس تھیں خلافت کیلئے توہزاروں لاکھوں مسلمانوں
کی خوزہ بزری ردار کی جائے۔ اور اظہار دین و قرآن بلکہ حفظ ناموس کیلئے بخوف ایذا یا بطبع دنیا اس قدر بزرگی
ختنی یار کی جائے۔ کوناکب رسول اللہ کی یہی شیعیہ ہے۔ نحو زبان اللہ۔ ایسی نیابت جس میں ناتائن و نصرت
دین کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ تحریب اسلام و مسلمین کی حاجت۔ اس کو تو امیر المؤمنین سے زیادہ اچھی طرح اس
سے با پلاسکتا تھا۔ ۱۸ منہ غفران اللہ

۲۰ اس سے معلوم ہوا کہ شیعیوں کو موجودہ قرآن پیل کر ناضوری بلکہ جائزی نہیں۔ کیا خوب ۱۲ منہ

لله ربنا رب العالمين كلامكم اذن من سرنا

ہوا ہو۔ اگرچہ عقولاً خیال بھی محض بیان معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب حق تعالیٰ کلام اللہ کی حفاظت کی خرد تیلے ہے اور وہ آیت تو بینتا کلام الہی ہے ورنہ مخالفین اسلام اسی کے معارضہ پر قادر ہوتے۔ واذ نیں فلمیں پھر کسی کی کیا مجال کہ اس میں کچھ رد و بدل کر سکے۔ بہر کیف وہ آیت وصیت اسی قرآن میں موجود ہے۔

مولانا۔ اچھا وہ کون آیت ہے۔

مجھے معاوم نہیں۔ میرے ایک دوست میاں علی رضا شیعی نے مجھ سے بیان کیا،
مولانا۔ اُنے تمہیں بہ کار دیا ہے۔ قرآن میں کوئی آیت مثبت و صیت خلافت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نہیں۔ بلکہ قصہ صیت کام وجدی حسب روایات شیعہ وہی ابن سبیا یہودی ہے، بن القال
فی حقیق الرجال میں ہے۔ الکشی ذکر بعض اهل العلم ان عبد اللہ بن سبیا
کان یہودی اسلام و والی علیا و کان یقول وهو على یهودیة في يوشع
وصی موسی بالغلو فقال في اسلامه بعد وفات رسول الله صلی اللہ
علیہ وسلم فی علی مثل ذلك فكان أول من شاھر بالقول بفرض ما فات
علی علیہ السلام و انتھی البراء من اعد ائمہ وكاشف لغایہ واکثر هم
فمن هم هنا قال من خالف الشیعہ اصل التشیع والرفض ما خواز من
الیهودیۃ انتھی کلامہ (منتهی الكلام) اور کجا لا افوار جلد اول صفحہ ۲۷۵ میں ہے۔

عن ابن سنان قال ابو عبد الله عليه السلام انا اهل بيت صادقون لا
نخلو من كن اب بكل عيننا وليقطع صدقنا باذن الله عيناً عند الناس حان
رسول الله صلى الله عليه وآله اصدق البر نبي لجهة وكان مسيلاه يكنى بعليه
وكان امير المؤمنين عليه السلام اصدق من بير الله من بعد رسول
الله صلى الله عليه وآله وكان الذى يكتن بعليه ويعمل في تكين پي
صدقه بما يفترى عليه من الكلب عبد الله بن سبا العنة الله وكان
ابو عبد الله الحسين بن على عليهما السلام قد ابتلى بالمعتار ثم ذكر ابو
عبد الله عليه السلام الحالات الشاهي وبينان فقال كما فاتكين بيان على
على بن الحسين عليهما السلام ثم ذكر المغيرة بن سعيد ويزيعاً والسرى
وابا الخطاب وعمراً وحمزة البرزى وصابر العدى
فقال لعنة الله انا لا نخلو من كن اب لكن ب علينا او عاجز الراى كفانا
الله مئونته كل لكن اب واذ قدم حر الحدود ۔۔ (مشنی التکلام)

اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ شیعی ادعا و صیت بحق جناب امیر ارجمند
تبریزی میں بھی خاص قبیع ابن سبکے ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ اہل سنت کے بہاں کوئی حدیث ثابت خلافت شیخین ہے یا نہیں
سو یہ حدیثیں بفضلہ کتب احادیث اہل سنت میں بکثرت موجود ہیں۔

(۱) صحیح مسلم میں ہے عن عائشۃ اللہ علیہ السلام قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی هضہه ادعی لی ابا بکر ابا ک و اخالٰ حتی الکتب کتابا فانی اخاف
ان ستمانی متن و دیکھو قول قائل انا اولی و بابی اللہ والمؤمنون الا
ابا بکر یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ اپنے باب ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلا ذکر میں انا کو ایک
نوشۃ لکھ دوں۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں کوئی تمنا نہ کرے اور اپنے کو اولی باخلافت نہ کئے
مگر ابو بکر ابو بکر کے سوا (سب سے) خدا کو انکار ہو گا۔ اور مومنین بھی انکار کر سکیں گے۔ امام فووی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے بھائی کو لکھنے کیلئے بوا یا خدا۔ اس حدیث سے
چند یادیں مستفاد ہوئیں (۱) ا) حضرت صدیق اکبر کی خلافت منظور حضرت رسالت تھی۔ اسی نے
خلافت نامہ لکھوادیتے کا ارادہ فرمایا (۲) اول اول لوگوں کو خلافت کی تمنا ہو گی۔ مگر آخر
حضرت صدیق اکبر پر اجماع ہو گئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی واقع بھی ہوا (۳) اپ کی بیعت
کرنے والے مومن ہوں گے نہ کہ مخالف۔ (۴) منکر بیعت صدیقی مومن نہیں ہوں گے۔ کیونکہ
جب بیعت کرنے والے مومن ہوں گے تو نہ کرنے والے کوں رہاں گے۔ اور بے شک الحمد للہ
اصحاب کرام اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سے کوئی شخص منکر بیعت صدیقی نہیں رہا۔ ہر ایک
نزف بیعت سے مشرف ہوا۔

ہاں اگر شیعی کہیں کہ حضرت صدیقہ نے اپنے باب کی خاطر سے یہ حدیث گھٹلی ہے۔ تو
یہ شخص کم فہمی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت صدیقہ کو افتراء ہی کرنا تھا۔ تو شیعوں کے توقعات آئے کی طرح
جعلی خلافت نامہ پیش کر دینے بیس کیا دشواری و معنوی وری تھی معاذین جب طرح اس حدیث کو
نہیں سلیمانی کرتے خلافت نامہ سمجھی منکر رہتے اور موافقین جس طرح اس حدیث کو مرآت گھوٹوں

۱۷ کیا عجب مرض الموت میں بھی بقتصنے سے رحمت و شفقت اسی غرض سے دوات و قلم طلب کیا ہو۔
ورنہ یہ ناگفکن ہے کہ یہی حضرت صدیق کیلئے خلافت نامہ لکھوائے کی خواہش ظاہر کریں۔ اور مشیخت خدا
و نبی کو خلافت صدیق سے منکر فراویں اور بھر خلافت شیعیت و مرضی الہی تخلیف مرتفوتوی کا رادہ کریں۔
پس حدیث تقریباً سچی مورثی خلافت صدیقی ہوئی۔ اور دونوں حشیشوں میں تماقین ہو گیا۔ اس کے خلاف شیعوں کی
ہرزہ سڑائی ہرگز قابل التقات نہیں۔ واحمد بن حنبل (۱) منہ غفران اللہ رحيم۔

پر رکھتے ہیں۔ اسکو بھی بسر و حشم سیدم کر لیتے۔

(۳) احادیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”میرے بعد نہیں برس نک خلافت رہے گی اُس کے بعد ادا شاہی ہو جائے گی“ اسکے بعد علامہ ابن حجر صواعق محرر میں فرماتے

اے مگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نامکن ہے کہ ان کی باتیں حضور افسوس کی طرف منتشر کریں اگر صحابہ کی صداقت اور استباری کذب و افتراءست بے لوثی نقل میں اُنکا حصر و احتشام حضور کے نزدیک یقینی طریقہ پر ثابت نہ ہوتا تو بلا کھیصیں احمد سے عام طور سے صاحبہ کو بلغو احتجز کے ساتھ خالب نفرماتے۔ اور تبلیغ دن کا بار اُن کے سر زندگی میں اس بات کو نو کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ اُنکا حکم مخصوص بخناجاب امیر خدا۔ یہو کہ جو احکام کہ جنا ب امیر کے غیوبت میں صادر ہوتے تھے اسکی تبلیغ بخناجاب امیر سے کم طرح مٹکن تھی۔ یہ بھی علطف ہے کہ جنا ب امیر کسی وقت بھی بارگاہ رسمت سے علیحدہ نہ ہوتے۔ اخراً پیش میں متعین رہے غزوہ توبک میں شامل نہ ہوئے۔ یہ بھی نہیں کہ آپ کے غیوبت کے زمانہ کی احادیث و اتفاقات رو رزو کی وجہ جاتے تھے اور وہی نو شنہ آپ کے علم کا ذریعہ تھا۔ یہو نکی صاحبہ تو کتابت احادیث سے روک دیئے گئے تھے۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ نزول وحی کا زمانہ تھا۔ لوگ آیات قرآنی کو یہاں کرتے تھے۔ حدیث لکھنے والے کی صورت میں اختلال خطا کر دھیں آیات قرآنی سے شتبہ ہو جائیں۔ بدلاں سایغ اہل سنت کا الصحاۃ کلم عدوں کے مسئلہ پر اتفاق ہو گیا۔ اور کیوں نہ اوصیت اصحابی کا الخوم باہم اتفاق تیرہ ہند تیم سلمہ فرقین ہے۔ چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب نے اساس الاصول میں بھی اس حدیث کو معافی الاحباد شیخ صدوق۔ اور بصائر الدر رجات محمد بن معاف۔ و احتماً جات طرسی سے نقل کیا ہے اور حکایۃ الاوار جلسی میں بھی ہے۔ گرد و رواة شیعہ سے یہ نامکن خطا کہ حدیث فضاں کی حماۃ نقل کریں اور راغب طرف سے اس میں کوئی دم چلانا لگائیں۔ ان صاحبوں نے اتنا اضافہ کر دیا قبل یا رسول اللہ من اصحابک قال ابیتی۔ کوئی عاقل ہے تو ہی۔ اصحاب کے معنی میں کیا خا خا خا جس کے پوچھنے کی صحابہ کو ضرورت تھی حالانکہ آیت غاراً ذائقوں لصاحبہ لا تجزی ان اللہ معنا میں لفظ صاحب سے اب بکر صدقی کی صحابیت سلمہ ہو جی تھی۔ یا تفاق فتویں کہوتے کہ مغلوق کرسی نے اخضرت سے نہ پوچھا کہ صاحب کے کیا ہے ہیں اور یہ کون شخص ہے۔ نہ کوئی شیعہ یہ کہ سکتا ہے کہ اس آیت میں بھی صاحب سے جنا ب امیر یا اور اہل بیت مراد ہیں۔ بلکہ حدیث من اصحابک و آیت کریمہ اذائقوں لصاحبہ ان دونوں کے مطابقت سے یہ تجویزی ہو جاتا ہے کہ اگر اصحاب سے اہلیت مراد ہیں تو حضرت صدقی بھی باقیین داخل اہل بیت ہیں۔ اور جب وہ اہل بیت میں داخل ہوئے تو فضائل اہل بیت میں قطعاً شامل رہیں گے۔ و احمد اللہ علی ذلک

نعمہ ماقبل سے عدو شوہد سبب جنگ خدا خواہ۔ اور جب ہم وسعت لفظ اہل بیت کو احادیث شیعہ میں دیکھتے ہیں کہ درام بن ابی فراش اپنے جامیں اور ابو علی طرسی مکارم الاخلاق میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی نسبت ارشاد بنوی روایت کرتے ہیں۔ یا با ذر انک مذاہل البیت یا اور لورا اللہ شہید ثالث محاصل میں حدیث بنوی نقل فرماتے ہیں۔ سelman مذاہل البیت و برداشت تہذیب طوسی امام صادق رضی اللہ عنہ سے بنی کشان میں متقول ہے ان علباء قال امناہی ماذہل البیت دمتی الکلام، اور یہ تو اہل بیت کا اطلاق سelman۔ ابوذر جسی کہ گھر کی بیلوں تک پر کیا گیا ہے۔ توجیہت ہوتی ہے کہ شرف اہل بیت جب اس قدر اڑا ہے کہ بنی اہل اس سے مشرف ہے اور اس قدر عام ہے کہ بیلوں تک کوشال ہے۔ چر و رواة شیعہ کو کیا بد دناغی عارض ہو گئی تھی کہ بے قائدہ اصحابی کی تعریف ابیتی سے کی اور من کذب علی متصدرا کا و بال باتی بر صغیر ۲۳

ہیں "علمائے کرام کا قول ہے کہ اس تیس برس کی مدت میں خلفاء کے اربعہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی تو خلیفہ نہیں ہوا۔ سو یہ حدیث کل خلفاء اربعہ کی خلافت کے حق ہونے کی دلیل واضح ہے۔

(ع) حدیث صحیح میں خلفاء اللہ کو فرمایا گیا ہے ہو لا خلفاء بعدی یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہونگے۔ کذافی الصوابع۔

روایات اہل سنت سے تو آپ واقف ہو گئے اب روایات کتب معتبرہ نامیہ کو دیکھئے۔

تفسیر مجتبی البیان طبری میں ہے و ملحد ماریۃ القبطیۃ اخبار حفصۃ انہ یمیلک من بعد ابوبکر و عمر عسینی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابوبکر - عمر خلیفہ ہونگے۔ اور یہی روایات شیعہ مثبت حقیقت خلافت شیعین کذرا علی ہیں جن میں آئندہ اہل بیت نے شیعین کے شاہزادیں کی ہے۔ علاوہ اس کے باعتبار کثرت فضائل جمی حضرت صدیق رضی اللہ عنہی اولیٰ بالخلافت ہیں۔

ما شیعہ تقدیم صفحہ ۴۶۔ اپنے سریاں بھلا اہل بیت کے لفاظ سے کوئی تخصیص ثابت ہوئی۔ اور اس تخصیص سے کیا فائدہ ہو۔ افسوس ایسے ہم پر کہ ملیوں کی تقليید نو ان کے لئے موجب بحاجت ہو اور راصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید اُن کے لئے موجب ہلاکت۔ اور بات پھر ہی بناء نہیں۔ شیخ صدوق عیون اخبار الرضا میں روایت کرتے ہیں کہ امام رضا کے کسی نے حدیث اصحابی کا الجوم کو پوچھا تو ارشاد ہوا کہ یہ حدیث نہایت صحیح ہے مگر اصحاب سے وہ حضرات معاویہ مراد ہیں جن سے تغیر و تبدل صادر رہوا یہی متنہی الكلام، اس حدیث میں صحابی کے معنے مشہور ہوئے جاتے ہیں مگر صحابی کی تخصیص کجاتی ہے اور یہی روایت میں اصحاب سے الہیت مراد ہے جاتے ہیں۔ مگر دونوں تاویلیں مفتریات روافض ہیں اور باہم متناقض۔ کما لائیٹ۔ حیات القلوب میں ہے۔ اب باویں حد حسن از حضرت صادق روایت کردہ است کہ اصحاب رسول نجد و ازدہ هزار بودند و یکے ازیثان قدری بود و فرجی بودند حد رضی بودند کہ امیر المؤمنین راتا سزاگویند و در دین خدا برائے خود سخن نبی غفتدار تھی مختصر۔ اس روایت سے تفسیر الہیت کی تغاییر ہو گئی۔ بھلا اہل بیت کی تعداد بارہ ہزار کہاں تھی۔ اور دوسری یعنی غیر مسلمین کی تاویل بھی غلط تھی۔ کیونکہ صحابہ میں کوئی بھی تین و دشمن الہیت نہ تھا۔ غرض براہین واضح و شسان صحابہ کا خذلان ثابت ہو گیا والحمد للہ۔ ۱۷۔ مسند غفران اللہ

سے کوئی اس سے خلافت رابعہ کا تکارہ نہ سمجھ بلکہ خلفاء اللہ کی خلافت کا اظہار مقصود ہے اور اسی کے ساتھ کیا عجب اس کی طرف بھی اشارہ کرنا مراد ہو کہ ہمارے بعد کے خلفاء میں سے جن کی خلافت درج کمال و عروج کو پہنچی گی اور جن سے امور متعلق خلافت کی حادثہ انجام پائیں گے یعنی تین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بہ دینی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وآلہ عزیزہ ہے چنانچہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن میکیوں کو سترارو نکے برابر فرمایا اور پھر ان تمامی میکیوں کو حضرت صدیقؑ کی ایک نیکی کے برابر تھیں۔ ایسا مرض الموت میں حضرت علیؑ کے بڑستے ہوئے حضرت ابوذر گوہی امام بنیا۔ حدیث روایتیں حضرت صدیقؑ کا پیروغام امت سے بھاری بتایا۔ وغیرہ زنان من الفضائل الصالحةۃ التي صرخ بہا سیداً خلیفۃ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وآلہ عزیزہ وسلم ۱۸۔ مسند غفران

محی الدین- فضائل سے یہاں بحث نہیں۔ یہاں وصیت سے بحث ہے۔ حدیث وصیت تو یقیناً ہوگی۔ کیونکہ اگر وصیت ہوتی تو پہلے حضرت علی و حضرت عباس اُس کو ضرور جاتے اور اُس کی تعمیل کو خوب سمجھتے۔ کیونکہ یہ لوگ ملجم دنیاوی اور فضانیت سے یقیناً پاک تھے۔ علاوہ اسکے اگر حدیث وصیت حضرت ابو بکر کیلئے ہوتی تو پھر اخاب کی ضرورت نہ ہوتی۔ پس قیاس وصیت کو قضیہ اخاب بالکل قطع کر دیتا ہے۔

مولانا۔ یہ دلائل بجند وجوہ لغو بے اصل ہیں۔

(۱) جب وصیت کامنشا و بُنی بھی وہی افضلیت ہے پھر دلائل افضلیت صدقی سے اعراض کی کیا وجہ اور اگر افضلیت پر وصیت کو بُنی نہیں کہتے تو یہ ماننا پڑے گا کہ مفضول کے لئے خلافت کی وصیت ہو سکتی ہے اور یہ بات مسلمات امامیہ کے خلافت ہے۔ کیونکہ ان کے یہاں امام کو علی الاطلاق افضل اہل زمانہ ہونا چاہئے مفضول کی امامت و خلافت ہی صحیح نہیں۔ غرض فضائل صدقی کو تسلیم کر لینے کے بعد انکی خلافت حق کو ناقح کہنا اصل مذہب اشاعتی کی نیچے کمنی کرنا ہے۔

(۲) یہ بات سمجھنے کی ہے کہ افضلیت صدقی کو بیان کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا غرض تھی۔ یہ تو ہو گئی نہیں کہ ان حدیثوں کو لوگ فقط کان سے سن بیا کریں۔ اور حضرت ابو یکبرؓ کو افضل نہ مانیں۔ پس اگر خاص لفظ وصیت کا ذر فرمایا گیا تو کیا ہوا۔ جب احادیث کتبہ میں آپ نے فضائل صدقی کو بیان کیا اور ان کی افضلیت کا انہمار فرمایا اور مرض الموت میں حضرت علی و دیگر صحابہ کے رہتے ہوئے با وجود اس تاکید یعنی کے لیوْمَكَهَا قَرْئَ كِمْ بِالْفَلَاقِ فُرِيقِينَ حضرت صدقی ہی کو امام بنا یا اور امامت میں اپنا قائم مقام فرمایا پھر یہی شیعوں نے ان سب واقعات کو نظر انداز کر دیا تو دو تین لفظوں میں اگر یہی فرمادیتے کہ ہنسے ابو یکبر کو اپنا وصی و خلیفہ بنا یا تو معاذین و اعداد دین اس کی کیا پروار کرتے اس کو بھی افسوس رہا۔ اہل سنت کہہ کر راہ دیتے۔ حالانکہ خود اکابر امامیہ اسکے بھی مفریں کر محدثین اہل سنت بڑے صادق القول ہیں احادیث نبویہ کو بلا کم و بیش نقل کرتے ہیں۔ سچتا نبی محمد الرزاق لا ابھی شدی صاحب گوہ مراد تھے ہیں:-

اہل انصاف در فرقہ سینیان محدثین ایشاند کہ جو از جناب تسلیم بر صلی اللہ علیہ وسلم بایہنا رسیدہ بے کم و کاست روایت می کنند۔ اتحی عصر مکرانی متنی الحکام۔

مگر تعصب و عناد کا کیا علاج ہے من یضلله فلا هادی لہ۔ بخلاف رواۃ شیعہ کے

لئے پے شک جناب امیر نے خلاف ارشاد کی بیعت کو موجب فرم سمجھ کر کیا تھا۔ بگر شیعوں نے اس کو آپ کے جن بن پر مجموع کر کے نتیجے کی تحریر کیا تھی۔ اس نتیجے کی تحریر کا دادی امامہ غفرانؑ۔

سے یہی علی یا دبیل ہوتی ہے کہ علم کی نہیں۔ پس اس سے ان حضرات کا واقعہ ہونا مزوری نہیں ہوا اماں

وہ وصیت افضلیت پر بنی ہے۔ وہ خلافت صدقی کی طرف ہونے ہوئی سے اشارہ۔ وہ بقول علام کاشیہ محدثین اہل سنت کی توثیق -

کرہاً، کو خود علیٰ سے شیعہ کذاب و مفتری کہتے ہیں۔ مگر عدالت اصحاب رسول اب شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن ہی کذابوں کی جھوٹی روایتوں کو انکھوں پر رکھتے ہیں۔ کمال الجھنیٰ علیٰ مرزا علیٰ تبریز، اب ہمیں اس مقام پر دیباچہ سیرۃ الفاروق کی ایک عبارت تقلیل کرو بینا مناسب ہے جسکے مصنف کو نہ بہت شیخ و ششن سے کوئی علاقہ نہیں۔ اس کو فقط تاریخی جیشیت سے بحث ہے۔ اسی لئے اُسے اپنے علیگدڑہ خیالات کے موافق احادیث صحیح مسلم اہل سنت کو خوب فہم سے موضوع و غلط کہہ دیا ہے ہذا اللہ تعالیٰ۔^{۱۷}

شیعہ علمانے رہمہم ان کو علماً اُن کے ادب کے سبب کہتے ہیں در نہ وہ لوگ پر لے در بیر کے چھلاتے۔ جہنوں نے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور فساد پیدا کرنے کے واسطے ایسے کام کئے ہیں ایک سلسلہ احادیث کا پیدا کیا ہے جس میں انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ خلفاء اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوں میں دشمنی اور کینہ اور بینیش اور عدالت اور ایک دوسرے سے نفرت اور نفاق پر ہانتک خناک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی مناقاش برداشت کرتے تھے۔ اور اُن کے آزار کے درپے تھے اور در پر وہ دشمن رہتے تھے اور اسی بنا پر انہوں نے بزرگانِ دین کی نسبت کافر اور مرتدا اور منافق کے لفظ کے استعمال کرنے کی جرأت کی ہے۔ درحقیقت ایک مسلمان کے در بروج رہا کہ ذرہ کے برابر بھی عقل و رکھتا ہے ایسی نالائق یاقوں کا حواب دینے کی کوشش کرنا بجائے خود حافظت ہے۔ اب ایسے سادہ لوگوں کا زمانہ نذر گیا ہے۔ جن پر اس قسم کی لنوا اور بیہودہ روایتوں کا جادو پل جاتا تھا۔ اور وہ اس کو سچ مان لیتے تھے۔ یا اُن سے متاثر ہوتے تھے۔ ایک واقعہ ہم بطور مشاہد کے بیان کرتے ہیں۔ اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو بڑا اور محبت اور اخلاق اور اخخار تھا۔ اسکی رو سے یہ کوئی غیر معقولی بات نہیں کہ ان کے درمیان رشته و فرائیں ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں حضرت علیؓ کی بیٹی امام کلثوم سے بحضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں نکاح کیا تھا جو لوگ اُن بزرگانِ دین کے درمیان دشمنی اور عدالت کا ہونا بیان کرتے ہیں اور اصحاب کبار کو معاذ اللہ عنہما کافر اور منافق اور مرتد کہتے ہیں۔ انہوں نے اس واقعہ سے انکار کرنے کی عجیب و غریب کوششیں کی ہیں۔ بعض نے اس

^{۱۷} اور ان ہی مفتریوں کی پرده پوشی کیلئے حضرت امام صادق سے یہ روایت بھی رعلیٰ تقلیل مجلسی فی البخار حسنہ ۳۶۷ فوج ۱۸ تقلیل کرتے ہیں لا نکد بولا بحمدیت انکم بمرجیٰ ولا قدریٰ ولا خارجیٰ نسبہ البینا فاکم لامدر وون لعلی شیعی من الحق فنکد بولا اللہ عز وجل فوق عرش اسی کیا فی المثلہ ۱۷ منه غفرانہ لرہ اللہ تعالیٰ۔

نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے۔ کوئی ام کلثوم نے بنت مرضوی ہوئی ہی کامنکر ہے۔ کسی نے نکاح پر فصل کا اطلاق کیا ہے۔ کوئی بعد نکاح ہونے کے ہم ستر ہونے سے متکر ہے۔ اور بعض عجیب بات کہتے ہیں کہ ایک جنیہ تکلیف حضرت ام کلثوم مصحت عمر کے پاس آئی تھی۔ اور بعض اس سے زیادہ عجیب بات کہتے ہیں کہ ابتداء ہی میں جب حضرت علی نکاح کر دینے کو بجوہ کئے گئے تو ایک جنیہ سے جو ام کلثوم کی شکل بنکر آئی تھی نکاح کر دیا۔ بعض اس کو حضرت علی کا انتہا درجہ کے صبر و تحمل کا تیجوہ سمجھتے ہیں۔ بعض اس کو تدقیقی بیان کرتے ہیں۔ مگر اُس سیدھے سادے صحیح واقعہ کے سامنے یہ سب کہانیاں لغو اور سیودہ ہیں۔ اس قسم کی غلط اور جھوٹی روایتوں کے پھیلانے اور ایجاد کرنے سے مطلب یہ خاک اُنستہ روایوں کو اصحاب کبار کے برائی سمجھتے ہیں اور ان کے ختم رنا شاہستہ لفاظ استعمال کرنے کے جرأت ہو۔ اور ان کی اصلاحیت ہم ایک واقعہ سے بطور مثال سمجھ سکتے ہیں۔ سریش احمد خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک میرے نہایت دوست شیخ مذہب تھے اُن کے یہاں ایک چھوٹا بچہ خاتس کو ایک بڑی کاپچہ پال دیا تھا اور وہ خوب اس سے ہل گیا تھا۔ ایک دن اس بڑی کے بچہ کو ذبح کر دیا اور وہ چھوٹا بچہ خوب رویا اس کے باوانے اُس سے کہا کہ عمر کام کر گیا ہے وہ بچہ عمر کو رُب اجلہ کہتا تھا۔ یہ کام صرف اسلئے کیا تھا کہ اس میں ہی سے اس کے دل میں عمر کی عداوت اور اُن کے نام سے نفرت پیدا ہو۔ اور یہی اصلاحیت ان روایتوں اور کہانیوں کی ہے جن میں اصحاب کے درمیان باہمی دشمنی اور عداوت ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اور جن پر مذہب کا دادر ہو گیا ہے۔ اور جزو مذہب بنائے گئے ہیں۔ یہ اسی۔

اہل ندویں والضافت پر اس عبارت سے شیعوں کی دیانت اور ان کی روایت کی حقیقت بخوبی واضح ہو گئی مزید توضیح کی حاجت نہیں۔

(دم) یہ کہا کہ اگر صیت ہوئی تو پہلے حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما اُس کو ضرور جانتے۔ محض ابڑا فربیجی ہے۔ خیر چناب امیر کا جاننا تو اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک ائمہ عالم

علم موتا ہے شیعوں کی بیعادت قریب ہے۔ صاحب تبیین الصحیفہ نے مناقب ایجنبیہ میں حظیب سے نقل کیا ہے۔ کہ، مام ابو علیہم کے پڑوس میں ایک بچی پیسے والا راضی رہا کرتا تھا۔ اُسے دو خپڑے پال رکھتے۔ اور ایک کام ابوبکر کھانا تھا۔ دسرے کام عمر ایک رات ایک بچہ کو برجی مار مار کر اڑا۔ امام صاحب کو خبر ہوئی تو فرمایا دیکھو اس خبیث نے عمر ناچی خپڑ کو مارا ہوا ہو گا۔ چنانچہ دریافت پر ایسا ہی ثابت ہوگا۔ ۱۴ مذہب خفت در المثلثہ

کلیات و جزئیات ہوتے ہیں۔ مگر حضرت عباس پر کس منسے یہ افترا کیا جاتا ہے۔ کیا جاہنکے
چسلے کو کہ اوہ ہوشیعی حضرت عباس کو بھی بڑی وقعت و خلدت کی نظر سے دیکھتے ہیں،
مجی الدین تہمیں اپنے علیار کے افادوت کی بھی خبر نہیں۔ صاحب کامل بہانی حضرت، امیر
المؤمنین علی کرم اللہ و جسم کا قول غل کرتے ہیں:-

وَدَائِكَةَ وَاللَّهِ لِوْكَانْ حَمْزَةَ وَجَعْفَرُ حَمْزَينَ مَا الْمُحْمَّجُ فِيهِمَا أَبُو بَكْرٍ وَعَمَّارٍ
لَكُنْ ابْتَلِيَتْ بِالْجَلِيقَيْنِ حَامِيَيْنِ بِعَقِيلٍ وَعَبَّاسٍ بَنِيَادِكَارِ الْحَمْزَةَ وَجَعْفَرِ
زَنْدَهُ بُودَنَدَابُوكَرُ وَعَمَّارُ طَعْنَةُ خَلَافَتْ تَكَوْنَتْ دَلِيْكَنْ مِنْ بَتْلَاشَدَمْ بَدَرُ سُوْكَنْدَخَورَنَدَهُ وَبَانَزَ
بِعَقِيلٍ وَعَبَّاسٍ آنَدَهُ وَرَاوِيَ إِبْرَاهِيمَ الْجَعْفَرِ مُحَمَّدَ بِاقْرَسْتَ عَلَيْهِ اسْلَامَ۔ اُتْسَى بِلَفْظِهِ مُتَشَبِّهِ لَكَلَّا
أَوْرَوْيَاتِ كَلِّيَّتِيَّيْنِ كَمَوْافِقِ يَأْيَتِ كَرِيمَيْهِ وَمَنْ كَانَ فِي هَذَهِ الْأَعْمَى فَخُوْفُ فِي الْأَنْتَرَ
أَعْمَى وَاصْلِ سَبِيلَ لِاجْسِنْ كَانَ زَجَرَ صَاحِبَ حَيَاتِ الْقُلُوبِ يَوْنَ كَرَتْهِ ہِیْنَ:-
یعنی ہر دو در نیا کوست و راه حق رانی پیدا پس اور آخرت کوست از دیران راه
بہشت و گمراہ ترست"

حسب ارشاد امام چہارم یعنی سیدنا محمد باقر ضمی اللہ عنہ حضرت عبد الشاوازنگے
پدر بزرگوار حضرت عباس عم مختار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازل ہو اب
اور یحیی افادات فہیمی کو بلا حظ کیجئے۔ حیات القلوب بین فرماتے ہیں:-
شید برادر حضرت یاقوت العلوم پیر سید کجا بود عزت و شوکت بنی ہاشم کو حضرت امیر المؤمنین
بعد از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر و عمر و سارِ من اخوان مغلوب گردید۔
حضرت فرمود کہ ان بنی هاشم کو ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایبت ایمان و لیقین و از ساقین
اویں بودند بعالم بقار حلقت کرد، بودند و دم دضعیف المیقین ذیں نفس تازہ مسلمان
شدہ بودند عباس و عقیل۔ وایشان رادر جنگ بدر اسیکر کردند و آزاد کردند ایمان
چنین قوتے نمیدارد۔ بخدا سوگند کہ اگر حمزہ و جعفر عازمے بودند در آن فتحہ ابا بکر و عمر
یار اسے آن نداشتند کہ امیر المؤمنین را غصب کنند و اگر سعی مے کروند البته ایشان
رامے کشتن۔" اُتْسَى۔

اور قاضی شوستری مجالس المؤمنین میں در باب غصب ام کلثوم بنت فاطمه
ضمی اللہ عنہما لکھتے ہیں:-

ظاہر اب اسطد و کالت فضولی و امشال آن حضرت امیر عباس بر ایشاند بیگی داران فدا
خود را سخ در محبت و اخلاص نمیداشت و ہند اچنا کی سبقاً در احوال سید الشهداء

ذکر شد انحضرت علیہ السلام از عباس و عقیل بکیفیت حافظین حافظین اور تعبیر فرموده اند.
ان روایات سے صفات معلوم ہو گیا کہ حضرت امیر و حضرت عباس رضی اللہ عنہما میں بخشن
وکرو رست تھی اور حضرت امیر ان کو اپنا حلیف و مقابل سمجھتے تھے۔ اسی لئے ہمیشہ ان کو اس
کلمات اخیر سے یاد رہاتے ہے چنانچہ لفظ "امیر اگتے" سے معلوم ہو چکا اور شیعوں کا یہ قاعدہ کہیے ہے
جس نوجاں امیر سے عدالت ہو وہ ولد از نہ ہے۔ میں بہاں دو ایک روایات شیعہ پر آلتقا
کرتا ہوں۔

ظریفی نے احتجاج میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے:-
فَمُورِياعی دوست نمیدار دنرا مگر سیکر و لاشن شیکو باشد و دشمن نمیدار دنرا
مگر سیکر و لاشن خبیث باشد۔

اور باقر مجلسی حلیۃ المتقین میں امام صادق سے روایت کرتا ہے کہ:-
آنچنان فرمود دشمن ما نبیت نیت مگر سیکر و لاشن باشد یا مادرش در حضن
باو ماملہ شدہ باشد۔ اتھی۔ و قال قائلهم

محبت شیر مردان مجوز بے پسے مدد کہ درست غیر گرفت مت پائی دراو۔

بسطہ روایات امامیہ سے اظہر ہر من الا وناس سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو جنابین
بکریہ تجویل ساختا ہے۔ زبان کو طلاقت بیان نہیں۔ مدعا بن محبت اہل بیت ہی اس کو بخوبی
او کر سکتے ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

نیز حضرت شیعہ امام باقر کے ان کلمات طیبات کو جو آپ نے حضرت عباس کی شان
میں استعمال فرمائے ہیں جیسے ضعیف البیقین۔ ذنب النفس۔ تازہ سلام۔ بغور بلا خطا
فرمائیں۔ اور بچہ حضرت عباس کی تعریف جہانگیر چاہیں کریں۔ حق تو یہ ہے کہ شیعوں نے
کسی کو نہ بچوڑا۔ ان کی زبان درازیوں سے ناصحاب عظام ہی بچے اور نہ اہل بیت کرام جزا اہم
الله عاصمہ اور فی الجزا اوسوا عبسوا عبسوا۔

(و) اقوال امیر المؤمنین سے ثابت ہو چکا کہ آپ حضرت عباس کو اپنا حلیف مقابل جاتے
تھے جس کا مقابلہ یہ ہے کہ حضرت عباس خود ہمیشہ طالب خلافت رہے جس کا پتہ ہوا
کہ خلافت ان دونوں ہیں سے کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ دوسرے ہی دوسرے حلیف بن یتھے بنا نہیں
علمائیہ امامیہ کا یہ دعویٰ کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غدر خرم پرست سترہ زار کے سلسلے جاتا
امیر کو اپنا وصی بنایا تھا اسے قول کے مطابق محض غلط وہ بتان تھی اکیونکہ اگر ایسا ہوا ہوتا تو
حضرت عباس کیوں اس کا خلاف کرتے اور حضرات شیعین کا اتباع کر لیتے۔ اور اگر از راہ تقبیہ ایسا

کیا بھی تھا تو حضرت امیر کے وصی ہونے کا تو ضرور اقرار کرتے یا کہ سکوت ہی فرماتے۔
بخلاف اسکے خود دعویٰ بیار بیجا نا اور حقوق مرتفعی کا اقرار نہ کرنا بلکہ اپنے لئے جھوٹی مضمین لکھائی
یہ باقاعدہ نہیں کب مناسب تھیں۔ اور اہل حدیث تو شیعوں کی طرح اس کا دعویٰ بھی
نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر ہزار کے سامنے ایک مجمع عام میں باقاعدہ
نام حضرت صدیقؓ کو وصی بنایا تھا۔ الرضا بارکام کو کیفیت و صیت وغیرہ سے اطلاع ہوئی۔ تو
ابتداء ہی سے ہرگز نہ کوئی اختلاف ہوتا اور نہ انتخاب کی نوبت آتی۔ کیونکہ وہ حضرات برکت
صحبت نبوی حب جاہ و طمع سے پاک تھے۔ وہ اپنی حainیں اپنے اموال خدا کی راہ میں فردا
کچک تھے۔ کفار کے ماحقون ہزاروں تکلیفیں اٹھائیں۔ کھربار، اہل عیال سب سے علیحدگی اختیار
فرمائی۔ مگر خدا اور رسولؐ کو کبھی نہ چھوڑا۔ ایسے حضرات کی نسبت کیا کوئی عاقل کر سکتا ہے۔ کہ
معاذ اللہ ہیکدھ تمام صحابہ اہل بیت نبوت سے محرف ہو گئے۔ اور سب کے سب اخلاف
حقوق خاندان رسالت پر قائل کئے جیز حضرات خلفاء رشیت کو تو یہی بعد ویگرے خلافت کی ہوں
نے معاذ اللہ ہو یا۔ اور تمام صحابہ کو حضرت صدیقؓ نے کیا الدڑو دیئی تھے جس کی وجہ سے
جناب امیر سے باوجود استحقاق مرتفعی محرف ہو گئے۔ **لَعُوذ باللهِ مِن الظُّنُونِ**
الْفَاسِدِ بِأَهْلِ التَّحْيَاتِ۔

(۵) اگر قصیرہ انتخاب مخالف وصیت ہے تو یہی دلیل جناب امیر کی وصیت میں بھی ری
ہو سکتی ہے۔ فا ہو جا یکم فہم جوابنا۔

محی الدین۔ اگرچہ ظاہر نہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر خیال و قلت فرض کیجیے کہ وصیت کسی کے
لئے نہیں تھی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ خلافت امور دنیا و دین دونوں کے لئے تھی۔ اور اس کے
تحت سلطنت پر آپ مثل شاہان دنیا جلوہ افراد رہتے۔ پس اس حالت میں باعتبار رسم دنیا
اور شرع شریف کے آپ کے بعد یہ حق آپ کے وارث کا ہو گا۔ اس لئے بعد انتقال آپ
کے جناب فاطمۃ الزہرا علیہما السلام فرضیت وارث و متحقق تخت و تاج ہوئیں۔ اور چون کہ حضرت
خاتون حبنت علیہما السلام اور جناب امیر المؤمنین میں کمال انتخاب تھا۔ اس لئے باعتبار دنیا بھی
حضرت امیر حقوق سوئے اور باعتبار دین چونکہ حضرت علی علیہ السلام کو جناب رسول خدا سے
کمال تقریب تھا۔ یہاں تک کہ جناب رسول خدا نے حضرت علی کو افسوس نہیں داخل کیا۔

۱۷) حضرت سیدہ کو وارث دین نبوی حاصل کیوں نہ ہوئی اور آپ کیوں اس شخصیت و
اصلی و رافت سے محروم رہیں لا امنہ غفران اللہ۔

یعنی اپنا نفس ناطقہ قرار دیا جن میں مسحی ہوتے ہیں۔

مولانا۔ اقوال و بالاتر التوفیق کریم کلام بھی بوجوہ چند مخدوش ہے۔

(۱) ممالک اسلامیہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک کہنا سارے غلط ہے البته امام کو تصرف انتظام حالم کا خستیار ہوتا ہے چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی باختلاف اقوال امامیہ صرف ذکر ہی کی تسبیت و راشت یا ہبہ کا دعویٰ کیا تھا۔ یہی سی نے نہیں کہا کہ حضرت سیدہ نعمتی ممالک اسلامیہ کے موروثہ یا موہوبہ ہونے کی دعویدار تھیں۔ غرض حضرت سیدہ نعمتی ذکر پر بس کریں اور حضرت شیعہ ساری دنیا کا جھگڑا اُن کے سروالیں۔ ”معی سست و گواہ چست“ اسی کو کہتے ہیں۔

(سم) خلافت کے دین کے لئے ہونے کے یعنی ہیں کہ بغیر خلیفہ و حاکم کے اجراءے احکام شرعیہ نہیں ہو سکتا۔ اشاعتہ اسلام و حفظ حقوق والنداد مفاسد ممکن نہیں۔ آج ہی اگر کوئی باقاعدہ اسلامی حکومت ہوتی تو کیا ممکن تھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج مطہرات حضرت سرور کائنات علیہ و علیہم افضل الصلوات والملتحیات پر حضرات شیعہ بر ملا طعن کریں۔ اور ایسی ایسی باتیں کہیں جنہیں زبان سے نکلتے ہوئے غیر اسلامیوں کو کجی شرم آئے۔ مگر یہ مدعیان اسلام اپنے برگزیدہ بھی کی پیاری ہیو یوں کو اُن کے پیارے دوست انجوں کو بھی رہا جھاکھتے ہوئے ان کی جناب میں کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہوئے ذرا بھی نہ شرمندی کرنے سے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر تمام ہبود و نصاریٰ سے پوچھتے کہ تمہارے نزدیک تھا ری امرت ہیں سب سے افضل کون لوگ ہیں تو یہود و حضرت عزیز علیہ السلام کے اصحاب کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب احباب کو افضل بتائیں گے۔ اور اگر شیعوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے نزدیک نہیا رے اسلام میں سب سے بدتر کون لوگ ہیں تو یہ حضرت حضرت خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کے ہی اصحاب باصفاویار ان باوف کو بدترین خلائق فرمائیں گے۔

پہبین تقاؤت رہ از کج است تا بجا۔

و س علام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ زواجه میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ جن اشخاص بجالت سفر ایک صاحب کے مہان ہوئے میزبان صاحب بڑے خلیق اور پرہیزگار تھے۔ کمال حسن خلق سے

لئے گرچہ گورنمنٹ ایگزٹیوٹ کے زیر سایہ بھی بفضل الہی شیعوں کی دریہ وہنی وہر زہ سرائیوں سے ہم اہل سنت کو بہت کچھ امن ہے۔ ورنہ باتیں والے جانتے ہیں کہ شیعی سلطنت میں سینیوں کا ناکوں میں دم تھا۔ امن غفران اللہ اے۔

پیش آئے اور ذات کے علوی تھے۔ ان کا غلام یہودی تھا ایک روز ان ہماؤں نے سید صاحب سے کہنا کہ آپ تو ایسے متین اور آپ کا خادم یہودی ناجبار۔ اس جسمان الصدیں کے کیا منفی؟ اور بالآخر میں اس موافقت کی کیا وجہ۔ تعجب ہے کہ آپ ساتھی ایسے شخص کو جو آپ کے آبا کرام کے دین کا دشمن ہوا بینی خدمت میں رکھے۔ سید صاحب نے اور خادموں کی شکایت کے بعد فرشتہ بیا کہ یہودی ہبہت بڑا خدمت گزارا۔ وہ وفادار ہے۔ اس کی خدمت گزاری اور وفاداری نے اس کو خدمت میں رکھنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ ہماؤں نے پھر عرض کیا کہ آپ اس کو اسلام کی تلقین فرمائیے شاید اسکو ہدایت ہو جاوے اور راہ راست پر آئے۔ آخر وہ غلام یہودی بلا یاگیا جب اُس سے کہا گیا کہ تم اپنے آقا کے دین پر آجائو تو اُس نے جواب دیا کہ میں اپنے دین کو سید صاحب کے دین سے اچھا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہودیوں میں سے کوئی شخص اپنے بنی کی یہوی کو بر احتلاط ہیں کہتا اور ہمارے سید صاحب اپنے بنی کی یہویوں سے عداوت رکھتے ہیں اور ان کو ناگفتہ بہ کلمات سے یاد فرماتے ہیں۔ غلام کی اس تقریر سے سارے ہماؤں سید صاحب کے اس ظاہری تقدیس کے ساتھ باطنی خبث کا حال سنکھیراں رہتے۔ اور سید صاحب تھوڑی درس اکت لٹیمیان رہے اس کے بعد سراٹھا کر فرمایا کہ میں اپنے عقیدہ شیعہ سے تو بہ کرتا ہوں۔ غلام نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ہاتھ لائیے میں بھی آج آپ کے ہاتھ پر یہودیت سے ناٹ ہوتا ہوں۔ عرض ادھر سید صاحب روضہ سے تائب ہوئے۔ اور ہر غلام یہودیت سے۔

نَيْزَرِيَّةِ كَرْكِيَّةِ حَتَّىٰ، أَذَا أَتَوْ أَعْلَىٰ وَإِذَا الْقَدْرَ قَالَتْ نَمَلَةٌ يَا بَحَّا الْمَلُ ادْخُلُوا مَسَـاـلِكَنَمَـلـهـا يـخـطـمـمـشـلـهـمـسـلـیـمـاـنـ وـجـبـوـدـهـ وـهـمـلـاـیـشـعـرـوـنـ طـسـے بعض اکابر اہل سنت نے یہ استنباط کیا ہے کہ حضرات شیعہ موسیٰ بن جعفر اور زید احمد عقل اور بے سمجھ ہیں۔ اس عزیب چیونٹی نے تو اتنا بھی سمجھ لیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اعلیٰ سبیاناً و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء اور ان کے شکری جان بوچکر تو چیونٹیوں کا خون ہمیں کریں گے۔ ہاں ناواقفیت ہیں ان کے پاؤں سے کوئی کچلی جائے تو کچلی جائے کیونکہ یہ لوگ بنی کی صحبت یافتہ ہیں اور ان کے ہن لاق فیضان حضوری بارگاہ بیوت سے آزاد است۔ برکت صحبت سلیمانی ان کے اخلاق ایسے معمود ہو رہے ہیں کہ ان سے صد ایک چیونٹی کی ایذا دہی بھی ناممکن ہے۔ اور صحبت انبیاء ایسی اکسیر ہوتی ہے کہ آن کے آن میں لوگوں کو زر خالص بنا دیتی ہے۔ ان کے صحبت یافتہ تمامی اخلاق ردیہ سے پاک اور سارے غل و غش سے مبرأ ہوتے ہیں۔ عرض چیونٹی تو انہیا کی فیضان صحبت کی حقیقت سے واقف ہو گئی۔ اور روضہ اور خوارج حضرت

سید الانبیاء علیہم السلام کی صحبت کیمیا خاصیت کی حقیقت سے ایسے ناقف رہے کہ
بزرگوار رسانت کے مغرب میں خاص ہی کوہ ترین اوصاف سے منصف ملتے گئے۔ پس جب
معاذ اللہ حضرت خاتم الانبیاء کے خاص صحبت یافتہ اشخاص کی یہ حالت ہے کہ آپ کے
فیضان صحبت اور سفر حضرت دن رات کی حضوری وہ شیخی نے ان کو عکس فائدہ پہنچایا
اور وہ باز نہ مر خدمت گزاری و جان شماری بذریعہ امت ہو گئے۔ تو بھلی است کو ایسے
بھی سے کیا توقع اور کوئی امید ہو سکتی ہے۔ استغفار اللہ و نفعہ بالله۔

غرض اہل بصیرت و منصف طبیعت کی ترجیحیہ و عبرت کے لئے یہ واقعات کافی و
بس ہیں۔ اور کورا باطنوں کو بجز محرموں کے کوئی فائدہ نہیں۔ ولنعم ما قیل ۷

ہیچ قوم راحدا رسول کو نکرو ۸ تادل صاحب دلے نامد برد
چوں خدا غواہ کے پرده س دڑھ میش اند رعنہ پاکان زندہ

اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت عليهم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین غیر المغضوب
علیهم ولا الضاللین۔ امین شد امین۔

اور اگر یہ بات بھی تسلیم کر لیجائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمامی ممالک کے مالک تھے
اور آپ کے بعد آپ کے ورثہ مالک ہوئے تو کیا آپ کے وارث فقط حضرت سید تھیں،
کیا از واج مطہرات و حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق و را
حائل نہ تھا پس بقاعدہ و راثت بھی حضرت سیدہ کو منصف جاندہ اسے زائد کا حق حاصل
نہیں۔ اب اسی اصول سے خلافت کو بھی منصف قسم کیجئے۔ ولا قائل بہ۔

پھر اگر حضرت سیدہ و راثتہ مالک ہوئی تو حضرت علی کی باغایتہ مافی الباب یہ ہونا
چاہئے کہ جناب سیدہ خلیفہ و نائب رسول اللہ تھیں۔ اور جناب امیر پر نیابت فاطمی
انتظام ملکی نہ رائیں۔

علاوہ بھیں جس اتحاد کی بنا پر حضرت فاطمہ کے رہتے ہوئے باوجود ذاتی عدم استحقاق
کے جناب امیر کو مستحق خلافت تھی راستے ہو اسی علاقہ اتحاد کی وجہ سے اہمیت المؤمنین کو بیرونی
اول خلافت مصطفوی کا حق کامل حاصل تھا پس اب آپ ہی مابالفرق بیان کیجئے کہ علاوہ

لہ قال اللہ تعالیٰ وھن الربيع حیاتکتمان لم یکن لکم ولد فان کان کم
ولد فلھن الرفن الح اس انتزاع و تخصیص بعد بھی حضرت شیعہ از واج مطہرات کے وارث
ہوئے سے انکار کر سکتے ہیں؟ ۱۲ امش غفرلہ۔

زوجیت کی وجہ سے جناب امیر تو حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں خلیفہ متقل بن چاہئیں اور راز و لمحہ مطہرات جناب رسالت تائب کے بعد بھی مستحق خلافت رکھتے رہیں۔

اتب جب ہم اہل امر کو خیال کرتے ہیں کہ جس درجہ کارابطہ اتحاد حضرت سید و جناب امیر میں پایا جاتا تھا اس درجہ کارابطہ سید المرسلین اور امہات المؤمنین میں موجود تھا انہیں۔ اور اس کے ساتھ اس امر کو بھی خیال کرتے ہیں کہ جناب امیر نے حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں آپ کے رشح و ملال کا پچھا بھی خیال نہ کیا۔ اور ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا راذ کر لیا تھا اور ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک الملکوت کی طرف سے ان بیویوں کے علاوہ کسی اوس نے نکاح کی اجازت نہ ہی بلکہ ان کو چوڑنے کی یاد گئی قسمی کی کئی جس سے جناب باری کوازو ارج مطہرات کی انتہائی خاطرداری مغفهمہ ہوتی ہے جو اہل فہم سے مخفی نہیں۔ توہین اس بات کے کہنے کا حق حاصل ہوتا ہے کہ اس طریقے کی ارج و ارج مطہرات بوجہ قوت رابطہ اتحاد حضرت رسالت بطریق اولیٰ مستحق خلافت، ثابت ہوتی ہیں۔

غرض بیانات صدر ثابت ہو گیا کہ باعتبار دنیا بھی جناب امیر کسی طرح مستحق خلافت نہیں تھے۔

اب باعتبار دین استحقاق خلافت کو دیکھتے ہیں تو آپ کے ان دلائل سے باعثیاً دین بھی جناب امیر کو استحقاق خلافت حاصل نہیں۔ یونکہ بالفرض حضرت علی اگر رافت میں داخل کئے گئے ہیں تو باعتبار مجاز حقیقت، نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کوئی عاقلنہیں کہ سکتا۔ آپ کی یہ کلمہ فرمی ہے کہ مجاز پر احکام مختص حقیقت جاری کرنے لگتے ہیں۔ اگر کوئی سی لیے شخص کو محروم کے نوجہ و ماقم میں چست پھالاک ہو شیر کہہ سے فکریا آپ وہاں بھی ایک دم لگادیئے کو مستعد ہو جائیں گے۔ لا اول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور اگر حضرت علی کو افسوس اپنے داخل فرمایا تو حضرت عباسؓ کے حق میں العباس منی و انا منہ ارشاد ہواد کمار و اہ النساء اینی فی باب القوہ من اللطف، بلکہ بحسب بعض روایات حضرت عباسؓ کو می ووارث تک فرمایا گیا ہے۔ علامہ علی فارمی علیہ الرحمۃ مرفقات میں لکھتے ہیں "رسوی الحظیب عن ابن عباس هر فواع العباس وصیی و وارثی" اور جب کوئی شخص حدیث کا نزٹ ولا نوٹ کو سیم کرے گا تو ہم دونوں روایتوں میں اُس وقت تطبیق ہو جائے لیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لے وہیں توفیقیہ پس اس روایت نے فیصلہ کر دیا کہ یا تو جناب امیر وارث ووصی نہیں ہوں گے اور اگر ہوں گے تو اس فضل میں منفرد نہیں رہیں گے۔ علاوہ اس کے معلوم نہیں حضرات شیعہ

لہ کیا جا
حضرت س
بغضہ الردا
ہیں آپ کو ہا
علی گھبہ کی شہ
جزرات کریں
غزوہ بالله
من غفرانہ۔

لقد جاءكم رسول من انفسكم و غيره آيات قرآنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کیں کا نفس ناطق ہیں گے۔ علاوہ برین نفس سے حضرت علی مراد نہیں ہیں۔ و انقبضیل فی المظلولات۔ میں کہتا ہوں کہ نفس صیغہ صحیح ہے۔ اس میں جناب امیر بلا مشارکت احمدے دو خل نہیں ہو سکتے اور دلیل عامہ سے مدلول خاص کی تھیں پر استدلال صحیح نہیں۔ کمال اللہ علیہ ولی الہی۔

محی الدین۔ اچھا نوکیا یہ سمجھنا چاہتے گے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلطنت جمہوری چھوڑی اس لئے و راشت بیا قرابت کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ اُس کے لئے عوام جس کو پسند کریں وہی نائب رسول ہو۔ مگر یہ پریٰ البطلان ہے۔ اس لئے کہ اس وقت نائب رسول رسوں کے لئے حشد ایسا رسول سے کچھ تعاقی نہیں رہا۔ لیکن ذرا خور تو کہجے کہ کیا ایسے اعظم کام کا تنظام عوام کو چھوڑ دینا مناسب ہے۔ خدا کی راہ سخت ہے۔ اُس میں تکلیف۔ ایذا صعوبت۔ صبر۔ تحمل ہے عوام کا لاغام اس کو کب گوارا کریں گے۔ وہ توجہ بجا ہیں گے آرام و راحت عجیش و عشرت چاہیں گے۔ اس لئے اپنا افسر جو اُسی کو بنائیں گے جو ان کے مطلب کا ہو۔ یعنی حق پابندی شرع سے دور رہے۔ تہذیب انسانی سے کنارہ اور جیوانی آزادی میں وسعت دے

مولانا۔ یہ حال خام جی شیعوں کے اصول مہمہہ پر مبنی ہے۔ کیونکہ ان کی عقول ناقصہ حکم الحاکمین پر جھی حکومت کرتی ہیں۔ ان کی عقل ناتص نے جس چیز کو جواہر خدا پر واجب کر دیا۔ کہ اس کا خلاف

۱۷ ہم نے خودی دیر کیہ تسلیم کر لیا کہ عیاں امیر کی خلافت بلا ضلیل شخص میں اللہ ہے اور آپ بلا فضل نائب و خلیفہ رسول اللہ تھے صلی اللہ علیہ وسلم مگر کوئی شیعہ بنکے تو کہ آپ نے کام کیا کیا۔ بل وہ شیعہ کام تو ہی کیا کہ خلافت کے بخوف ایذا و طمع دنیا طیبیع بن کے۔ اور تلقی کی اُٹیں سارے دین برپا ہوئے دیا۔ اپنی بہت دا برد کی بھی پرواہ نہوئی۔ انا اللہ۔ آپ کی خدا کی خلافت کا خود آپ کو کس قدر فائدہ ہوا کہ دوسروں کو ہوتا۔ البتہ دینی فائدہ اگر نہیں ہوا تو خلافاً لشکر کی طاقت و فربان برداری کے غلبی متابع دنیا کا تو فائدہ رہا۔ کہیں حضرت حفیظ احمد ائمین اور کہیں بچھہ طالب کیمیں، بچھہ امامیہ مخفی لرم۔

۱۸ حضرت شعبن نے تو مقدر زبانہ زندگی بسر کی اور صبر و تحمل کو راہ دیا کہ اپنی اپنی اولاد کو اپنا حاشیہ بنک رہنا یا۔ بل و حضرت فاروق نے صاف فیصلہ کر دیا کہ عبد اللہ بن عکوں گر خلیفہ بنبا۔ اور جناب امیر بانہم زہر و اعراض عن الدین اعم بھر خانہ جگی میں بنتا رہے۔ اور سدانہ نقی خوزیری کے باعث ہوئے اور اپنے بعد جی اپنی اولاد کی عدم تکمیل کی وصیت نفراتی۔ اسی سے شیعین اور جناب امیر کے زہر و صبر و تحمل کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اتنی بڑی خلافت اور سلطنت سے اپنی اولاد کو محروم رکھنا اس قدر ناقابلِ تحمل ہے۔ مگر ان کو خیر خواہی امت کے مقابلہ میں متابع دنیا کی پر پڑھوئی۔ جزاهم اللہ خیر عن جمیع المسلمين اما من خفر اللہ۔

۱۹ کیا لف حریر ایمان فی الدبر۔ حاریت فرج متنق۔ تھوڑا متعدد درجہ وغیرہ سے بھی کوئی زیادہ قابل نظر نہیں۔ مثالی جیوانی آزادی کی بجز حضرت امامیہ کے اور کہیں تل سکتی ہے۔ اس سے زیادہ آزادی کیا ہو گی کہ مان ہیں کی جی تیز نہ رہے۔ ۱۸ امنہ خفر۔

کرنے سے حق سجانے بالکل مجبور ہو گیا اور اس کی متابعت جناب باری پر لازم ہو گئی۔ سچانک
ہلن ابہت ان عظیم چنانچہ اسی بنا پر انہوں نے یہ بات بھی گھر لی کہ امامت امام حق سجانے
پر واجب ہے۔ پس امام کو ضرور منصوص من اللہ ہو ناچاہتے۔ مگر یہ بنا فاسد علی الفاسد ہے۔
جناب باری تو اپنی حکومت عامہ و تامہ کو اس شان سے بیان فرمائے۔ اِنَّ الْحُكْمُ لِإِلَهٖ
أَوْ رَشِيعِ خَلَقٍ تَعَالَىٰ بِرِبِّي عَقُولٍ نَّاطِقٍ کی متابعت لازمی بتائیں۔ اِنْ هَذَا
إِلَّا اخْتِلَاقٌ۔

اور اہل سنت فرمائیں کہ خود مکلفین پر تقریر امام واجب ہے۔ شارع علیہ السلام
کی طرف سے تفصیل ذوات آنکہ ضرور نہیں۔ البتہ شارع کی جانب سے میں و امام کے اوصاف
کی نظر ہوتی ہے۔ اس کے بعد اہل حل و عقد جس شخص کو جمیع اوصاف امامت سمجھیں امام
بنائیں۔ اور خدا کی طرف سے امام ہیں ہونے میں تو کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ امام و
حاکم کی تو اسلئے ضرورت ہے کہ وہ بوجوشوت ظاہری طوفاؤ کر جس طرح مکمل ہو لوگوں کو
اتباع حق پر مجبور کرے۔ اور خدائی تعالیٰ کا بلا اعطائے شوکت ظاہری فقط یہ کہہ دینا کہ فلان شخص
کو امام بنا دو ہرگز قرین مصلحت نہیں کیونکہ سفہار الناس جس طرح ہزاروں احکام الہی کی پر وادہ نہیں
کرتے اگر اس ایک حکم کو جیسیم نہ کریں تو بنا ہaran کا کیا بلکہ۔ ہاں پر فائدہ ضرور ہو اگر امام ضرور
الطاوع کو تسلیم نہ کرنے سے اس کا بھی ایک گناہ اُن کے سر رہا۔ پھر اُر اپ اسی اصلاح للعبا قسمتے
ہیں تو یہ بڑی عقل و دانش بیان گریت ہے۔

خلاف اس کے کجب لوگ خود کسی کو خلیفہ سلیم کر لیں تو اس صورت میں یہ مقتضای
ظرف سلیمانیہ اُس کا اتباع ضروری ہو جاتا ہے۔ غرض امام کا بلا اعطائے شوکت ظاہری من جانب اللہ
منصوص ہو یا بندوں کے لئے رحمت نہیں۔ رحمت ہی رحمت ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ اگر امر خلافت عوام کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو اپنے ہی ایسے کو جو
یا بند شریعت نہ ہوں خلیفہ بنائیں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں انتظام عالم درجہ بکری
ہو جائے گا۔ احکام شرعیہ متعطل رہ جائیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اپنے زعم فاسد میں جھوٹ
لئے مگر خدا کی شان ہے کہ خود شیعوں کی زبان و قلم سے ایسی بات کیں آتی ہے کہ ان کے دعا و عی کا ذہب کی
لکنیں کے لئے کافی و دافی ہوتی ہے۔ فی اللعل عن الصادق فغضب موسیٰ و اخذل سلیمانیہ
وقال اقتلت الا به قال الحضران العقول لا تحکم على اهل اللہ بل اهل اللہ يحکم
عليها فسلام لما تزئی واصدرا علیها فقل لنت علمت انك لن تستقطع معنی
صلیوا انتہی رہایات الرشید، من

صحا پر فاسق و بیدین ٹھیکر ایجاد کیا۔ خلافت صدقیقی کا دعویٰ کہ ناس اسرارِ حرب بلکہ خود نہ ہب بشیع
کی بھکنی ہے۔ ابھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ کتب امامیہ سے ثابت کئے دیتے ہیں کہ حضرت صدقیق اکبر
رضی اللہ عنہ ان ہی لوگوں کے خلیفہ بنائے ہوئے تھے اور ان ہی عوام نے خلافت صدقیق کو تسلیم
کیا تھا جنکی بیعت پر جناب مرتضوی کو فخر کھانا۔ اور جنکی ہی بیعت سے مقابله سید نامعاویہ رضی اللہ عنہ
عنہ آپ تھی خلافت و اخراج بالا مانند ثابت ہوئے لیپس اگر وہ حضرات (فتوذ باللہ) عوام کا الاغام
تھے تو پھر جناب امیر نے ختم کے مقابلہ میں ایسی باطل دلیل سے اپنی خلافت کی حقیقت ثابت کرنے کی
کیوں غلط کوشش فرمائی جس سے بھر مسلمانوں کا خون بہانے کے اور کوئی قائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ
شیعوں کا رجسٹری شدہ اور ملائکہ کامہری و دستخطی و صیحت نامہ تو فلسفے سے راشدین ہی کے زمان
میں ردی و باطل ہو جکھتا۔ اور نہ پوچھیں کہ پس کی مدت میں کبھی اُس کا نقاد ہوا اور پھر اس
دوہری تحدی پر جو مهاجرین والنصار (رضی اللہ عنہم) کی بیعت سے خلافت مرتضوی کا انعقاد ہوا تو اُسکو
آپ نے عوام کا الاغام کی ناکافی و ناجائز بیعت لہکراڑا دیا۔ کیا خوب ہے
ایں کاراز تو آیدیں شیعیان چنیں کنندہ۔

کیوں نہیں۔ محبت والا اسی کا نام ہے۔ شاید آپ نے اپنا معمول بہ اسی شعر کو بنارکھائے
شادم کے از قریمان دامن کشان گذشتی ہو گوشت خاک ماہم بر بادر فتہ باشد
دوسری کی خدمیں ناک کٹوانا اسی کو کہتے ہیں۔ خلافت صدر یقین کو باطل کرنے کے لئے
اسی کو شش کی گئی کہ جناب امیر کی بنائی خلافت کو ہوا بین اٹھا دیا۔ اب یہاں سے
شیعوں کے اُس کید کا بھی پتہ چلتا ہے جس کو مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکالہ دیا ہے
میں لکھا ہے کہ علمائے شیعہ ابطال مذہب اہل سنت کی غرض سے ایسی کو جنپی شافعی مشہور کرتے
ہیں اور پھر مذہب مخالف کو اپنے زعم میں بڑے زوروں سے باطل کر کے اُس مذہب کو جس سے
اپنے کو منسوب کر رکھا ہے بالکل دلائل و اہمیت مفرفوستہ ثابت کرتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو ابطال مذہب
اربعہ کا لفظ ہو جائے۔ تین مذہب کو تو اُس نے دلائل قوی سے رد ہی کیا تھا۔ ایک مذہب کو جو ثابت
کیا تو ایسے دلائل سے جو بڑی ابطال ہیں۔ پھر پڑو خود باطل ہو گیا۔ پس ہی حال حضرت معرض

۱۵ پھر تو آپ نے حضرت معاویہ کو پوری تلقید کر لی اور ان کا دعویٰ مان لیا۔ فقط اتنا فرق ہے کہ ان کے زمزدگیں اگرچہ مہاجرین والوں اہل حل و عقد نہ تھے مگر انہیں خلافت ان کی بیعت سے خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے جناب مرتضویؒ بھی یوہ فضلان اہلیت خلافت خلیفہ جائز نہیں ہوتے اور آپؐ سے جناب امیر گورتو صاحب الخلافت خلیفہ یا میر اُن کی بیعت کرنے والوں کو عن کی بیعت کرنے سے آپؐ خلیفہ ہوئے جو امام بنادیا۔ غرض بطلان خلافت مرتضویؒ ہٹر سڑخ ثابت ہو گیا۔ طبقہ استدلال کا فرق معاویہ کو خلیفہ نہیں ہوتا۔ اب بھی آپؐ کو اپنے مغلد و شیمان معاویہ ہونے میں شبہ ہے ۱۷ منہ غفر الشدائد۔

کہا ہے کہ خلافت خلفاء سے نبی کو بھجوئی روایتوں سے باطل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جناب امیر کی خلافت کو ایسی دلیل سے ثابت فرماتے ہیں جس کا بطلان اہل فہم سے غصی نہیں۔

اب تھم موعودہ روایت کو نقل کرتے ہیں ذرا گوش ہوش سے نسبت نجاح البلاعین جناب امیر کا وہ حظ جس کو آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہما طرف الحاٹھا یوں مرقوم ہے۔

وَمِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مَعَاوِيَةَ أَنَّهُ بِالْعِنْدِ الْقَوْمِ الَّذِينَ يَأْيُّعُونَا
إِبَابَكِرٍ وَعَمِّرٍ وَعُثْمَانَ عَلَىٰ مَا يَأْيُّعُوهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ دَانٍ يَخْتَارُ وَلَا
لِلْغَائِبِ أَنْ يَرْدُدَ وَلَا إِلَيْهِ الشُّورِيَّ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ فَانْجَتمَعُوا عَلَىٰ
رَجُلٍ وَسَهْوَةٍ كَانَ اللَّهُ رَضِيَّ فَانْخَرَجَ مِنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ
بِدُعْتَةٍ رَدِّهِ وَلَا إِلَيْهِ مَا خَرَجَ مِنْهُ فَانْبَأَ قَاتِلُوهُ عَلَىٰ اتِّبَاعِهِ عَنِير سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ وَلَكُلَّا اللَّهُ مَانِقُولِيٌّ وَفِصْلَهُ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا“ یعنی
میری بیعت اُن لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرت ابو بکر عمر عثمان سے بیعت کی تھی۔
اور ان شرطیں شرطیں پر ان سے کی تھیں۔ سونہ حاضر کو خلافت کا اختیار ہے۔ اور نہ غائب
رہو انکار کا خمار۔ شوریٰ فقط ہمہ مهاجرین والنصاریٰ کا حصہ ہے۔ اگر وہ کسی شخص کی خلافت
پر متفق ہو جائیں اور اس کو خلیفہ نامزد کریں تو وہی خدا کی مرضی کے موافق ہو گا۔ اب اگر کوئی
شخص اُن کے اس اجماع سے کسی اعتراض یا بدعت کے ساتھ نکل جائے تو اس کو جانتے
وہ نکل جائے گا۔ اور اگر دمہاجرین والنصاریٰ کے اجماع کے ساتھ دینے سے،
انکار کرے تو اس سے بوجاہیں کے کمسی انوں کے راستہ سے خلاف چلا مقابلہ کرو اور
داس پر بھی باز نہ آئے گا تو جس بیان کا وہ منتوی بنائے ہے خدا اس کو اُسی کا ولی بنائے گا اور دخل
ہم فرماتے گا۔ اور جنہم براطھکا نہیں ہے۔

اس روایت نے بشرط النصف و دیانت تمامی بھگڑوں کا فیصلہ کر دیا اور اس
سے چند باتیں مستفادہ ہوئیں۔

(۱) جن لوگوں نے خلاف نبی کو خلیفہ بنایا تھا خلیفہ کا انتخاب

اے اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح وقت بیعت حضرت عثمان سے اتباع سید شیخین کی شرطی کی گئی تھی جناب امیر سے بھی کی گئی تھی۔ اور اس کو انہوں نے برضاء قلب منثور فرمایا تھا اگر اس پر بھی شیخی جناب امیر کو عذر شکن و پیدا ہدایہ اور آپ کے عہد کو منافقا نہ عہد قرار دیں تو وہ جائیں اور ان کا ایمان۔ اور یہ شرط تو
ایسی مزوری تھی کہ رام حسن رضی اللہ عنہم جس کو حضرت معاویہ کے تسلیمان میں فروگداشت نہیں کیا۔ دیکھو
اپنی تاریخ صیبیب امیر ۲۱ مسند عفر اللہ۔

فے الحقیقت اُن ہی کی مرضی پر موقوف ہے اور یہ بات اُن حضرات کی حقانیت اور برگزینی کی ہیں دلیل ہے۔

(۲۴) خلافت خلفاء رشیثہ حق تھی۔

(۲۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی تھی۔ ورنہ مہاجرین والنصار کا بیعت خلفاء رشیثہ پر متفق ہونا وصیت نبوی کے مخالف اور مرضی الہی کے خلاف ٹھیک ہے گا۔ حالانکہ یہ سب ارشاد مخصوص را یاغاط ہے۔

(۲۶) اکثر اہل حل و عقد کی بیعت الفقاد امامت کیتے کافی ہے بعض کی غیر حاضری خواہ جناب امیر ہوں یا کسے باشد قادر اجماع و محنت خلافت نہیں۔

(۲۷) حضرت امیر کو عامہ مہاجرین والنصار کی بیعت کے بعد خلافت صدیقی کو کچھ ضرر۔

(۲۸) حضرت فاروق کاجناب امیر کو دکما نظر عوم الشیعہ بوجہ انکار خلافت صدیقی ڈرانا و دہکنا بمقتضای ردوہ الی ماخر ج منہ فان ابی قاتلواه عین تعیل از شاد مرتفوی تھی پس وہ محل انکار نہیں دکما تری کیا اجماع مہاجرین والنصار سے انحراف اپنے ارشاد کے خلاف جناب امیر کو جائز تھا۔ اور اگر کوئی اس قول کو تلقیہ پر محوال کر کے مخالفت اجماع وہ کی صورت نکلت تو اس شمن دانا۔ یادوست نادان کو آیت کریمہ یا آیہ اللہ بن امنو واللہ تقولون مَا لَا تَفْعَلُونَ هـ کبر مفتاح عند اللہ اُنْ تَفْوِيْلُهُ أَمْلَا تَفْعَلُونَ هـ کا مصدق جناب امیر کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ دشمن دانا کا توہین شیوه ہے کہ ابن سبائی طرح دوستی کے پیرا یہ میں وہ ہاتھ صاف کرتے ہیں اور دوست نادان بوجہ نادانی عیب کو نہ سمجھ کر ملزم بناتے ہیں۔ اور اگر کوئی بہت سمجھ تاں کر بخوبی الغریق یہ تشبد دکل جھشیش۔ الحرج خدعة کو رفع الزام کی دلیل بنائے گا۔ تو اس کو یہی تسلیم کرنا پڑے گا لہجہ جس طرح جناب امیر درباب انکار خلافت صدیقی مخالفت اجماع کے الزام سے پاک ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی در باب مخالفت مرتفوی جناب امیر کے طعن انکار اجماع سے مبرا۔ خیری سی ۵۰

۱۷) حالانکہ تلقیہ کا محل ہے۔ حضرت معاویہ کے مقابلیں اگر تلقیہ آپ کو جائز ہونا تو جنگ وجدال کی نوبت کیوں آتی۔ خلفاء رشیثہ کی طرح ان کے مقابلہ میں بھی آپ دم خود رہتے۔ امام عفر اللہ اللہ۔

۱۸) حالانکہ خدوع کے متنے نہیں ہیں کہ آدمی جھوٹ کا در قرطہ کوں پیٹھے۔ بلکہ اس کے سر معنے ہیں کہ آدمی اسی تذیر کرے یا اسی ذمہ معنی کلام بولے جس سے کو اس کے دلی ارادہ و حقیقی راز کا پتہ نکلے اور قبل خصم کے غلط فہمی سے فائدہ اٹھا سے قال الطیر انہل بجز من الذب فی الحرب العاریفین دون خفیۃ الذب فارسا جل جہا کا لامہ نو دی شرح مسلم مختصرہ المحدث بامنة عفیہ اللہ اللہ۔

ع من نرا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو و زخم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرو نہ سینا
امیر المؤمنین کرم اللہ و بھر پر کوئی الزام آئے۔
(ے) اجماع مسلمین کا خلاف موجب دخول نار ہے (کمال علیہ کلام المعموم) اب تینیج کو
مد نظر رکھ کر خواہ امیر المؤمنین کو منکر شریعت خلف کے ثلثہ شمیر اکاپ کو مخالف اجماع شعبیت
یا جو چاہے فرمائیے۔

تہذیب

بلور شیخ غور کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں نے اسی وجہ سے جناب مرتضوی اور ان کی
چند اولاد امجاد کو امیر المؤمنین بن الیا اور خلافت مصطفوی کو ان ہی حضرات کے لئے مخصوص کر دیا ہے
جن کی اتباع میں پابندی شریعت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ایک تفہیم کی آڑ میں تمام
حرمات شرعیہ جائز ہو گئیں۔ پابندی شریعت سے آزادی مل گئی۔ جس مذہب میں بروقت
ضرورت مان سکیں۔ تک حرام قطعی نہ رہے بلکہ بصورت رفع اختلالات ملال ہو جائے۔ فقط
ایک چھڑکے کی ضرورت رہے تو اس آزادی اور از خود فرستگی کا کیا ٹھکانا ہے۔ بغوض بالشہد
من الغتن۔

محی الدین خیروہ فی نفس جیسے ہوں۔ مگر اتنی بات تو ضرور معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ خود کتب المہدت
میں موجود ہے کہ اس وقت فضیلت روحانی کا مطلق لحاظ نہیں تھا۔ ہر قبیلہ اپنے اپنے گروہ سے ایک
آدمی کو نامزد گزنا تھا۔ اور مہاجرین والنصار میں پورا اختلاف تھا۔ ہر شخص اپنے اپنے فرقے کی تابیہ
پر تھا۔ اور قابضیت خلیفہ کا مطلق لحاظ نہ تھا۔ تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ بلا کا مطلب قابلیت ظاہری و

۱۵ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انعقاد اجماع کے لئے صورت نہیں ہے۔ کیونکہ جن مہاجرین و
النصار کی بیویت سے آپ اپنا خلیفہ رحق ہونا ثابت کرتے ہیں اور ان کے اجماع کو مجتہڈیہ ہیں۔ وہ

باختلاف فرقیتیں مخصوص ہیں تھے۔ ثابت المدعى علیہ منتهی خفر اللہ

۱۶ صاحب بہایات ارشید مستغنا اللہ جمیع اسلامیین بطور بقاہ ارقام فرمائیں مجب تحریر آپ کے
امام سیزدهم راقر مجلسی کے لفڑیوں صرف احتمال ہے جن ایقین کے صدقہ ہے۔ پریہ عبارت ملا مظلوم راجحہ
و صرف اعلیٰ لحاظ بالف ذکر تحریر بنا بر احتمال بلکہ عدم قول بجز مطلق اور اس میں آپ کے علام مجلسی صاحب نے
جس احتمال پر صرفت کو ثابت قرار دیا ہے اُس کو آپ ہی خوب سمجھتے ہوں گے۔ عجب نہیں کہ صرفت بسب
کمل جانے حریر کے ذکر ہے ہو۔ یا بسب رقیق ہونے کی پڑنے کے احتمال وصول حرارت فرع بسوے و کنفیضی
حرافت ہو یا احتمال علوٰن کی وجہ سے یہ صرفت ہو۔ ہر کتفی یہ صرفت کچھ قطعی نہیں بلکہ صرف احتمال ہے جس کی
رجھیت علی مخصوص و قوت رفع اختلالات ضروری نہ ہوئی۔ اور اب تو اہل بورب کے فیض بوسائے خدا
جلتے رہے برمائی جیلی لگا لو پھر بے در طرک جو چاہو کرو جا مرنے۔

بالمدن جس کو لوگ پاہتے خلیفہ ہو جاتا۔

مولانا صدقہ و دیانت جہاں تک مختفات شیعیتے ہیں۔ ساری دنیا واقف ہے بھالا یہ تو کہے کہ آپ نے کس کتاب میں دیکھا ہے کہ اُس وقت فضیلت کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ با اینہم اگر تمہیر نہیں معلوم تو ہم سے سنو صواب حق محرقة میں ہے۔ والخرج النساءی وابولعلی والحاکم و صحیحہ عن ابن مسعود قال لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الا نصار منا امیر ومنکم امیر فما اهتم عمر بن الخطاب فقال يا عشر الا نصار الستم تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اصر ابا بکران يوم الناس وایکم تطیب نفسہ ان یتقد ما یابک فقلت الا نصار نعوذ بالله ان یتقد ما یابک و آخر جراحت سعد والحاکم والبیحقی عن ابی سعید الخد ری انہم ملائحة معا اجتمعوا بالسقیفہ بد ارسعد بن عبادہ وفيهم ابو بکر و عمر قام خطبای الا نصار فجعل الرجل ما نہم يقول يا عشر المهاجرین ان رسول الله صلى الله عليه وسلم کان اذا استعمل الرجل منکم نیقرن معه جلا منافری ان یلی هذی الامر رجلان منا و منکم فلت ابعت خطبایهم على ذلک فقام شرید بن ثابت فقال تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم کان من المهاجرین و خلیفۃ من المهاجرین و نحن کنا انصارا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلعن انصار خلیفتہ کیا کتا انصارہ ثم اخن بید ابی بکر فقال هذی اصحابکم فنبایعہ عمر ثم بایعہ المهاجرین والاصدار الخ

اس سے زیادہ فضیلت رو حانی کی اور کیا توضیح ہو سکتی ہے۔ با اینہمہ ہم تم سے یہ پوچھتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایسے وقت میں کہ منا امیر و منکم امیر کا زور شور تھا۔ ایسی کشائشی کے وقت میں بلا ظہور حیثیت و بلا تقوی و الغراف اتنا بڑا اختلاف اور وہ بھی اتنے بڑے مہم میں ہزاروں گھر بے چراغ کئے بغیر یوں جاتا رہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ذری ذری با اور میں اختلاف ہوتا ہے اور قوم کا بڑا معزز شخص بھی سٹے کرنا چاہتا ہے تو طب نہیں ہوتا اور وہ ملکی و سلطنت و خلافت کا معاملہ۔ سو بلا وجہ یوں بآسانی تمام کسی خاص شخص کی بیعت کر لینے سے خواہ حضرت عمر ہوں یا کوئی اور دفعتے طے ہو جائے اور جنگ و جہالت کی نوبت نہ کے۔ اور کل لوگ ایک شخص پر تفق ہو جائیں۔ حاشا و کلا۔ بیشک یہ مجنون از خیالات یا پاگلوں کی بے

میرزا ایت کے رد میں لا جواب کتا ملیں

تحفہ میرزا ایت یعنی جو پردشیں الاسلام کے

قادیانیوں کے نام سے موسم ہوا تھا۔ اس میں
نہائت عمدہ مصنایف قادیانیوں کے رد میں درج
ہوتے ہیں۔ قیمت ۳۰/-

ختم بنوتوت مؤلفہ مولوی ابوالنور محمد بشیر حبیب

مکتبہ یاکٹ بک۔ مؤلینا عبد الرحمن صاحب
مونوی فاقہن ایڈنر مہماں ہله کے نام نامی سے ہر
لکھا پڑھا آدمی واقف ہے۔ مؤلینا مదورح قادیانیوں
کے زبردست بلخ بھٹے۔ آپ نے قادیانیت سے
قطع تعلق کے بعد قادیانی کے سربراہ رازوں کا انکفار

اس جرأت سے کیا کہ قادیانی کے درودیوار لرز گئے
میرزا ایتوں کے قصر خلافت میں مل حل پچ کئی۔ آپ
میں حال ہی میں میرزا ایتوں کی پاک بک کے جواب
میں مہماں ہلاکت بک تعمیف فرمائیں مہماںوں پر
احسان عظیم فرمایا ہے۔ سائز جیسی۔ ہنارت خوشنا

جلد جس پر تہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے
اس کتاب میں میرزا ایتوں کا رد دلنشیں پیرا یہیں
بظر حبدید کیا گیا ہے۔ مؤلینا محمد رحمن قادیانی ترجمہ
سے خاص و اقتضت رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب
بلعین اسلام کیتے بھیج دیا تھا بڑی قیمت تحریر
فرما سکتے ہیں۔

رجایتی ۱۲ ار ۷ ملنے کا پتہ

ختم رسالت مؤلفہ ماسٹر محمد مسلم صاحب
بی۔ ۱۔ س۔ لاہوری

اس کتاب میں نہائت مہذب اپنے پیرا یہی میرزا ایتوں
کے تمام دلائل کی ترویجی تھی ہے اور عقلی و نقی

دلائل سے ثابت کا تھا ہے کہ خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی بُنی

پیسا نہیں ہو سکتے۔ قیمت ۱۲ ار
مہماں ہلاکت بک۔ مؤلینا عبد الرحمن صاحب
مونوی فاقہن ایڈنر مہماں ہله کے نام نامی سے ہر
لکھا پڑھا آدمی واقف ہے۔ مؤلینا مదورح قادیانیوں
کے زبردست بلخ بھٹے۔ آپ نے قادیانیت سے
قطع تعلق کے بعد قادیانی کے سربراہ رازوں کا انکفار

اس جرأت سے کیا کہ قادیانی کے درودیوار لرز گئے
میرزا ایتوں کے قصر خلافت میں مل حل پچ کئی۔ آپ
میں حال ہی میں میرزا ایتوں کی پاک بک کے جواب
میں مہماں ہلاکت بک تعمیف فرمائیں مہماںوں پر
احسان عظیم فرمایا ہے۔ سائز جیسی۔ ہنارت خوشنا

جلد جس پر تہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے
اس کتاب میں میرزا ایتوں کا رد دلنشیں پیرا یہیں
بظر حبدید کیا گیا ہے۔ مؤلینا محمد رحمن قادیانی ترجمہ
سے خاص و اقتضت رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب
بلعین اسلام کیتے بھیج دیا تھا بڑی قیمت تحریر
فرما سکتے ہیں۔

رجایتی ۱۲ ار ۷ ملنے کا پتہ

یعنی حبیبہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

زکوٰۃ و صدقات کا بہتری مصروف

ماہ رجب و شعبان و رمضان میں صاحبِ ثروت و نمیکدل حضرات زکوٰۃ و صدقات
مستحقین میں تقیم کیا کرتے ہیں۔ ہم ایسے اصحاب کو دارالعلوم عزیز یہ بھیو کے طلباء کی
امداد کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کئی یتیم ہے تو بتیت حاصل کر رہے ہیں۔ مفلس طلباء
کے جمیلہ مصارف لباس۔ خزان۔ صابن و کتب و غیرہ حزب الاصفار کی طرف سے مہیا
کئے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کی پانچ ماہ کی علاالت نے حزب الاصفار
کو زیادہ زیر تاب پنا دیا ہے۔ ایسے موقع پر ارباب کرم کا وزن ہے کہ وزیر امداد سے
اس دینی پودے کو باہر خدا سے بچائیں۔ دارالعلوم کے لئے ہر قسم کے عطا یا ت
قبول کئے جاتے ہیں۔ طلباء کے لئے پارچات۔ لحاف۔ کتب ہر قسم کی اشیا درکار ہیں
ومَا عَلِيْنَا إِلَّا تَبْلَاغُ -

اعلان

حزب الاصفار کے دارالاشاعت کی طرف سے تبلیغی کتب شایع ہوتی رہتی ہیں۔ جن کا
اعلان اسی جیدہ میں درج ہے۔ جملہ قارئین کتابوں کی حزیداری سے جردیدہ کا عالی خسارہ
لیوا کرنے کی سی فند مائیں۔ ۱. جتناب الحنفیہ۔ تخفہ میرزا شیہ۔ مذاہیات القرآن
شہذاب ہدایت۔ سیف الدین المسلط۔ مبابا ہمہ پاکت نہب و عینہ کی حزیداری سے آپ
جریدہ کی مدد کر سکتے ہیں۔

عُرس مبارک

حضرت اشرف الالوی خواجہ محمد دین سالوی قدس سرہ العزیز۔ ماہ رجب کی یکم د ۲
کو بمقام سیاک شریف منعقد ہو گا۔ یاران طریقت مطلع رہیں۔

میونجھر جرمدہ شمس الاسلام (رحمہمہ) پنجاب